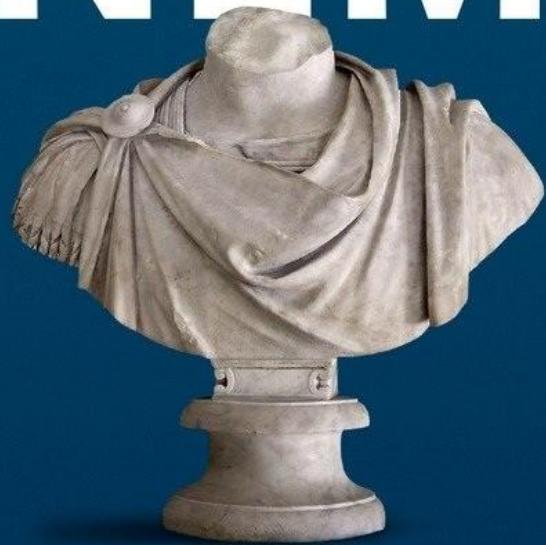


"Ryan Holiday is one of his generation's finest thinkers, and this book is his best yet." —**Steven Pressfield**, author of *The War of Art*

EGO IS THE ENEMY



RYAN HOLIDAY

Bestselling author of *The Obstacle Is the Way*

"ریان ہالی ڈے اپنی نسل کے بہترین مفکرین میں سے ایک ہے، اور یہ کتاب اس کی اب تک کی بہترین ہے۔"

- اسمیون پریس فیلڈ، وکی وار آف آرٹ کے

مصنف

کامیڈیں بل ہکس نے کہا کہ دنیا انہ سے آلو دھے ہے۔ اناد شمن ہے، ریان ہالیڈے نے ہم سب کو ایک نسخہ لکھا ہے: عاجزی۔ یہ کتاب کہانیوں اور اقتباسات سے بھری ہوئی ہے جو آپ کو اپنے طریقے سے باہر نکلنے میں مدد کرے گی۔

چاہے آپ شروع کر رہے ہوں یا شروع کر رہے ہوں، آپ کو یہاں چوری کرنے کے لئے کچھ مل جائے گا۔

- آسٹن کلیون، اسمیل لائیک این آرٹسٹ

کے مصنف

"یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے میں چاہتا ہوں کہ ہر کھلاڑی، خواہش مند رہنماء، کاروباری شخصیت، مفکر اور کام کرنے والا پڑھے۔ ریان ہالی ڈے اپنی نسل کے سب سے ہونہار نوجوان مصنفوں میں سے ایک ہے۔

- جارج راویلینگ، ہال آف فیم باسکٹ بال کوچ اور نائیکی کے ڈائریکٹر آف انٹر نیشنل باسکٹ بال

"میں ہر روز کھیل میں انکی زہریلی حماقت دیکھتا ہوں اور یہ مجھے حیران کرنے سے کبھی نہیں رکتا کہ

یہ کتنی بار امید افزا تخلیقی کوششوں کو بر باد کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ آپ کو یا ان منصوبوں اور لوگوں کو تباہ کر دے جن سے آپ محبت کرتے ہیں اس کتاب کو پڑھیں۔ اس پر فوری طور پر غور کریں کیونکہ آپ مناسب ورزش کا طریقہ کار کرتے ہیں اور صحیح کھاتے ہیں۔ ریان کی بصیرت انمول ہے۔

- مارک ایلکو، ایلکو انٹلٹیڈ اینڈ کمپلیکس کے بانی

"میری زندگی میں بہت سے اصول نہیں ہیں، لیکن ایک جو میں کبھی نہیں توڑتا وہ یہ ہے: اگر ریان ہال ڈے کوئی کتاب لکھتا ہے، تو میں جیسے ہی اس پر ہاتھ ڈال سکتا ہوں اسے پڑھ لیتا ہوں۔"

- برائیں کو پلیمین، اسکرین رائز اور رائونڈرز، اوشنزر تیرہ، اور بلینز کے ڈائریکٹر

اپنی نئی کتاب میں ریان ہال ڈے نے زندگی میں مہارت اور حقیقی کامیابی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ پر حملہ کیا ہے۔ ایک متاثر کن لیکن عملی انداز میں، وہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اپنے اندر موجود اس جانور کو کیسے سنبھالنا ہے اور قابو میں رکھنا ہے تاکہ ہم اس چیز پر توجہ مرکوز کر سکیں جو واقعی اہم ہے۔ - بہترین کام تیار کرنا۔

- رابرت گرین، ماسٹری کے مصنف

"ہمیں اکثر کہا جاتا ہے کہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے، ہمیں اعتماد کی ضرورت ہے۔ ریان ہال ڈے نے اس مفروضے کو چیلنج کرتے ہوئے اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح ہم اپنی کامیابی سے بڑی چیز کا تعاقب کر کے اعتماد حاصل کر سکتے ہیں۔"

-ایڈم گرانت، اصل اور دینے اور لینے کے مصنف

"ایک بار پھر ریان ہالی ڈے نے قارئین کے لئے ایک مثال رکھی ہے جو ہمارے وقت کے مشکل سوالات کے ساتھ خود کو چیلنج کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہر قاری کو وہ سچائیاں ملیں گی جو ہماری ہر زندگی سے متعلق ہیں۔ اگر ہم ہیں تو انادشمن بن سکتی ہے

تاریخ، صحیفے اور فلسفے کی محتاط بصیرت کے ساتھ غیر مسلح جیسا کہ ایک ہزار سال پہلے سینٹ آگسٹین سے کہا گیا تھا، اسے اٹھاؤ اور پڑھو۔ کیونکہ ایسا نہ کرنے کا مطلب دشمن کو مایوسی پیدا کرنے کی اجازت دینا ہے۔

-ڈاکٹر ڈریو پنسکی، اتحادیل این کے ڈاکٹر ڈریو آن کال اور لوالائسن کے میزبان

"اس دور میں جہاں ہر کوئی فوری تسکین چاہتا ہے، کامیابی کا خیال غلط ہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے مقاصد تک پہنچنے کا راستہ ایک لکیری راستہ ہے۔ ایک سابق پیشہ ور ایتھلیٹ کی حیثیت سے میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ سڑک لکیری کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ درحقیقت، یہ وہ ہے جو موڑ، موڑ، اور نشیب و فراز پر مشتمل ہے۔ اس کے لئے آپ کو اپنا سر نیچے رکھنا اور کام میں لگانا ضروری ہے۔ ریان ہولی ڈے نے اس کتاب کے ساتھ سر پر ناخن مارا اور ہمیں یاد دلایا کہ اصل کامیابی سفر اور سیکھنے کے عمل میں ہے۔ کاش میرے کھلیل کے دنوں میں میرے پاس یہ ہیر الطور حوالہ ہوتا۔

-لوری لنڈ سے، سابق امریکی خواتین قومی ٹیم فٹ بال کھلاڑی

"فلسفے کو ایک بر اریپ مل گیا ہے، لیکن ریان ہالی ڈے اسے ہماری زندگیوں میں اس کے صحیح مقام پر بحال کر رہا ہے۔ ناقابل فراموش کہانیوں، حکمت عملیوں اور اسباق سے بھری یہ کتاب ہر اس شخص کے لئے بہترین ہے جو کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ اسے ختم کرنے کے بعد، آپ اپنالیپ ٹاپ کبھی نہیں کھولیں گے اور دوبارہ اسی طرح کام کرنے کے

لئے بیٹھ جائیں گے۔

جی سونی، ہنگلیں پوسٹ کے سابق نیجنگ ایڈیٹر اور روم کے آخری شہری کے مصنف

"میں ہر صفحے کو پھاڑنا چاہتا ہوں اور اسے وال پیپر کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہوں تاکہ مجھے حقیقی طور پر کامیاب ہونے کے لئے درکار عاجزی اور کام کی مسلسل یاد دلائی جاسکے۔ اپنی کاپی کے حاشیے میں، میں نے بار بار ایک ہی پیغام لکھا ہے۔ 'پری گولڈ۔' اس منتشر کرنے کتاب کو پڑھنے سے مجھے اولمپکس جینے کے لئے درکار عاجزی اور کام کی اخلاقیات کی طرف واپس لا یا گیا۔

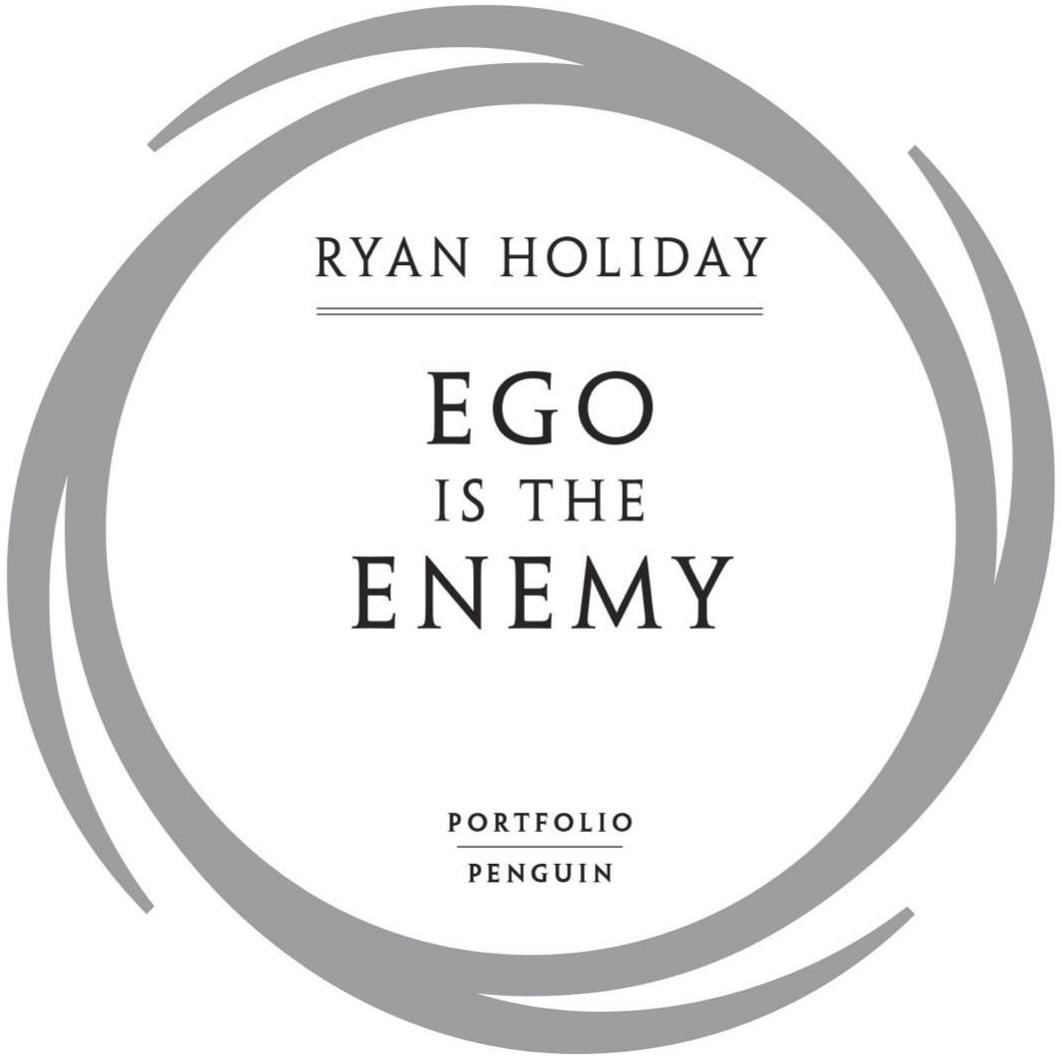
- چند را کر افورد، اولمپک گولڈ میڈل سٹ

"حکام کے عہدوں پر فائز لوگوں کے لئے کیا قیمتی کتاب ہے! اس نے مجھے ایک بہتر نجح بنادیا ہے۔

- معزز فریدرک بلاک، امریکی ڈسٹرکٹ نجح اور سرو بیڈ کے مصنف

ریان چھٹی کے ذریعے بھی

گرو تھہ ہسپیر مارکٹینگ: پی آر، مارکٹینگ اور ایڈورٹائزنگ کے مستقبل پر ایک پرائمر
محض پر بھروسہ کریں، میں جھوٹ بول رہا ہوں: ایک میڈیا ہیرا پھیروی کرنے والے کے اعتراضات
رکاوٹ راستہ ہے: آزمائشوں کو فتح میں بد لئے کالازوال فرن



RYAN HOLIDAY

EGO
IS THE
ENEMY

PORTRFOLIO

PENGUIN

پورٹ فولیو / پینگوئن

پینگوئن رینڈم ہاؤس ایل ایل سی 375

ہڈسن اسٹریٹ کا ایک نشان

نیویارک، نیویارک 10014

penguin.com

کاپی رائٹ © 2016 ریان ہالیڈے کی طرف سے

پینگوئن کاپی رائٹ کی حمایت کرتا ہے۔ کاپی رائٹ تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دیتا ہے، متنوع آوازوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، آزادی اظہار کو فروغ دیتا ہے، اور ایک متحرک ثقافت تخلیق کرتا ہے۔ اس کتاب کا مجاز ایڈیشن خریدنے اور کاپی رائٹ قوانین کی تعییل کرنے کے لئے آپ کا شکریہ، بغیر اجازت کے کسی بھی شکل میں اس کے کسی بھی حصے کو دوبارہ تیار، اسکین، یا تقسیم نہیں کیا۔ آپ مصنفین کی حمایت کر رہے ہیں اور پینگوئن کو ہر قاری کے لئے کتابیں شائع کرنے کی اجازت دے رہے ہیں۔

آئی ایس بی این 16 9781591847816 (ہارڈکور)

ISBN 9780698192157 (ebook)

Version_1

اس بات پر یقین نہ کریں کہ جو آپ کو تسلی دینے کی کوشش کرتا ہے وہ سادہ اور
خاموش الفاظ کے درمیان بے چین رہتا ہے جو کبھی کبھی آپ کی بھلانی کرتے ہیں۔
اس کی زندگی میں بہت مشکل اور اداسی ہے اور وہ آپ سے بہت پیچھے ہے۔ اگر ایسا نہ
ہوتا تو وہ ان الفاظ کو کبھی تلاش نہ کر پاتا۔

-ریز مریاریلکے

مشمولات

ریان ہائی ڈے کے

عنوان صفحے کی طرف

سے بھی ریان ہائی

ڈے کی تعریف

کافی راست

اہم گراف

وروناک پیش کش

تعارف

حصہ اول: اسپاٹر

بات کریں، بات

کریں، بات کریں یا

کرنا چاہتے ہیں؟ طالب

علم بنیں

پر جوش مت بنو

لیں گے کی حکمت عملی پر عمل کریں اپنے آپ کو

روکیں

اپنے سر سے باہر نکلیں ابتدائی فخر

کام، کام، کام کا خطرہ

آگے آنے والی ہر چیز کے لئے، انا دشمن ہے....

حصہ دوم۔ کامیابی

ہمیشہ ایک طالب علم رہیں

اپنے آپ کو ایک کہانی نہ بتائیں

آپ کے لئے کیا اہم ہے؟ اپنے آپ کو سنبھالنے

کا حق، کنٹرول، اور پاگل پن

میری بیماری سے ہوشیار رہو، ایمان

داری پر مراقبہ کرو اپنی صحت کو

برقرار رکھو

اس کے بعد جو اکثر آتا ہے، اناد شمن ہے....

حصہ سوم. ناکامی

زندہ وقت یا مردہ وقت؟ کو شش

کافی ہے

فائنٹ کلب کے لمحات لکیر

کھینختے ہیں

اپنا اسکور کارڈ برقرار رکھیں

ہمیشہ محبت

آگے آنے والی ہر چیز کے لئے، اناد شمن ہے....

اپی لاگ

آپ کو آگے کیا پڑھنا

چاہئے؟ منتخب کردہ

بلیو گرافی اعترافات

دردناک تعارف

یہ میرے بارے میں کوئی کتاب نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ انا کے بارے میں ایک کتاب ہے، اس لیے میں ایک ایسے سوال کا جواب دینے جا رہوں جس کے بارے میں میں نہیں سوچ سکتا تھا۔
میں یہ لکھنے والا کون ہوں؟

میری کہانی اس کے بعد آنے والے اسباق کے لئے خاص طور پر فراہم نہیں ہے، لیکن میں اسے کچھ سیاق و سباق فراہم کرنے کے لئے شروع میں مختصر طور پر بتانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنی مختصر زندگی میں اس کے ہر مرحلے میں انا کا تجربہ کیا ہے: امنگ۔ کامیابی۔
ناکامی۔ اور بار بار اور پیچھے۔

جب میں انیس سال کا تھا، کچھ حیرت انگیز اور زندگی بد لئے والے موقع کو محسوس کرتے ہوئے، میں نے کانج چھوڑ دیا۔ سر پرستوں نے میری توجہ حاصل کرنے کی کوشش کی، مجھے اپنے شاگرد کے طور پر تیار کیا۔ جانے والی جگہوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے، میں بچپن تھا۔ کامیابی بہت جلدی آگئی۔

بیورلی ہنر ٹیلینٹ میجنٹ ایجنسی میں سب سے کم عمر ایکریکٹو بننے کے بعد، میں نے متعدد بڑے راک بینڈز کے ساتھ دستخط کرنے اور کام کرنے میں مدد کی۔ میں نے ان کتابوں کے بارے میں مشورہ دیا جن کی لاکھوں کا پیاس فروخت ہوئیں اور اپنی ادبی اصناف ایجاد کیں۔ جب میں اکیس سال کا ہوا تو میں امریکن اپیرل کے لیے ایک اسٹریٹھجسٹ کے طور پر سامنے آیا، جو اس وقت دنیا کے سب سے گرم فیشن بر انڈز میں سے ایک تھا۔ جلد ہی، میں مارکینگ کاؤنٹریکٹر بن گیا۔

چھپیں سال کی عمر میں، میں نے اپنی پہلی کتاب شائع کر دی تھی۔ جو فوری اور متنازعہ بیسٹ سیلر تھی۔ جس کے سروق پر میرا چہرہ نمایاں تھا۔ ایک اسٹوڈیونے میری زندگی کے بارے میں ٹیلی ویژن شو بنانے کے حقوق کا انتخاب کیا۔ اگلے چند سالوں میں، میں نے کامیابی کے بہت سے جال جمع کیے۔ اثرورسوخ، ایک پلیٹ فارم، پریس، وسائل، پیسہ، یہاں تک کہ تھوڑی سی بدنامی۔ بعد میں، میں نے ان اثاثوں کی پشت پر ایک کامیاب کمپنی بنائی، جہاں میں نے معروف، اچھی تxonah والے گاہوں کے ساتھ کام کیا اور اس طرح کام کیا جس نے مجھے کافرنسوں اور فنیسی تقریبات میں تقریر کرنے کے لئے مدد عو کیا۔

کامیابی کے ساتھ اپنے آپ کو ایک کہانی سنانے، کناروں کو چکر لگانے، اپنے خوش قسمت و قفوں کو کاٹنے اور اس سب میں ایک خاص اساطیر شامل کرنے کا لائچ آتا ہے۔ آپ جانتے ہیں، ہر کولین کی تمام مشکلات کے خلاف عظمت کے لئے جدوجہد کی ایک دلچسپ کہانی: فرش پر سونا، میرے والدین کی طرف سے انکار، میرے عزم کے لئے تکلیف اٹھانا۔

یہ کہانی سنانے کی ایک قسم ہے جس میں آخر کار آپ کا ٹیکنٹ آپ کی پہچان بن جاتا ہے اور آپ کی کامیابیاں آپ کی قدر بن جاتی ہیں۔

لیکن اس طرح کی کہانی کبھی بھی ایماندار یا مددگار نہیں ہوتی ہے۔ میں آپ کو صرف یہ بتانے میں اب، میں نے بہت کچھ چھوڑ دیا۔ آسانی سے تناو اور فتنوں کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ پیٹ بھرنے والے قطرے اور غلطیاں۔ تمام غلطیاں۔ کنگ روم کے فرش پر نمایاں ریل کے حق میں چھوڑ دی گئیں۔

یہ وہ اوقات ہیں جن کے بارے میں میں بات نہیں کروں گا: کسی ایسے شخص کی طرف سے عوامی تضییک، جس نے اس وقت مجھے اس قدر کچل دیا کہ بعد میں مجھے ایک جنسی روم میں لے جایا گیا۔ جس دن میں نے اپنا اعصاب کھو دیا، اپنے باس کے دفتر میں گیا، اور اسے بتایا کہ میں اسے کاٹ نہیں سکتا اور اسکول واپس جا رہا ہوں۔ اور اس کا مطلب یہ تھا۔ بہترین فروخت کی عارضی نوعیت، اور یہ حقیقت میں کتنا مختصر تھا (ایک ہفتہ)۔ وہ کتاب جس پر دستخط کرنے والا ایک شخص آیا تھا۔ میں نے جس کمپنی کی بنیاد رکھی تھی اس نے اپنے آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اسے دوبارہ تعمیر کرنا پڑا۔ دگنا۔ یہ صرف کچھ لمحات ہیں جو اچھی طرح سے ترمیم کیے جاتے ہیں۔

یہ مکمل تصویر اب بھی زندگی کا صرف ایک حصہ ہے، لیکن کم از کم یہ زیادہ اہم نوٹوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ کم از کم اس کتاب کے لئے اہم نوٹ: عزائم، کامیابی، اور مصائب۔

میں ایسا شخص نہیں ہوں جو اپنے فیز پر یقین رکھتا ہو۔ ایسا کوئی لمحہ نہیں ہے جو انسان کو بدل دے۔ بہت سے ہیں۔ 2014 میں تقریباً چھ ماہ کی مدت کے دوران، ایسا لگتا تھا کہ یہ تمام لمحات لگاتار ہو رہے ہیں۔

سب سے پہلے امر یکن اپریل، جہاں میں نے اپنا بہترین کام کیا تھا، دیوالیہ پن کے دہانے پر کھڑا تھا، کروڑوں ڈالر کا قرض، اپنی سابقہ ذات کا ایک خول۔ اس کے باñی، جن کی میں نوجوانی سے ہی بے حد تعریف کرتا تھا، کو ان کے اپنے منتخب کردہ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے غیر رسمی طور پر بر طرف کر دیا تھا،

اور ایک دوست کے صوف پر سونے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر جس ٹیلنٹ ایجنسی میں نے اپنی ہڈیاں بنائی تھیں، وہ بھی اسی حالت میں تھی، جس پر ان گاہوں نے مقدمہ دائر کیا تھا جن پر اس کا بہت زیادہ پیسہ واجب الادا تھا۔

میرے ایک اور استاد نے بظاہر اسی وقت ہمارے تعلقات کو اپنے ساتھ لے لیا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے ارد گرد میں نے اپنی زندگی کی تشکیل کی تھی۔ جن لوگوں کی میں نے دیکھ بھال کی اور ان کے تحت تربیت حاصل کی۔ ان کا استحکام-مالی، جذباتی، نفسیاتی طور پر۔ صرف ایک ایسی چیز نہیں تھی جسے میں نے معمولی سمجھا، بلکہ یہ میرے وجود کا مرکز تھا اور خود کی قدر۔ اور پھر بھی، وہ ایک کے بعد ایک میرے سامنے کھڑے تھے۔

پہیے بند ہو رہے تھے، یا ایسا ہی محسوس ہوا۔ اپنی پوری زندگی کسی کی طرح بننے کی خواہش سے لے کر یہ احساس کرنے تک کہ آپ کبھی بھی اس کی طرح نہیں بننا چاہتے ہیں، ایک فشم کا وسپلش ہے جس کے لئے آپ تیاری نہیں کر سکتے ہیں۔

نہ ہی میں خود اس تحلیل سے مستثنی تھا۔ جب میں اس کام سے کم خرچ برداشت کر سکتا تھا، تو وہ مسائل سامنے آنا شروع ہو گئے جنہیں میں نے اپنی زندگی میں نظر انداز کیا تھا۔

اپنی کامیابیوں کے باوجود، میں نے اپنے آپ کو اس شہر میں پایا جس میں میں نے شروعات کی تھی، تنازع اور ضرورت سے زیادہ کام کیا تھا، اپنی محنت سے کمائی گئی آزادی کا زیادہ تر حصہ چھوڑ دیا تھا کیونکہ میں پسیے اور اچھے بھراں کے سنسنی کو انکار نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے اس قدر شدید چوت لگی تھی کہ ذرا سی رکاوٹ نے مجھے ایک شدید اور غمگین غصے میں دھکیل دیا۔ میرا کام، جو ہمیشہ آسان ہوتا تھا، محنت طلب ہو گیا۔ میرا اپنے آپ پر اور دوسرے لوگوں پر اعتماد ٹوٹ گیا۔ میری زندگی کا معیار بھی ایسا ہی تھا۔

مجھے یاد ہے کہ کئی ہفتوں تک سڑک پر رہنے کے بعد ایک دن میں اپنے گھر پہنچا اور والی فائی کے کام نہ کرنے کی وجہ سے شدید گھبراہٹ کا دورہ پڑا۔ اگر میں یہ ای میل نہیں بھیجتا۔ اگر میں یہ ای میل نہیں بھیجتا۔ اگر میں ان ای مسیز کو نہیں بھیجوں گا...

آپ کو لگتا ہے کہ آپ وہی کر رہے ہیں جو آپ کو کرنا چاہئے۔ معاشرہ آپ کو اس کا بدلہ دیتا ہے۔ لیکن پھر آپ اپنی آنے والی بیوی کو دروازے سے باہر جاتے ہوئے دیکھتے ہیں کیونکہ آپ وہ شخص نہیں ہیں جو آپ ہو اکرتے تھے۔

ایسا کچھ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا آپ واقعی یہ محسوس کرنے سے نجسکتے ہیں کہ آپ ایک دن دیو تاؤں کے کندھوں پر کھڑے ہیں، اور پھر اگلے دن آپ اپنے آپ کو متعدد ملے کے ملے سے باہر نکال رہے ہیں، کھنڈرات سے ٹکڑوں کو اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں؟

تاہم، ایک فائدہ یہ تھا کہ اس نے مجھے اس حقیقت کو قبول کرنے پر مجبور کیا کہ میں ایک ورکھولک تھا۔ "اوہ، وہ صرف بہت زیادہ کام کرتا ہے" یا "صرف آرام کرو اور اسے کھیلو" کے معنی میں نہیں، تھا۔

بلکہ اس سے بھی زیادہ، "اگر وہ میئنگوں میں جانا اور صاف ستر انہیں ہونا شروع کرے گا، تو وہ جلد ہی مرجائے گا۔" میں نے محسوس کیا کہ وہی مہم اور مجبوری جس نے مجھے اتنی جلدی کامیاب بنادیا تھا، اس کی قیمت ادا کی گئی تھی۔ جیسا کہ بہت سے دوسرے لوگوں کے لئے تھا۔ یہ اتنا کام نہیں تھا بلکہ اس نے میرے احساس نفس میں بہت بڑا کردار ادا کیا تھا۔ میں اپنے ہی سر کے اندر اتنی بری طرح پھنس گیا تھا کہ میں اپنے خیالات کا قیدی بن گیا تھا۔ اس کا نتیجہ درد اور ما یوسی کی ایک قسم تھی، اور مجھے یہ جاننے کی ضرورت تھی کہ ایسا کیوں ہے۔ جب تک کہ میں اتنا ہی المناک انداز میں ٹوٹنا نہیں چاہتا تھا۔

ایک طویل عرصے سے، ایک محقق اور مصنف کی حیثیت سے، میں نے تاریخ اور کاروبار کا مطالعہ کیا ہے۔ کسی بھی ایسی چیز کی طرح جس میں لوگ شامل ہوتے ہیں، ایک طویل عرصے میں دیکھا جاتا ہے کہ عالمگیر مسائل ابھرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ موضوعات ہیں جن سے میں طویل عرصے سے متاثر تھا۔ ان میں سب سے اہم انا تھی۔

میں انا اور اس کے اثرات سے نا آشنا نہیں تھا۔ درحقیقت میں اس کتاب پر تقریباً ایک سال سے تحقیق کر رہا تھا، اس سے پہلے کہ میں نے ابھی آپ کے لیے جو واقعات بیان کیے ہیں۔ لیکن اس عرصے میں میرے تکلیف دہ تجربات نے ان تصورات پر توجہ مرکوز کی جن کا میں مطالعہ کر رہا تھا جو میں پہلے کبھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

اس نے مجھے ان کے برے اثرات کو نہ صرف اپنے اندر ریا تاریخ کے صفحات میں بلکہ دوستوں اور گاؤں اور ساتھیوں میں دیکھا، جن میں سے کچھ بہت سی صنعتوں کی اعلیٰ ترین سطح پر تھے۔ انانے ان لوگوں کو لاکھوں ڈالر کی قیمت چکائی ہے جن کی میں تعریف کرتا ہوں، اور سسیسیفس کی طرح، انہیں اپنے مقاصد سے اسی طرح پیچھے دھکیل دیا ہے جیسے انہوں نے انہیں حاصل کیا ہے۔ اب میں نے کم از کم خود اس پر دے پر نظر ڈالی ہے۔

اپنے احساس کے چند ماہ بعد، میں نے اپنے دائیں بازو پر "ایگوڈ شمن" ہے "کافقرہ ٹیٹھو بنوایا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ الفاظ کہاں سے آئے، شاید ایک ایسی کتاب سے جو میں نے بہت پہلے پڑھی تھی، لیکن وہ فوری طور پر بڑی تسلی اور ہدایت کا ذریعہ تھے۔ میرے دائیں بازو پر، اسی طرح کی ابھی ہوئی خصوصیت کے ساتھ، یہ کہتا ہے: "رکاوٹ راستہ ہے۔" یہ وہ دو جملے ہیں جنہیں میں اب، ہر ایک دن دیکھتا ہوں، اور انہیں اپنی زندگی میں فیصلوں کی رہنمائی کے لئے استعمال کرتا ہوں۔ جب میں تیر اکی کرتا ہوں، جب مراقبہ کرتا ہوں، جب لکھتا ہوں، جب صحیح نہانے سے باہر نکلتا ہوں، اور دونوں مجھے کسی بھی صورت حال میں صحیح راستہ منتخب کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں۔ مجھے نصیحت کرتے ہیں۔

میں نے یہ کتاب اس لیے نہیں لکھی کہ میں نے کچھ حکمت حاصل کر لی ہے اور میں تبلیغ کرنے کا اہل محسوس کرتا ہوں، بلکہ اس لیے کہ یہ وہ کتاب ہے جس کی میں خواہش کرتا ہوں کہ یہ میری اپنی زندگی کے اہم موڑ پر موجود ہو۔ جب مجھے، ہر کسی کی طرح، سب سے اہم سوالات کا جواب دینے کے لئے بلا یا گیا تھا جو ایک شخص زندگی میں خود سے پوچھ سکتا ہے: میں کون بننا چاہتا ہوں؟ اور: میں کون سا راستہ اختیار کروں گا؟ (اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا فرق ہے۔)

اور چونکہ مجھے یہ سوالات لازوال اور آفاقی لگے ہیں، سوائے اس نوٹ کے، میں نے اپنی ذاتی زندگی کے بجائے اس کتاب میں فلسفے اور تاریخی مثالوں پر انحصار کرنے کی کوشش کی ہے۔

اگرچہ تاریخ کی کتابیں جزوی، بصیرت مند ذہین افراد کی کہانیوں سے بھری ہوئی ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنی شبیہ میں بالکل غیر منطقی طاقت کے ساتھ دوبارہ بنایا، لیکن میں نے پایا ہے کہ اگر آپ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ تاریخ ان افراد نے بھی بنائی ہے جنہوں نے ہر موڑ پر اپنی اناکا مقابلہ کیا، جنہوں نے سرخیوں سے گریز کیا، اور جنہوں نے اپنے اعلیٰ اهداف کو اپنی شناخت کی خواہش پر ترجیح دی۔ ان کہانیوں کے ساتھ مشغول ہونا اور انہیں دوبارہ بیان کرنا ان کو سیکھنے اور جذب کرنے کا میر اطريقہ رہا ہے۔

میری دوسری کتابوں کی طرح یہ بھی اسٹوئنک فلسفے اور درحقیقت تمام عظیم کلاسیکی مفکرین سے بہت متاثر ہے۔ میں اپنی تحریروں میں ان سب سے بھاری قرض لیتا ہوں جس طرح میں نے اپنی پوری زندگی ان پر انحصار کیا ہے۔ اگر اس کتاب میں آپ کی مدد کرنے والی کوئی چیز ہے تو وہ ان کی وجہ سے ہو گی نہ کہ میری۔

خطیب ڈیمو سٹھینز نے ایک بار کہا تھا کہ نیکی سمجھ بوجھ سے شروع ہوتی ہے اور ہمت سے پوری ہوتی ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو اور دنیا کو پہلی بار ایک نئے انداز میں دیکھنے سے شروع کرنا چاہئے۔ پھر ہمیں مختلف ہونے کے لئے لڑنا ہو گا اور مختلف رہنے کے لئے لڑنا ہو گا۔ یہ مشکل حصہ ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ آپ کو ہر ایک کو دبانا یا کچلانا چاہئے

آپ کی زندگی میں ان کی ایک اونس ہے۔ یا یہ کہ ایسا کرنا بھی ممکن ہے۔ یہ صرف یاد دہانیاں ہیں، اخلاقی کہانیاں ہیں جو ہمارے بہتر جذبات کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

ارسطو کی مشہور اخلاقیات میں، وہ انسانی فطرت کو بیان کرنے کے لئے لکڑی کے ایک ٹوٹے ہوئے ٹکڑے کی تشبیہ استعمال کرتا ہے۔ وارپنگ یا وکریت کو ختم کرنے کے لئے، ایک ہنر مند لکڑی کا کام کرنے والا آہستہ آہستہ مختلف سمت میں دباؤ ڈالتا ہے۔ بنیادی طور پر، اسے سیدھا موڑتا ہے۔

یقیناً، چند ہزار سال بعد کانت نے کہا، "انسانیت کی ٹیڑھی لکڑی میں سے کچھ بھی سیدھا نہیں بنایا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم کبھی سیدھے نہ ہوں، لیکن ہم سیدھے ہونے کی کوشش کر سکتے ہیں۔"

خاص یا با اختیار یا متناثر محسوس کرنا ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ لیکن یہ اس کتاب کا مقصد نہیں ہے۔ اس کے بجائے، میں نے ان صفات کو ترتیب دینے کی کوشش کی ہے تاکہ آپ اسی جگہ ختم ہو جائیں جہاں میں نے اسے لکھنے کے بعد کیا تھا: یعنی، آپ اپنے بارے میں کم سوچیں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنی خصوصیت کے بارے میں جو کہانی بیان کرتے ہیں اس میں آپ کم سرمایہ کاری کریں گے، اور اس کے نتیجے میں، آپ دنیا کو تبدیل کرنے والے کام کو پورا کرنے کے لئے آزاد ہو جائیں گے جو آپ نے حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

تعارف

پہلا اصول یہ ہے کہ آپ کو اپنے آپ کو بیو قوف نہیں بنانا چاہئے۔ اور آپ بیو قوف بنانے کے لئے سب سے آسان شخص ہیں۔

-رجڑ فین میں

آپ جوان ہیں اور عزائم سے بھرے ہوئے ہیں۔ شاید آپ نوجوان ہیں اور آپ جدا و جدا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نے پہلے جوڑے کو لاکھوں بنادیا ہو، دستخط کر دیے ہوں آپ کا پہلا معاہدہ، کسی ایلیٹ گروپ میں منتخب کیا گیا ہے، یا ہو سکتا ہے کہ آپ پہلے ہی زندگی بھر چلنے کے لئے کافی کامیاب ہو چکے ہیں۔ شاید آپ یہ جان کر دنگ رہ جائیں کہ یہ سب سے اوپر کتنا خالی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ آپ پر دوسروں کو بھراں کے ذریعے رہنمائی کرنے کا الزام لگایا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو بر طرف کر دیا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ صرف چڑان کی تہہ سے ٹکرائے گئے ہوں۔

آپ جہاں بھی ہیں، آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں، آپ کا بدترین دشمن پہلے ہی آپ کے اندر رہتا ہے: آپ کی انا۔

"میں نہیں،" آپ سوچتے ہیں۔ "کوئی بھی مجھے کبھی بھی انا پرست نہیں کہے گا۔ شاید آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو ایک بہت متوازن شخص کے طور پر سوچا ہے۔ لیکن عزائم، صلاحیتوں، ڈرائیوز اور پورا کرنے کی صلاحیت رکھنے والے لوگوں کے لئے، اనاعلات کے ساتھ آتی ہے۔ جو چیز ہمیں مفکرین، کام کرنے والے، تخلیق کار اور کار و باری افراد کے طور پر اتنا پر امید بناتی ہے، جو ہمیں ان شعبوں میں سب سے اوپر لے جاتی ہے، وہ ہمیں نفسیات کے اس تاریک پہلو کے لیے کمزور بناتی ہے۔

اب یہ فرائیڈین معنوں میں انا کے بارے میں کوئی کتاب نہیں ہے۔ فرائد کو انا کو تشبیہ کے ذریعے سمجھانے کا شوق تھا۔ ہماری انا گھوڑے پر سوار تھی، ہماری لا شوری ڈرائیوز جانور کی نمائندگی کرتی تھیں جبکہ انا نہیں ہدایت کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ دوسری طرف جدید ماہر نفسیات "مغرور" کا لفظ کسی ایسے شخص کے لئے استعمال کرتے ہیں جو خطرناک طور پر اپنے آپ پر توجہ مرکوز کرتا ہے اور کسی اور کو نظر انداز کرتا ہے۔ یہ تمام تعریفیں کافی درست ہیں لیکن کلینیکل ترتیب سے باہر بہت کم اہمیت کی حامل ہیں۔

جس انا کو ہم سب سے زیادہ دیکھتے ہیں وہ زیادہ آرام دہ تعریف کے مطابق ہوتی ہے: ہماری اپنی اہمیت پر ایک غیر صحیح مندیقین۔ تکبر۔ خود ساختہ عزم۔ یہی وہ تعریف ہے جو یہ کتاب استعمال کرے گی۔ یہ ہر شخص کے اندر وہ پیارا بچہ ہے، جو کسی بھی چیز یا کسی اور پر اپناراستہ اختیار کرنے کا

انتخاب کرتا ہے۔ کسی بھی معقول سے کہیں زیادہ بہتر ہونے کی ضرورت ہے، اس سے کہیں زیادہ،
تسلیم کیا جاتا ہے

افادیت۔ یہ انہے ہے۔ یہ برتری اور یقین کا احساس ہے جو اعتماد اور قابلیت کی حدود سے تجاوز کرتا ہے۔ یہ تب ہوتا ہے جب خود اور دنیا کا تصور اس قدر بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے کہ یہ اس حقیقت کو مسح کرنا شروع کر دیتا ہے جو ہمارے ارد گرد ہے۔ جب، جیسا کہ فٹ بال کو چبل والش نے وضاحت کی، "خود اعتمادی تکبر بن جاتی ہے، مضبوطی ضد بن جاتی ہے، اور خود اعتمادی لاپرواہی ترک ہو جاتی ہے۔ یہ وہ انہے، جیسا کہ مصنف سیرل کونولی نے متنبہ کیا ہے، جو "ہمیں کشش ثقل کے قانون کی طرح چوس لیتی ہے۔

اس طرح، انا اس چیز کی دشمن ہے جو آپ چاہتے ہیں اور جو آپ کے پاس ہے: کسی ہنر میں مہارت حاصل کرنا۔ حقیقی تخلیقی بصیرت کے بارے میں۔ دوسروں کے ساتھ اچھا کام کرنا۔ وفاداری اور حمایت پیدا کرنے کے بارے میں۔ لمبی عمر کے۔ اپنی کامیابی کو دھرانے اور برقرار رکھنے کے بارے میں۔ اس سے فوائد اور موقع پیدا ہوتے ہیں۔ یہ دشمنوں اور غلطیوں کے لئے ایک مقناطیس ہے۔ یہ سماں اور چیر پیڈس ہیں۔

ہم میں سے زیادہ تر لوگ "انا پرست" نہیں ہیں، لیکن انا تقریباً ہر قابل تصور مسئلے اور رکاوٹ کی جڑ میں ہے، کیوں ہم جیت نہیں سکتے ہیں سے لے کر ہمیں ہر وقت اور دوسروں کی قیمت پر جیتنے کی ضرورت کیوں ہے۔ ہمارے پاس وہ کیوں نہیں ہے جو ہم چاہتے ہیں اس سے لے کر جو ہم چاہتے ہیں وہ ہونے سے ہمیں بہتر محسوس نہیں ہوتا ہے۔

ہم عام طور پر اسے اس طرح نہیں دیکھتے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ ہمارے مسائل (اکثر، دوسرے لوگوں) کے لئے کچھ اور ذمہ دار ہے۔ جیسا کہ شاعر لوکریٹیس نے چند ہزار سال پہلے کہا تھا، ہم وہ بیمار آدمی ہیں جو اپنی بیماری کی وجہ سے لا علم ہے۔ خاص طور پر کامیاب لوگوں کے لئے جو یہ نہیں دیکھ سکتے کہ انا انہیں کیا کرنے سے روکتی ہے کیونکہ وہ صرف وہی دیکھ سکتے ہیں جو انہوں نے پہلے ہی کیا ہے۔

ہمارے ہر عزم اور مقصد کے ساتھ، چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اناہم میں اس سفر میں کمزور کر رہی ہے جس کے حصول کے لیے ہم نے اپناب کچھ لگادیا ہے۔

معروف سی ای اوہیر اللہ جینین نے انا پرستی کا موازنہ شراب نوشی سے کرتے ہوئے کہا: "مغرور اپنی میز سے چیزوں کو ٹھوکر نہیں مارتا۔ وہ نہ تو چکچاتا ہے اور نہ ہی روتا ہے۔ نہیں، اس کے بجائے، وہ زیادہ سے زیادہ مغرور ہو جاتا ہے، اور کچھ لوگ، جو یہ نہیں جانتے کہ اس طرح کے رویے کے نیچے کیا ہے، طاقت اور خود اعتمادی کے احساس کے لئے اس کے تکبر کو غلط سمجھتے ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے بارے میں بھی غلطی کرنا شروع کر دیتے ہیں، انہیں اس بیماری کا احساس نہیں ہوتا ہے جس سے وہ متاثر ہوئے ہیں یا وہ خود کو اس کے ساتھ مار رہے ہیں۔

اگر انا وہ آواز ہے جو ہمیں بتاتی ہے کہ ہم واقعی ہم سے بہتر ہیں، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انا ہمارے آس پاس کی دنیا سے براہ راست اور ایماندارانہ تعلق کروکر حقیقی کامیابی کو روکتی ہے۔ الکھلے گمنام کے ابتدائی ممبروں میں سے ایک نے انا کو "شوری علیحدگی" کے طور پر بیان کیا۔ "کس چیز سے؟ ہر چیز۔

یہ علیحدگی اپنے آپ کو منفی طور پر ظاہر کرنے کے طریقے بہت زیادہ ہیں: اگر ہم نے دیواریں کھڑی کی ہیں تو ہم دوسرے لوگوں کے ساتھ کام نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم دنیا کو بہتر نہیں بناسکتے اگر ہم اسے یا خود کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اگر ہم ہیں تو ہم رائے نہیں لے سکتے یا وصول نہیں کر سکتے ہیں

بیرونی ذرائع سے سننے سے فاصلہ غیر دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہم موقع کو پہچان نہیں سکتے یا انہیں تخلیق نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارے سامنے کیا ہے اسے دیکھنے کے بجائے، ہم اپنے تصور کے اندر رہتے ہیں۔ دوسروں کے مقابلے میں ہماری اپنی صلاحیتوں کا درست حساب کتاب کے بغیر، ہمارے پاس اعتماد نہیں بلکہ فریب ہے۔ اگر ہم دوسرے لوگوں کی ضروریات سے متعلق نہیں ہو سکتے ہیں تو ہمیں دوسرے لوگوں تک کیسے پہنچنا، حوصلہ افزائی کرنا یا رہنمائی کرنا چاہئے۔

کیونکہ ہم نے اپنے لوگوں سے رابطہ کھو دیا ہے؟

پرفار منس آرٹسٹ مرینا ابرامووچ نے اسے براہ راست کہا: "اگر آپ اپنی عظمت پر یقین کرنا شروع کرتے ہیں، تو یہ آپ کی تخلیقی صلاحیتوں کی موت ہے۔"

بس ایک چیز ان کو اپنے ارد گر درکھتی ہے اور وہ ہے آرام۔ عظیم کام کا تعاقب کرنا۔ چاہے وہ کھلیل میں ہو یا آرٹ یا کاروبار میں۔ اکثر خوفناک ہوتا ہے۔ ان اس خوف کو دور کرتی ہے۔ یہ اس عدم تحفظ کی علامت ہے۔ ہماری نفسیات کے عقلی اور باشعور حصوں کو جھنجھلاہٹ اور خود جذب کرنے کے ساتھ تبدیل کرتے ہوئے، انہمیں بتاتی ہے کہ ہم کیا سننا چاہتے ہیں، جب ہم اسے سننا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ ایک قلیل مدتی حل ہے جس کے طویل مدتی نتائج ہیں۔

ایگو ہمیشہ موجود تھا۔ اب اس کے حوصلے بلند ہو گئے ہیں۔

اب پہلے سے کہیں زیادہ ہماری ثقافت ان کے شعلوں کو پسند کرتی ہے۔ بات کرنا، اپنے آپ کو جھنجھوڑنا کبھی آسان نہیں رہا۔ ہم اپنے لاکھوں مذاہوں اور پیروکاروں کو اپنے اہداف کے بارے میں فخر کر سکتے ہیں۔ وہ چیزیں جو صرف راک اسٹارز اور کلٹ لیڈروں کے پاس ہو اکرتی تھیں۔ ہم ٹویٹر پر اپنے بتوں کی پیروی اور بات چیت کر سکتے ہیں، ہم کتابیں اور سائنس پڑھ سکتے ہیں اور ٹی ای ڈی

ٹاک دیکھ سکتے ہیں، تر غیب اور توثیق کی آگ کی نلی سے شراب پی سکتے ہیں جیسا کہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا (اس کے لئے ایک ایپ موجود ہے)۔ ہم اپنے آپ کو اپنی موجود صرف کاغذی کمپنی کے سی ای او کا نام دے سکتے ہیں۔ ہم سو شل میڈیا پر بڑی خبر کا اعلان کر سکتے ہیں اور مبارک باد پیش کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے بارے میں ایسے اداروں میں مضامین شائع کر سکتے ہیں جو معروضی صحافت کے ذرائع ہوا کرتے تھے۔

ہم میں سے کچھ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف ڈگری کا معاملہ ہے۔ ٹینکنالوجی میں تبدیلوں کے علاوہ، ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم سب سے بڑھ کر اپنی انفرادیت پر یقین کریں۔ ہمیں بڑا سوچنے، بڑا جینے، یاد گار بننے اور "بہت ہمت" کرنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کامیابی کے لیے ایک جرات مندانہ و ثزن یا کسی وسیع منصوبے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آخر کار، اس کمپنی یا اس چینی پیسے شپ ٹیم کے بانیوں کے پاس یہی تھا۔ (لیکن کیا انہوں نے؟ کیا وہ واقعی ہیں؟) ہم میڈیا میں خطرہ مول لینے والے اور کامیاب لوگوں کو دیکھتے ہیں، اور اپنی کامیابیوں کے خواہاں ہیں، صحیح رویہ، صحیح پوز کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہم ایک وجہ کارشنہ قائم کرتے ہیں جو وہاں نہیں ہے۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ کامیابی کی علامات خود کامیابی کی طرح ہی ہیں۔ اور ہماری نادانی میں، ضمنی پیداوار کو وجہ کے ساتھ الجھائیں۔

یقیناً، انا نے کچھ لوگوں کے لئے کام کیا ہے۔ تاریخ کے بہت سے مشہور مرد اور عورتیں بدنام زمانہ مغرور تھے۔ لیکن اس کی بہت سی بڑی ناکامیاں بھی تھیں۔ حقیقت میں ان میں سے کہیں زیادہ۔ لیکن یہاں ہم ایک ایسی ثقافت کے ساتھ ہیں جو ہمیں پاسا گھمانے کی ترغیب دیتی ہے۔ داؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے جو بنانے کے لئے۔

آپ جہاں بھی ہیں، ایکو بھی ہے۔

زندگی کے کسی بھی وقت، لوگ خود کو تین مراحل میں سے ایک پر پاتے ہیں۔ ہم کسی چیز کی خواہش کر رہے ہیں۔ کائنات میں قدم جمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے کامیابی حاصل کی ہے۔ شاید تھوڑا سا، شاید بہت کچھ۔ یا ہم حال ہی میں یا مسلسل ناکام رہے ہیں۔ ہم میں سے زیادہ تر ان مراحل میں ہیں۔ ہم اس وقت تک خواہش مند ہیں جب تک ہم کامیاب نہیں ہو جاتے، ہم اس وقت تک کامیاب ہوتے ہیں جب تک ہم ناکام نہیں ہو جاتے یا جب تک ہم مزید کی خواہش نہیں رکھتے، اور ناکام ہونے کے بعد ہم دوبارہ خواہش یا کامیابی حاصل کرنا شروع کر سکتے ہیں۔

انا اس راستے میں ہر قدم پر دشمن ہے۔ ایک لحاظ سے انا تعیر، دیکھ بھال اور بحالی کی دشمن ہے۔ جب چیزیں تیز اور آسان ہوتی ہیں تو، یہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ لیکن تبدیلی کے وقت، مشکل کے وقت میں ...

الہذا اس کتاب کے جن تین حصوں کو ترتیب دیا گیا ہے وہ یہ ہیں: اسپاڑ۔
کامیابی۔ ناکامی۔

اس ڈھانچے کا مقصد سادہ ہے: بڑی عادات کے کپڑے سے پہلے آپ کو انا کو دبانے میں مدد کرنا، جب ہم کامیابی کا تجربہ کرتے ہیں تو ان کے فتنوں کو عاجزی اور نظم و ضبط سے بد لانا، اور طاقت اور حوصلے

کو فروع دینا تاکہ جب قسمت آپ کے خلاف ہو جائے تو آپ ناکامی سے تباہ نہ ہوں۔ مختصر میں، یہ
ہماری مدد کرے گا:

• ہماری امنگوں میں عاجزی ہماری
• کامیابی میں ہماری ناکامیوں میں
• لچک دار

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ منفرد نہیں ہیں اور آپ کے پاس اس سیارے پر اپنے مختصر وقت میں حصہ ڈالنے کے لئے کچھ حیرت انگیز نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تخلیقی حدود کو آگے بڑھانے، ایجاد کرنے، حوصلہ افزائی محسوس کرنے، یا حقیقی طور پر پر جوش تبدیلی اور جدت طرازی کا ہدف بنانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس کے بر عکس، ان چیزوں کو مناسب طریقے سے کرنے اور ان خطرات کو اٹھانے کے لئے ہمیں توازن کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ کوئکرو لیم پین نے مشاہدہ کیا، "ایسی عمارتیں جو موسم کے سامنے ہیں انہیں ایک اچھی بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے۔

تو، اب کیا؟

یہ کتاب جو آپ اپنے ہاتھوں میں پکڑتے ہیں ایک پر امید مفروضے کے گرد لکھی گئی ہے: آپ کی انا کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جسے آپ ہر موڑ پر تسلیم دینے پر مجبور ہوں۔ اس کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ اس کی ہدایت کی جاسکتی ہے۔

اس کتاب میں، ہم ولیم ٹیکسٹ شر میں، کیتھرین گراہم، جیکی رابنسن، الیسنور روزویلٹ، بل والش، بینجن فرینکلن، بیلیساریس، انگلیلامر کل اور جارج سی مارشل جیسے افراد کو دیکھیں گے۔ اگر انہیں بے بنیاد اور خود ساختہ چھوڑ دیا ہو تو کیا وہ وہ کارنامہ انجام دے سکتے تھے جو انہوں نے لڑ کھڑا تی ہوئی کمپنیوں کو بچانا، جنگ کے فن کو آگے بڑھانا، بیس بال کو ضم کرنا، فٹ بال کے جرائم میں انقلاب لانا، ظلم کا مقابلہ کرنا، بد قسمتی کو بہادری سے برداشت کرنا تھا؟ یہ ان کی حقیقت اور شعور کا احساس تھا۔ ایک بار مصنف اور حکمت عملی ساز رابرٹ گرین نے کہا تھا کہ ہمیں اس کے جال میں مکڑی کی طرح لینا چاہئے۔ جوان کے عظیم فن، عظیم تحریر، عظیم ڈیزائن، عظیم کاروبار، عظیم مارکیٹنگ اور عظیم قیادت کا مرکز تھا۔

جب ہم ان افراد کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ زمینی، محتاط اور غیر متزلزل حقیقی تھے۔ ایسا نہیں ہے کہ ان میں سے کوئی بھی مکمل طور پر انہی سے عاری تھا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ اسے کس طرح دبانا ہے، اسے کس طرح چینل کرنا ہے، جب اس کی گنتی ہوتی ہے تو اسے شامل کیا جاتا ہے۔ وہ عظیم لیکن عاجز تھے۔

ٹھہر وہ، لیکن فلاں فلاں میں ایک بہت بڑی انا تھی اور وہ کامیاب تھا۔ لیکن اسٹیو جائز کے بارے میں کیا؟ کانیے ویسٹ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ہم بیرونی عناصر کی طرف اشارہ کر کے بدترین طرز عمل کو معقول بنانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی بھی واقعی کامیاب نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ گمراہ کن، خود جذب، یا منقطع ہیں۔ یہاں تک کہ اگر یہ

خصوصیات کچھ معروف افراد کے ساتھ منسلک یا وابستہ ہیں، تو اسی طرح کچھ دوسرے بھی ہیں: نشہ، بد سلوکی (خود اور دوسروں کے بارے میں)، ڈپریشن، مینیا۔ در حقیقت، جب ہم ان لوگوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم جو دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ انہوں نے ان لمحات میں اپنا بہترین کام کیا جب انہوں نے ان محركات، خرابیوں اور خامیوں کے خلاف لڑائی لڑی۔ انا اور بوجھ سے پاک ہونے کے بعد ہی کوئی بھی اپنی پوری کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔

اس وجہ سے، ہم ہاورڈ ہیوز، فارسی بادشاہ زرکس، جان ڈیلورین، الیکزینڈر دی گریٹ جیسے افراد کو بھی دیکھنے جا رہے ہیں، اور دوسروں کی بہت سی محتاط کہانیوں پر بھی نظر ڈالیں گے جنہوں نے حقیقت پر اپنی گرفت کھو دی اور اس عمل میں یہ واضح کیا کہ جو انا کیا ہو سکتا ہے۔ ہم ان مہنگے اسباق پر نظر ڈالیں گے جو انہوں نے سیکھا اور انہوں نے مصیبت اور خود کو تباہ کرنے میں کیا قیمت ادا کی۔ ہم دیکھیں گے کہ سب سے زیادہ کامیاب لوگ بھی کتنی بار عاجزی اور انا اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کے درمیان آرام کرتے ہیں۔

جب ہم انا کو ختم کرتے ہیں، تو ہمارے پاس وہی رہ جاتا ہے جو حقیقی ہے۔ جو چیز انا کی جگہ لے لیتی ہے وہ عاجزی ہے، جی ہاں۔ لیکن سخت عاجزی اور اعتماد۔ جبکہ انا مصنوعی ہے، اس قسم کا اعتماد وزن برقرار رکھ سکتا ہے۔ انا چوری ہو جاتی ہے۔ اعتماد حاصل کیا جاتا ہے۔ انا

یہ خود ساختہ ہے، اس کا جھونکا آرٹیفیس ہے۔ ایک اپنے آپ کو دبارہ ہے، دوسرا گیس لائٹنگ کر رہا ہے۔ یہ طاقتوار زہریلے کے درمیان فرق ہے۔

جیسا کہ آپ آنے والے صفحات میں دیکھیں گے کہ اس خود اعتمادی نے ایک بے حس اور کم تر جرنیل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اسے خانہ جنگی کے دوران امریکہ کا سب سے بڑا جنگجو اور حکمت عملی ساز بنادیا۔ ایگونے اسی جنگ کے بعد طاقت اور اثر و سوخت کی بلندیوں سے ایک مختلف جرنیل لے لیا اور اسے غربت اور بدنامی کی طرف دھکیل دیا۔ ایک نے ایک خاموش، پر سکون جرمن سائنسدان کو لیا اور اسے نہ صرف ایک نئی قسم کا رہنمابانا بلکہ امن کے لئے ایک طاقت بنادیا۔ دوسرے نے بیسویں صدی کے دو مختلف لیکن اتنے ہی ذہین اور دلیر انجینئرنگ ذہنوں کو لیا اور ناکامی، دیوالیہ پن، اسکینڈل اور پاگل پن کی چٹانوں کے خلاف ان کی امیدوں پر پانی پھیرنے سے پہلے انہیں شہرت اور شہرت کے طوفان میں کھڑا کیا۔ ایک نے این ایف ایل کی تاریخ کی بدترین ٹیموں میں سے ایک کو تین سیزین میں سپر باول تک پہنچایا، اور پھر کھیل میں سب سے زیادہ غالب خاندانوں میں سے ایک بن گیا۔ دریں اشنا، بے شمار دیگر کو چزن، سیاست دانوں، کاروباری افراد اور مصنفوں نے بھی اسی طرح کی مشکلات پر قابو پالیا ہے۔ صرف اس امکان کے سامنے گھٹنے ٹکنے کے لئے کہ وہ سرفہrst مقام کسی اور کو سونپ دیں گے۔

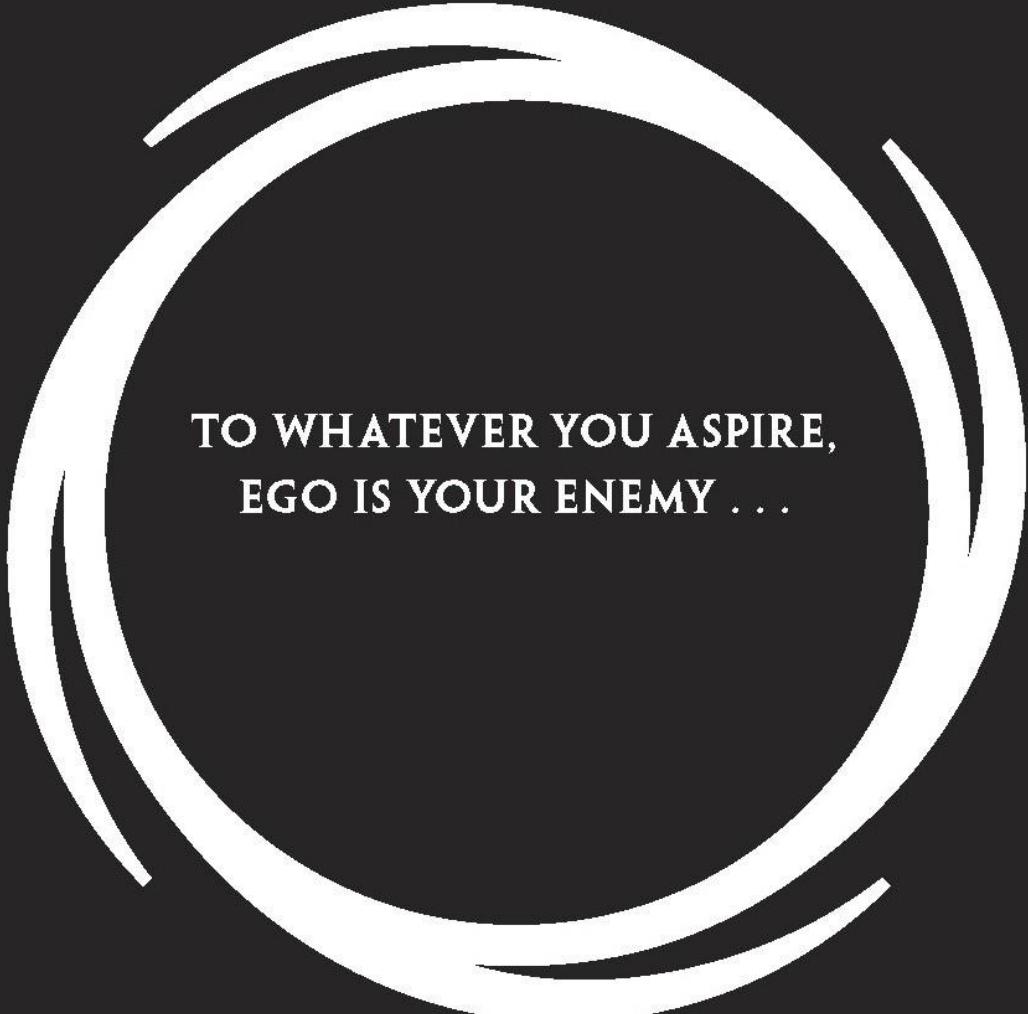
کچھ لوگ عاجزی سیکھتے ہیں۔ کچھ لوگ انکا انتخاب کرتے ہیں۔ کچھ لوگ قسمت کے اتار چڑھاؤ کے لئے تیار ہیں، ثابت اور منفی دونوں۔ دوسرے نہیں ہیں۔ آپ کس کا انتخاب کریں گے؟ تم کون ہو گے؟ آپ نے یہ کتاب اس لئے اٹھائی ہے کیونکہ آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کو آخر کار اس سوال کا جواب دینے کی ضرورت ہو گی، شعوری طور پر یا نہیں۔ ٹھیک ہے، ہم یہاں ہیں۔ چلو اس پر آتے ہیں۔



PART I

خواہش

یہاں، ہم کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے پاس ایک مقصد ہے، ایک کالنگ ہے، ایک نئی شروعات ہے۔ ہر عظیم سفر یہیں سے شروع ہوتا ہے لیکن ہم میں سے بہت سے لوگ اپنی مطلوبہ منزل تک کبھی نہیں پہنچ پاتے۔ اکثر اوناگاہ ہی مجرم ہوتی ہے۔ ہم اپنے آپ کو حیرت انگیز کہانیوں کے ساتھ تیار کرتے ہیں، ہم دکھاؤ کرتے ہیں کہ ہم نے یہ سب سمجھ لیا ہے، ہم اپنے ستارے کو صرف ختم ہونے کے لئے روشن اور گرم ہونے دیتے ہیں، اور ہمیں نہیں معلوم کہ ایسا کیوں ہے۔ یہ انکی علامات ہیں جن کا علاج عاجزی اور حقیقت ہے۔



**TO WHATEVER YOU ASPIRE,
EGO IS YOUR ENEMY . . .**

وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک دلیر سر جن ہیں، جن کا ہاتھ اس وقت نہیں کانپتا جب وہ اپنے ہی شخص کا آپریشن کرتے ہیں۔ اور وہ اکثر اتنا ہی دلیر ہوتا ہے جو خود فریبی کے پر اسرار پر دے کوہٹانے سے نہیں ہچکھاتا، جو اس کے اپنے طرزِ عمل کی خرابیوں کا احاطہ کرتا ہے۔

- ایڈم سمتح

سال 374 قبل مسیح کے آس پاس ایتھنز کے سب سے مشہور اساتذہ اور بیان بازی کے ماہرین میں سے ایک آئسو کریم نے ڈیمو نیکس نامی ایک نوجوان کو ایک خط لکھا۔ اس قراطاطر کے حال ہی میں فوت ہونے والے والد کا دوست تھا اور میں اسے کچھ مشورہ دینا چاہتا تھا کہ وہ اپنے والد کی مثال پر کیسے عمل کرے۔ یہ مشورہ عملی سے لے کر اخلاقی تک تھا۔ یہ سب اس میں بیان کیا گیا تھا جسے آئسو کریم نے

"عظمیم اصول" کے طور پر بیان کیا تھا۔ جیسا کہ انہوں نے کہا، وہ "آنے والے سالوں کے لئے احکام" تھے۔

ہم میں سے بہت سے لوگوں کی طرح، ڈیمو نیکس بھی پر جوش تھا، یہی وجہ ہے کہ آئسو کریم نے اسے لکھا، کیونکہ عزائم کا راستہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس قراط نے اس نوجوان کو مطلع کرتے ہوئے آغاز کیا کہ "کوئی زینت آپ کو شاشتگی، انصاف اور خود پر قابو نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہ وہ خوبیاں ہیں جن سے جیسا کہ تمام مرد متفق ہیں، جوانوں کے کردار کو تحمل سے رکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "خود پر قابو پانے کی مشق کریں،" انہوں نے ڈیمو نیکس کو متنبہ کیا کہ وہ "غصہ، خوشی اور درد" کے زیر اثر نہ آئیں۔ اور "چاپلوسی کرنے والوں سے اسی طرح نفرت کرتے ہو جیسے تم دھوکہ دینے والوں سے کرتے ہو۔ کیونکہ اگر دونوں پر بھروسہ کیا جائے تو ان لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے جو ان پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

وہ چاہتا تھا کہ وہ "ان لوگوں کے ساتھ اپنے تعلقات میں اچھا بر تاؤ کرے جو آپ کے پاس آتے ہیں اور کبھی تکبر نہ کریں۔ کیونکہ مغرور غلاموں کا غرور بھی مشکل سے برداشت کیا جا سکتا ہے" اور "غورو فکر میں سست رہو، لیکن اپنے ارادوں کو پورا کرنے میں جلدی کرو" اور یہ کہ "ہمارے اندر سب سے اچھی چیز جو ہمارے اندر ہے وہ اچھا فیصلہ ہے۔ اپنی ذہانت کی مسلسل تربیت کرو، اس نے اس سے کہا،" کیونکہ سب سے چھوٹے کمپاس میں سب سے بڑی چیز انسانی جسم میں ایک صحت مند دماغ ہے۔"

ان میں سے کچھ مشورے مانوس لگ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ اگلے دو ہزار سالوں میں ولیم شیکسپیر تک پہنچ گیا، جو اکثر انہی دوڑ کے بارے میں متنبہ کرتا تھا۔ درحقیقت ہیملٹ میں شیکسپیر نے اسی خط کو اپنے مادل کے طور پر استعمال کرتے ہوئے اپنے بیٹے لارٹس سے خطاب کرتے ہوئے اپنے کردار

پولو نیس کے منہ میں اسکر اٹ کے الفاظ ڈالے ہیں۔ تقریر، اگر آپ نے اسے سنا ہے، تو اس چھوٹی سی آیت کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے آپ کو سچا پر کھوا اور اس
کے بعد رات اور دن کی طرح تو کسی سے جھوٹا نہیں
ہو سکتا۔ الوداع۔ تم پر یہ برکت کا موسਮ ہے!

جیسا کہ ہوا، شیکسپیر کے الفاظ نے ایک نوجوان امریکی فوجی افسرو لیم نیکسہ شر میں تک بھی رسائی حاصل کی، جو شاید اس ملک کا سب سے بڑا جزل اور اسٹریٹجیک مفکر بن جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس قراط کے بارے میں کبھی نہ سنا ہو، لیکن وہ اس ڈرامے سے محبت کرتے تھے اور اکثر اسی تقریر کا حوالہ دیتے تھے۔

ڈیمو نیکس کی طرح، شر میں کے والد کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ بہت چھوٹا تھا۔ ڈیمو نیکس کی طرح، اسے ایک عقلمند، بوڑھے شخص کے بازو کے تحت لیا گیا تھا، اس معاملے میں تھامس ایونگ، جو جلد ہی امریکی سینیٹر اور شر من کے والد کا دوست تھا، جس نے نوجوان لڑکے کو گود لیا اور اسے اپنا بنا یا۔

شر میں کے بارے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کے والد سے جڑے ہونے کے باوجود، تقریباً کسی نے بھی علاقائی کامیابیوں سے زیادہ پیش گوئی نہیں کی ہو گی۔ کم از کم ایک دن انہیں ریاستہائے متحده امریکہ کی صدارت سے انکار کرنے کا بے مثال قدم اٹھانے کی ضرورت ہو گی۔ پولین کے بر عکس، جو کہیں سے بھی منظر پر پھٹ جاتا ہے اور اتنی ہی تیزی سے ناکامی میں غائب ہو جاتا ہے، شر میں کی چڑھائی آہستہ آہستہ اور آہستہ آہستہ تھی۔

انہوں نے اپنے ابتدائی سال ویسٹ پوائنٹ میں گزارے اور پھر فون میں۔ اپنی ملازمت کے ابتدائی چند سالوں کے دوران شیر میں نے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر تقریباً پورے امریکہ کا سفر کیا

اور ہر پوستنگ کے ساتھ آہستہ آہستہ سکھتے رہے۔ جیسے ہی خانہ جنگی شروع ہوئی، شیر مین نے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات انجام دینے کے لئے مشرق کا رخ کیا اور اسے جلد ہی بل رن کی جنگ میں استعمال کیا گیا، جو یو نین کی تباہ کن شکست تھی۔ قیادت کی شدید کمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیر مین کو بریگیڈ یئر جزل کے عہدے پر ترقی دے دی گئی اور انہیں صدر لنکن اور ان کے اعلیٰ فوجی مشیر سے ملاقات کے لیے طلب کیا گیا۔ کئی موقع پر شیر مین نے آزادانہ طور پر صدر کے ساتھ حکمت عملی اور منصوبہ بندی کی، لیکن اپنے دورے کے اختتام پر، انہوں نے ایک عجیب درخواست کی۔ وہ اپنی نئی ترقی کو صرف اس یقین دہانی کے ساتھ قبول کرے گا کہ اسے اعلیٰ کمان سنبھالنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیا لنکن اسے اس بارے میں اپنا کلام دے گا؟ ہر دوسرے جزل کے زیادہ سے زیادہ عہدے اور طاقت کا مطالبہ کرنے پر لنکن نے خوشی سے اتفاق کیا۔

اس وقت شیر مین نے نمبر دو کی حیثیت سے زیادہ آرام دہ محسوس کیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ اپنی صلاحیتوں کی ایمانداری سے تعریف کرتے ہیں اور یہ کردار ان کے لئے موزوں ہے۔ ذرا تصور کریں کہ ایک پر عزم شخص ذمہ داریوں میں آگے بڑھنے کا موقع اس لیے ٹھکرایا تھا ہے کیونکہ وہ دراصل ان کے لیے تیار رہنا چاہتا تھا۔ کیا یہ واقعی اتنا پاگل ہے؟

ایسا نہیں ہے کہ شر میں ہمیشہ تھکل اور نظم و ضبط کا بہترین نمونہ تھا۔ جنگ کے اوائل میں، جسے ناکافی فوجیوں کے ساتھ ریاست کیمپکی کا دفاع کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی، اس کا جنون اور خود پر شک کرنے کا رجحان ایک برع طریقے سے مل گیا۔ کم رسد، اپنے سر سے باہر نکلنے سے قاصر، دشمن کی حرکات و سکنات کے بارے میں پریشان، انہوں نے اپنی شکل توڑ دی اور کئی اخباری روپورٹروں سے نامناسب انداز میں بات کی۔ اس کے بعد پیدا ہونے والے تنازعے میں، اسے عارضی طور پر اپنے حکم سے واپس بلا لیا گیا تھا۔ انہیں صحت یا بہبود ہونے میں کئی ہفتلوں کا آرام کرنا پڑا۔ یہ ان کے تیزی سے بڑھتے ہوئے کیریئر کے چند تباہ کن لمحات میں سے ایک تھا۔

اس مختصر ٹھوکر کے بعد شیر میں نے واقعی اپنی پہچان بنائی۔ مثال کے طور پر، فورٹ ڈو نیلسن کے محاصرے کے دوران، شرمن میں تکنیکی طور پر جزل لیسیس ایس گرانٹ کے سینئر عہدے پر فائز تھے۔ جبکہ لنکن کے باقی جرنیلوں نے ذاتی طاقت اور شناخت کے لئے آپس میں لڑائی لڑی، شیر میں نے احکامات جاری کرنے کے بجائے خوشی سے گرانٹ کی حمایت کرنے اور اسے مضبوط بنانے کا انتخاب کرتے ہوئے اپنا عہدہ چھوڑ دیا۔ یہ آپ کا شو ہے، شیر میں نے انہیں سامان کی ایک کھیپ کے ساتھ ایک نوٹ میں بتایا۔ کسی بھی مدد کے لئے مجھ سے کال کریں جو میں فراہم کر سکتا ہوں۔ مل کر، انہوں نے جنگ میں یونین کی پہلی فتوحات میں سے ایک جیت لی۔

اپنی کامیابیوں کی بنا پر شیر میں نے سمندر کی طرف اپنے مشہور مارچ کی وکالت کرنا شروع کر دی۔ ایک تزویر اتنی طور پر جرات مندانہ اور جرات مندانہ منصوبہ، جو کسی تخلیقی ذہانت سے پیدا نہیں ہوا تھا، بلکہ اس کا انحصار اس جغرافیہ پر تھا جو اس نے ایک نوجوان افسر کے طور پر تلاش کیا تھا اور اس وقت ایک بے معنی بیک واٹر چوکی کی طرح لگتا تھا۔

جہاں شر میں کبھی محتاط تھا، وہیں اب وہ پر اعتماد تھا۔ لیکن بہت سے دوسرے لوگوں کے بر عکس جو

عظم عزم رکھتے ہیں، انہوں نے یہ رائے حاصل کی۔ جیسا کہ اس نے چٹانو گا سے اٹلانا اور پھر اٹلانا سے سمندر تک ایک راستہ بنایا، اس نے روایتی لڑائی کے بعد روایتی لڑائی سے گریز کیا۔ فوجی تاریخ کا کوئی بھی طالب علم یہ دیکھ سکتا ہے کہ کس طرح مقصد کے مضبوط احساس کے بجائے اناکی وجہ سے اسی حملے کا انجام بہت مختلف ہوتا۔

اس کی حقیقت پسندی نے اسے جنوب کے راستے ایک ایسا راستہ دیکھنے کی اجازت دی جسے دوسرے لوگ ناممکن سمجھتے تھے۔ جنگ کے بارے میں ان کا پورا نظریہ دانستہ طور پر محاذی حملوں سے بچنے یا سخت لڑائیوں کی شکل میں طاقت کا مظاہرہ کرنے پر منحصر تھا، اور رد عمل کو روکنے کے لئے تیار کردہ تنقید کو نظر انداز کرنا تھا۔ انہوں نے کوئی نوٹس نہیں دیا اور اپنے منصوبے پر قائم رہے۔

جنگ کے اختتام تک، شر میں امریکہ کے سب سے مشہور افراد میں سے ایک تھا، اور پھر بھی اس نے کوئی عوامی عہدہ نہیں چاہا، اسے سیاست کا کوئی ذوق نہیں تھا، اور وہ صرف اپنا کام کرنا چاہتا تھا اور پھر آخر کار ریٹائر ہو گیا۔ اس طرح کی کامیابی کی مسلسل تعریف اور توجہ کو مسترد کرتے ہوئے، انہوں نے اپنے دوست گرانٹ کو ایک انتباہ کے طور پر لکھا، "بنو۔

قدرتی اور خود اور یہ چمکدار چاپلوسی گرمی کے گرم دن میں سمندر کی گزرتی ہوئی ہوا کی طرح ہو گی۔
شر میں کے سوانح نگاروں میں سے ایک نے اس شخص اور اس کی انوکھی کامیابیوں کا خلاصہ ایک
قابل ذکر اقتباس میں پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہماری چڑھائی کے اس مرحلے میں ہمارے ماؤل کے
طور پر کام کرتا ہے۔

شہرت اور قیادت حاصل کرنے والے مردوں میں دو فرمیں پہچانی جاتی ہیں ایک وہ جو اپنے
آپ پر یقین رکھتے ہوئے پیدا ہوتے ہیں اور وہ جن میں یہ سست ترقی ہوتی ہے جس کا انحصار
حقیقی کامیابی پر ہوتا ہے۔ آخری قسم کے مردوں کے لئے ان کی اپنی کامیابی ایک مستقل حرمت
ہے، اور اس کے پھل زیادہ لذیذ ہیں، پھر بھی محتاط انداز میں جانچا جانا چاہئے، اس شک کے
احساس کے ساتھ کہ آیا یہ سب ایک خواب نہیں ہے۔ اس شک میں سچی عاجزی پوشیدہ ہے،
نہ کہ غیر سنجیدہ خود اعتمادی کا بہانہ بلکہ یونانی معنوں میں "اعتدال" کی عاجزی۔ یہ شاستگی ہے،
پوز نہیں۔

کسی کو یہ پوچھنا چاہئے: اگر آپ کا اپنے آپ پر یقین حقیقی کامیابی پر منحصر نہیں ہے، تو یہ کس چیز پر
منحصر ہے؟ جواب، اکثر جب ہم صرف ترتیب دے رہے ہوتے ہیں، کچھ بھی نہیں ہوتا ہے۔ انا اور
یہی وجہ ہے کہ ہم اکثر تیزی سے بلند ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں جس کے بعد خستہ حالی کا زوال ہوتا ہے۔
تو آپ کس قسم کے شخص ہوں گے؟

ہم سب کی طرح شیر میں کو بھی ٹیلنٹ اور عزانم اور شدت میں توازن رکھنا تھا، خاص طور پر جب
وہ جوان تھا۔ اس جدوجہد میں ان کی کامیابی بڑی حد تک یہی تھی کہ وہ زندگی بد لئے والی کامیابی کا

انظام کرنے میں کامیاب رہے جو بالآخر ان کے راستے میں آئی۔

شاید یہ سب عجیب لگتا ہے۔ جہاں آئُسکراط اور شیکسپیر چاہتے تھے کہ ہم خود مختار، خود مختار اور اصولی طور پر حکمرانی کریں، ہم میں سے زیادہ تر کو اس کے بر عکس کرنے کی تربیت دی گئی ہے۔ ہماری ثقافتی اقدار تقریباً ہمیں توثیق پر منحصر کرنے، حق دار بنانے اور ہمارے جذبات پر حکمرانی کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ایک نسل کے لئے، والدین اور اساتذہ نے ہر ایک کی عزت نفس کی تعمیر پر توجہ مرکوز کی ہے۔ وہاں سے، ہمارے گروؤں اور عوامی شخصیات کے موضوعات کا مقصد تقریباً خاص طور پر حوصلہ افزائی، حوصلہ افزائی اور ہمیں یقین دلانا رہا ہے کہ ہم جو کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ کر سکتے ہیں۔

حقیقت میں، یہ ہمیں کمزور بناتا ہے۔ جی ہاں، آپ، اپنی تمام صلاحیتوں اور وعدوں کے ساتھ ایک لڑکا یا ایک لڑکی کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کا وعدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اس باوقار یونیورسٹی میں کیوں پہنچے ہیں جس میں آپ اب تعلیم حاصل کرتے ہیں، آپ نے اپنے کاروبار کے لئے فنڈز کیوں حاصل کیے ہیں، آپ کو کیوں ملازمت یا ترقی دی گئی ہے، اب آپ کے پاس جو بھی موقع ہے وہ آپ کی گود میں کیوں آگیا ہے۔ جیسا کہ ارونگ برلن نے کہا، "ٹیلنٹ صرف ابتدائی نقطہ ہے۔" سوال یہ ہے:

کیا آپ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے؟ یا آپ اپنے سب سے بڑے دشمن ہوں گے؟ کیا آپ اس شعلے کو بجھا دیں گے جو ابھی چل رہا ہے؟

شر میں میں ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ ایک ایسا شخص تھا جو حقیقت سے گہرا جڑا ہوا اور جڑا ہوا تھا۔ وہ ایک ایسے شخص تھے جو کچھ بھی نہیں کرتے تھے اور عظیم کاموں کو انجام دیتے تھے، کبھی یہ محسوس کیے بغیر کہ وہ کسی طرح سے ان اعزازات کے حقدار ہیں جو انہیں ملے ہیں۔ در حقیقت، وہ باقاعدگی سے اور مستقل طور پر دوسروں کے لئے موخر کرتے تھے اور جتنے والی ٹیم میں حصہ ڈالنے کے لئے زیادہ خوش تھے، بھلے ہی اس کا مطلب اپنے لئے کم کریڈٹ یا شہرت ہی کیوں نہ ہو۔ یہ سوچنا افسوس ناک ہے کہ نوجوان لڑکوں کی نسلوں نے پیکٹ کے شاندار گھر سواروں کے چارچ کے بارے میں سیکھا، ایک کتفیڈریٹ چارچ جونا کام مرہا، لیکن شر میں کا ایک خاموش، غیر مہذب حقیقت پسند کے طور پر ماذل بھول گیا ہے، یا اس سے بھی بدتر، بدنام کیا گیا ہے۔

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اپنی صلاحیت کا اندازہ کرنے کی صلاحیت سب سے اہم مہارت ہے۔ اس کے بغیر، بہتری ناممکن ہے۔ اور یقینی طور پر انہیں راستے کے ہر قدم پر مشکل بنادیتی ہے۔ اپنی صلاحیتوں اور طاقتوں پر توجہ مرکوز کرنا یقینی طور پر زیادہ خوشنگوار ہے، لیکن یہ ہمیں کہاں لے جاتا ہے؟ تکبر اور خود کو جذب کرنے سے نشوونما میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح تصور اور "وژن" بھی ہے۔

اس مرحلے میں، آپ کو اپنے آپ کو تھوڑا فاصلے سے دیکھنے کی مشق کرنی چاہئے، اپنے سر سے باہر نکلنے کی صلاحیت پیدا کرنا چاہئے۔ لا تعلقی ایک قسم کی فطری انکا علاج ہے۔ جذباتی طور پر سرمایہ کاری کرنا اور اپنے کام سے متاثر ہونا آسان ہے۔ کوئی بھی اور ہر نرس ایسا کر سکتا ہے۔ جو چیز نایاب ہے وہ خام صلاحیت، مہارت یا یہاں تک کہ اعتماد نہیں ہے، بلکہ عاجزی، محنت اور خود آگاہی ہے۔

آپ کے کام میں سچائی ہونے کے لئے، یہ سچائی سے آنا ضروری ہے۔ اگر آپ پین میں ایک فلیش سے زیادہ ہونا چاہتے ہیں تو، آپ کو طویل مدتی پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

ہم سیکھیں گے کہ اگرچہ ہم بڑے سوچتے ہیں، لیکن ہمیں جو کچھ ہم چاہتے ہیں اسے حاصل کرنے کے لئے عمل کرنا چاہئے اور چھوٹا رہنا چاہئے۔ چونکہ ہم عمل اور تعلیم پر توجہ مرکوز کریں گے، اور توثیق اور حیثیت کو ترک کر دیں گے، اس لیے ہمارے عزائم عظیم الشان نہیں ہوں گے بلکہ تکرار ہوں گے۔ ایک قدم دوسرے کے سامنے، سیکھنا اور بڑھنا اور وقت گزارنا۔

اپنی جارحیت، شدت، خود جذب اور لامتناہی خود کو فروغ دینے کے ساتھ، ہمارے حریفوں کو یہ احساس نہیں ہے کہ وہ اپنی کوششوں کو کس طرح خطرے میں ڈالتے ہیں (اپنی پاکیزگی کے بارے میں کچھ نہیں کہنا)۔ ہم اس خود اعتماد ذہین شخص کے افسانے کو چیلنج کریں گے جس کے لئے شک اور خود اعتمادی غیر ملکی ہے، اور ساتھ ہی تکلیف دہ، اذیت زدہ فنکار کے افسانے کو بھی چیلنج کریں گے جسے اپنے کام کے لئے اپنی صحت کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ جہاں وہ دونوں حقیقت سے الگ ہیں اور دوسرے لوگوں سے طلاق یافتہ ہیں، ہم اس سب سے گھری وابستگی، آگاہی اور سیکھیں گے۔ جیسا کہ چرچل نے کہا تھا، حقائق خوابوں سے بہتر ہیں۔

اگرچہ ہم بہت سے دوسرے لوگوں کے ساتھ عظمت کا تصور بانٹتے ہیں، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی طرف ہمارا راستہ ان سے بہت مختلف ہے۔ شر میں کی پیروی کرتے ہوئے اور

ہم سمجھتے ہیں کہ اس سفر میں اناہماری دشمن ہے، تاکہ جب ہم اپنی کامیابی حاصل کر لیں تو یہ ہمیں غرق نہ کرے بلکہ ہمیں مضبوط بنائے۔

بات کریں، بات کریں، بات کریں

جو جانتے ہیں وہ بولتے
نہیں۔ بولنے والے نہیں
جانتے۔

- لاوی زیدیو -

I
کلیفورنیا کی گورنری کے لئے 1934 کی مشہور مہم میں، مصنف اور کارکن اپٹن سنکلیر نے ایک غیر معمولی قدم اٹھایا۔ انتخابات سے پہلے، وہ ایک مختصر کتاب شائع کی جس کا عنوان تھا میں، کلیفورنیا کا گورنر اور میں نے غربت کا خاتمہ کیسے کیا، جس میں انہوں نے ماضی میں گورنر کی حیثیت سے نافذ کی گئی شاندار پالیسیوں کا خاکہ پیش کیا۔ وہ عہدہ

جو اس نے ابھی تک نہیں جیتا تھا۔

یہ ایک غیر روایتی مہم سے ایک غیر روایتی اقدام تھا، جس کا مقصد سنکلیئر کے بہترین اثاثے سے فائدہ اٹھانا تھا۔ ایک مصنف کی حیثیت سے، وہ جانتا تھا کہ وہ عوام کے ساتھ اس طرح بات چیت کر سکتا ہے جو دوسرے نہیں کر سکتے ہیں۔ اب، سنکلیئر کی مہم ہمیشہ ایک طویل تھی اور جب انہوں نے کتاب شائع کی تو شاید ہی اچھی حالت میں تھی۔ لیکن اس وقت کے مبصرین نے فوری طور پر دیکھا کہ اس کا اثر رائے دہندگان پر نہیں بلکہ خود سنکلیئر پر پڑا ہے۔ جیسا کہ کیری میک ولیز نے بعد میں اپنے دوست کی گورنری کی بولی کے بارے میں لکھا کہ "اپن کونہ صرف احساس ہوا کہ وہ شکست کھا جائے گا بلکہ ایسا لگتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس مہم میں دلچسپی کھو چکی ہے۔ ان کے اس روشن تصور میں، انہوں نے پہلے ہی میں، کلیفورنیا کے گورنر کے حصے پر عمل کر لیا تھا... تو پھر اسے حقیقی زندگی میں نافذ کرنے کی زحمت کیوں اٹھاتے ہیں؟

کتاب سب سے زیادہ فروخت ہونے والی تھی، مہم ناکام رہی۔ سنکلیئر ایک چوتھائی ملین ووٹوں (10 فیصد پاؤ نیٹس سے زیادہ کے مار جن) سے ہار گیا۔ وہ شاید پہلے جدید انتخابات میں مکمل طور پر شکست کھا گئے تھے۔ یہ واضح ہے کہ کیا ہوا: ان کی بات ان کی انتخابی مہم سے پہلے ہی ختم ہو گئی اور اس خلا کو پر کرنے کی خواہش دم توڑ گئی۔ زیادہ تر سیاستدان اس طرح کی کتابیں نہیں لکھتے، لیکن وہ اپنے آپ سے بالکل اسی طرح آگے نکل جاتے ہیں۔

یہ ایک ایسا فتنہ ہے جو ہر ایک کے لئے موجود ہے۔ بات چیت اور تشویہ کے لئے عمل کی جگہ لینے کے لئے۔

خالی ٹیکسٹ باکس: "آپ کے ذہن میں کیا ہے؟" فیس بک پوچھتا ہے۔ ٹوئٹر کا کہنا ہے کہ 'ایک نیا ٹویٹ کپوز کریں۔ ٹمبلر لندن۔ ہمارا ان باکس، ہمارے آئی فون، مضمون کے نچلے حصے پر تبصرے

کا سیکشن جو آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

خالی جگہیں، خیالات سے بھرے رہنے کی بھیک مانگر ہے ہیں، تصاویر کے ساتھ، کہانیوں کے ساتھ۔ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں، چیزوں کو کس طرح ہونا چاہئے یا ہو سکتا ہے، ہمیں امید ہے کہ کیا ہو گا۔ مکنالوجی، آپ سے پوچھنا، آپ کو ترغیب دینا، بات چیت کی درخواست کرنا۔

تقریباً عالمی سطح پر، ہم سو شل میڈیا پر جس طرح کی کارکردگی پیش کرتے ہیں وہ ثابت ہے۔ یہ مزید ہے "میں آپ کو بتاتا ہوں کہ چیزیں کتنی اچھی طرح چل رہی ہیں۔ دیکھو میں کتنا عظیم ہوں۔" یہ شاذ و نادر ہی سچ ہے: "میں خوفزدہ ہوں۔ میں جدوجہد کر رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔"

کسی بھی راستے کے آغاز میں، ہم پر جوش اور پریشان ہیں۔ لہذا ہم اپنے آپ کو اندر وہی طور پر آرام دینے کی بجائے بیرونی طور پر تسلی دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کام کمزور پہلو ہے، جو ٹریڈ یونین کی طرح بالکل بد نیتی پر بنی نہیں ہے، لیکن آخر میں وہ کم سے کم کام کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ عوامی کریڈٹ اور توجہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس طرف کو ہم انداختہ ہیں۔

مصنفہ اور سابق گاؤ کر بلاگر ایمیلی گولڈ - ایک حقیقی زندگی کی ہنا ہر واتھ - اگر کبھی کوئی تھاتو - کو اس بات کا احساس ایک ناول شائع کرنے کے لئے اپنی دوسالہ جدوجہد کے دوران ہوا۔ اگرچہ اس کے پاس چھ ہندسوں کی کتاب کا معاہدہ تھا، لیکن وہ پھنس گئی تھی۔ کیوں؟ وہ "انٹرنیٹ پر بہت زیادہ وقت گزارنے" میں بہت مصروف تھیں، یہی وجہ ہے۔

درحقیقت، مجھے 2010 میں کیا کچھ اور یاد نہیں ہے۔ میں گر گیا، میں نے ٹویٹ کیا، اور میں سکرول کیا۔ اس سے مجھے کوئی پیسہ نہیں ملا لیکن یہ کام کی طرح محسوس ہوا۔ میں نے اپنی عادات کو مختلف طریقوں سے اپنے آپ کو درست ٹھہرا یا۔ میں اپنا بر انڈ بنا رہا تھا۔ بلا گنگ ایک تخلیقی

عمل تھا۔ یہاں تک کہ کسی اور کی پوسٹ کو ری بلاگ کر کے "کیورنگ" کرنا بھی ایک تخلیقی عمل تھا، اگر آپ نظر ڈالیں۔ یہ واحد تخلیقی کام بھی تھا جو میں کر رہا تھا۔

دوسرے لفظوں میں، اس نے وہی کیا جو ہم میں سے بہت سے لوگ کرتے ہیں جب ہم کسی منصوبے سے خوفزدہ یا مغلوب ہوتے ہیں: اس نے سب کچھ کیا لیکن اس پر توجہ مرکوز کی۔ اصل ناول جس پر وہ کام کر رہی تھیں وہ مکمل طور پر رک گیا۔ ایک سال کے لئے۔

لکھنے کے بارے میں بات کرنا، آرٹ اور تخلیقی صلاحیتوں اور ادب سے متعلق دلچسپ چیزیں کرنا، خود کام کرنے کے مقابلے میں آسان تھا۔ وہ اکیلی نہیں ہے۔

کسی نے حال ہی میں ورکنگ آن مائی ناول کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے، جوان مصنفوں کی سو شل میڈیا پوسٹس سے بھری ہوئی ہے جو واضح طور پر اپنے ناولوں پر کام نہیں کر رہے ہیں۔

بہت سے تخلیقی کاموں کی طرح لکھنا بھی مشکل ہے۔ وہاں بیٹھنا، گھورنا، اپنے آپ پر پاگل ہونا، مواد پر پاگل ہونا کیونکہ یہ کافی اچھا نہیں لگتا ہے اور آپ کافی اچھے نہیں لگتے ہیں۔ در حقیقت، بہت ساری قیمتی کوششیں جو ہم کرتے ہیں وہ تکلیف دہ طور پر مشکل ہیں، چاہے وہ ایک نئے اسٹارٹ اپ کی کوڈنگ ہو یا کسی ہنر میں مہارت حاصل کرنا ہو۔ لیکن بات کرنا، بات کرنا ہمیشہ آسان ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ خاموشی کمزوری کی علامت ہے۔ اسے نظر انداز کرنا موت کے مترادف ہے (اور انا کے لیے یہ سچ ہے)۔ تو ہم بات کرتے ہیں، بات کرتے ہیں، اس طرح بات کرتے ہیں جیسے

ہماری زندگی اس پر منحصر ہے۔

حقیقت میں، خاموشی طاقت ہے۔ خاص طور پر کسی بھی سفر میں ابتدائی طور پر جیسا کہ فلسفی (اور جیسا کہ ہوتا ہے، اخبارات اور ان کی گفتگو سے نفرت کرنے والا) کرکی گارڈ نے متبنہ کیا، "محض گپ شپ سے حقیقی بات چیت کی توقع کی جاتی ہے، اور جو کچھ اب بھی سوچ میں ہے اس کا اظہار کرنا عمل کروکر کمزور کر دیتا ہے۔

اور یہی بات چیت کے بارے میں بہت مضنکہ خیز ہے۔ کوئی بھی اپنے بارے میں بات کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک بچہ بھی گپ شپ اور گپ شپ کرنا جاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ تشویش اور فروخت میں مہذب ہیں۔ تو کیانا یا ب اور نایا ب ہے؟ خاموشی۔ جان بوجھ کر اپنے آپ کو گفتگو سے دور رکھنے اور اس کی توثیق کے بغیر زندہ رہنے کی صلاحیت۔ خاموشی پر اعتماد اور مضبوط لوگوں کی مہلت ہے۔

نشر میں کے پاس ایک اچھا اصول تھا جس پر اس نے عمل کرنے کی کوشش کی۔ "کبھی بھی اپنے لئے وجوہات نہ بتائیں کہ کیا سوچتے ہیں یا کیا کرتے ہیں جب تک کہ آپ کو ضرورت نہ ہو۔ ہو سکتا ہے، تھوڑی دیر کے بعد، ایک بہتر وجہ آپ کے ذہن میں آئے گی۔" بیس بال اور فٹ بال کے عظیم کھلاڑی بو جیکسن نے فیصلہ کیا کہ ان کے پاس دو چیزیں ہیں جو وہ اور بن میں ایک ایتھلیٹ کی حیثیت سے حاصل کرنا چاہتے ہیں: وہ ہیسمیں ٹرافی جیتنیں گے اور این ایف ایل ڈرافٹ میں پہلے نمبر پر ہوں گے۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کس کو بتایا؟ اس کی گرل فرینڈ کے سوا کوئی نہیں۔

ترویر اتنی لچک خاموشی کا واحد فائدہ نہیں ہے جبکہ دوسرے بات چیت کرتے ہیں۔ یہ نفیسیات بھی ہے۔ شاعر میسیود کے ذہن میں یہ بات تھی جب انہوں نے کہا تھا کہ "انسان کا سب سے بہترین خزانہ ایک ترشی زبان ہے۔"

باتیں ہمیں کمزور کر دیتی ہیں۔ ایک ہی وسائل کے لئے بات کرنا اور لڑنا۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ہدف کا تصور ہم ہے، لیکن ایک خاص نقطہ کے بعد ہمارا ذہن اسے حقیقی پیشافت کے ساتھ ابعاد شروع کر دیتا ہے۔ زبان سازی کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہم مشکل مسائل سے گزرتے ہیں تو خود سے اونچی آواز میں بات کرنے سے بصیرت اور کامیابیوں میں نمایاں کمی آتی ہے۔ کسی کام کے بارے میں سوچنے، سمجھانے اور بات کرنے میں اتنا وقت گزارنے کے بعد، ہم محسوس کرنا شروع کرتے ہیں کہ ہم اسے حاصل کرنے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ یا اس سے بھی بدتر، جب چیزیں مشکل ہو جاتی ہیں، تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم پورے منصوبے کو ایک طرف رکھ سکتے ہیں کیونکہ ہم نے اسے اپنی پوری کوشش کی ہے، حالانکہ یقیناً ہم نے ایسا نہیں کیا ہے۔

کام جتنا مشکل ہو گا، نتیجہ اتنا ہی غیر یقینی ہو گا، بات چیت اتنی ہی مہنگی ہو گی اور ہم حقیقی احتساب سے اتنا ہی دور بھاگیں گے۔ اس نے ہمیں اس تو انائی سے محروم کر دیا ہے جسے اسٹیون پریسفیلڈ "مزاحمت" کہتے ہیں، جو ہمارے اور تخلیقی اظہار کے درمیان کھڑی رکاوٹ ہے۔

کامیابی کے لئے ہماری پوری 100 فیصد کوشش کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس سے پہلے کہ ہم اسے استعمال کر سکیں، بات چیت کرنے والوں کو اس کوشش کا حصہ چھوڑ دیں۔

ہم میں سے بہت سے لوگ اس فتنے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر جب ہم دباؤ یا تناو محسوس کرتے ہیں یا بہت سا کام کرنا پڑتا ہے۔ ہماری تعمیر کے مرحلے میں، مزاحمت تکلیف کا مستقل ذریعہ ہو گی۔ بات کرنا۔ سننا۔

ہم خوب بات کرتے ہیں، سامعین کے لئے پروفارم کرتے ہیں۔ تقریباً تھراپی کی طرح ہے۔ میں نے اس بارے میں بات کرنے میں صرف چار گھنٹے گزارے۔ کیا اس کا کوئی مطلب نہیں ہے؟ اس کا جواب نہیں ہے۔

عظمیم کام کرنا ایک جدوجہد ہے۔ یہ تھکا دینے والا ہے، یہ حوصلہ شکن ہے، یہ خوفناک ہے۔ ہمیشہ نہیں، لیکن جب ہم اس کے درمیان میں ہوتے ہیں تو یہ اس طرح محسوس ہو سکتا ہے۔ ہم خلا اور غیر یقینی صورتحال کو پر کرنے کے لئے بات کرتے ہیں۔ ایک خاموش اداکار مارلن بر انڈونے ایک بار کہا تھا کہ "زیادہ تر لوگوں کے لیے یہ خوفناک ہے۔" یہ تقریباً ایسا ہے جیسے ہم خاموشی سے حملہ کرتے ہیں یا اس کا سامنا کرتے ہیں، خاص طور پر اگر ہم نے سالوں سے اپنی اناکو ہم سے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ جو ایک وجہ سے بہت نقصان دہ ہے: سب سے بڑا کام اور فن خلا سے لڑنے سے آتا ہے، اسے دور کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کے بجائے اس کا سامنا کرنے سے آتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کو کسی نئے شعبے میں تحقیق کرنا ہو، کار و بار شروع کرنا ہو، فلم پروڈیوسر کرنا ہو، سرپرست حاصل کرنا ہو، کسی اہم مقصد کو آگے بڑھانا ہو، تو کیا آپ بات چیت کی مهلت چاہتے ہیں یا آپ کو جدوجہد کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

اس کے بارے میں سوچیں: ایک نسل کی آواز اپنے آپ کو یہ نہیں کہتی۔ در حقیقت، جب آپ اس کے بارے میں سوچتے ہیں، تو آپ کو احساس ہوتا ہے کہ یہ آوازیں کتنی سربات کرتی ہیں۔ یہ ایک گانا ہے، یہ ایک تقریر ہے، یہ ایک کتاب ہے۔ کام کا جنم ہلکا ہو سکتا ہے، لیکن اس کے اندر جو کچھ ہے وہ مرکوز اور متاثر کرنے ہے۔

وہ کونے میں خاموشی سے کام کرتے ہیں۔ وہ اپنے اندر ونی خلفشار کو مصنوعات میں بدل دیتے ہیں اور آخر کار خاموشی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ وہ عمل کرنے سے پہلے پہچان حاصل کرنے

کے جذبے کو نظر انداز کرتے ہیں۔ وہ زیادہ بات نہیں کرتے۔ یا اس احساس کو ذہن میں رکھیں کہ دوسرے لوگ، جو عوامی سطح پر موجود ہیں اور سرخیوں سے لطف اندوڑ ہو رہے ہیں، کسی نہ کسی طرح معاہدے کا بہتر اختتام حاصل کر رہے ہیں۔ (وہ نہیں ہیں)۔ وہ کچھ اور کرنے کے لئے کام کرنے میں بہت مصروف ہیں۔ جب وہ بات کرتے ہیں تو یہ کمایا جاتا ہے۔

کام اور بات چیت کے درمیان واحد تعلق یہ ہے کہ ایک دوسرے کو مار دیتا ہے۔

جب آپ لیب یا جم میں واپس آتے ہیں یا فٹ پاٹھ پر دھڑکتے ہیں تو دوسروں کو ایک دوسرے کی پیٹھ پر تھپٹ مارنے دیں۔ اس سوراخ کو اپنے چہرے کے عین وسط میں پلگ کر دیں جو آپ کی زندگی کی اہم قوت کو ختم کر سکتا ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے۔
دیکھیں کہ آپ کتنا بہتر حاصل کرتے ہیں۔

ہونا ہے یا کرنا ہے؟

اس تخلیقی دور میں روح دنیا کے ساتھ جنگ سے پاک ہے۔ یہ خالص، بغیر کٹے ہوئے پاریان سنگ مرمر کے ایک بلاک کی طرح پڑا ہے، جو تیار ہونے کے لیے تیار ہے۔
کیا؟

- اور لیسن سویٹ مارڈن

جدید جنگ میں سب سے زیادہ با اثر حکمت عملی سازوں اور مشق کرنے والوں میں سے کوئی ایک ایسا شخص ہے جس کے بارے میں زیادہ تر لوگوں نے کبھی نہیں سنایا ہے۔ اس کا نام جان بولنے والا۔ وہ واقعی ایک عظیم لڑاکا پائلٹ تھے، لیکن اس سے بھی بہتر استاد اور مفکر تھے۔ کوریا میں پرواز

کرنے کے بعد، وہ نیلیس ایر فورس میں میں ایلیٹ فائلر اسکول میں لیڈ انسلٹر کٹر بن گئے۔ وہ "فورٹی سینڈ بوائیڈ" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی بھی حریف کو، کسی بھی پوزیشن سے، چالیس سینڈ سے بھی کم وقت میں شکست دے سکتا تھا۔ چند سال بعد انہیں خاموشی سے پینٹا گون میں طلب کر لیا گیا، جہاں ان کا اصل کام شروع ہوا۔

ایک لحاظ سے، حقیقت یہ ہے کہ عام شخص نے جان بوئٹ کے بارے میں نہیں سنا ہو گا۔ انہوں نے کبھی کوئی کتاب شائع نہیں کی اور انہوں نے صرف ایک تعلیمی مقالہ لکھا۔ ان کی صرف چند ویڈیو یوں ہی زندہ ہیں اور میدیا میں شاذ و نادر ہی ان کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ تقریباً تیس سال کی بے مثال خدمات کے باوجود، بوئیڈ کو کرنل کے عہدے سے اوپر ترقی نہیں دی گئی۔

دوسری طرف، ان کے نظریات نے مسلح افواج کی تقریباً ہر شاخ میں جنگی جنگ کو تبدیل کر دیا، نہ صرف ان کی اپنی زندگی میں بلکہ اس کے بعد بھی۔

ایف 15 اور ایف 16 لڑاکا طیارے، جنہوں نے جدید فوجی طیاروں کو نئے سرے سے تیار کیا، ان کے پسندیدہ منصوبے تھے۔ ان کا بنیادی اثر و رسوخ ایک مشیر کے طور پر تھا۔ افسانوی بریونگ کے ذریعے انہوں نے ایک نسل میں تقریباً ہر بڑے فوجی مفکر کو پڑھایا اور ہدایت کی۔ آپریشن ڈیزرت شیلڈ کے جنگی منصوبوں کے بارے میں ان کی رائے وزیر دفاع کے ساتھ بر اہ راست ملاقاتوں کے ایک سلسلے میں آئی، نہ کہ عوامی یا سرکاری پالیسی ان پٹ کے ذریعے۔ تبدیلی لانے کا ان کا بنیادی ذریعہ ان شاگردوں کے مجموعے کے ذریعے تھا جن کی انہوں نے رہنمائی کی، حفاظت کی، تعلیم دی اور حوصلہ افزائی کی۔

ان کے نام پر کوئی فوجی اڈہ نہیں ہے۔ کوئی جنگی جہاز نہیں۔ وہ یہ سونج کر ریٹائر ہو گیا کہ اسے بھلا دیا جائے گا، اور ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ سے زیادہ کچھ نہیں

اور اس کے نام پر پیش نہیں۔ یقینی طور پر اس کے دوستوں سے زیادہ دشمن تھے۔

یہ غیر معمولی راستہ۔ اگر یہ جان بوجھ کر کیا گیا تھا تو کیا ہو گا؟ کیا ہو گا اگر اس نے اسے مزید بنادیا با اثر؟ یہ کتنا پاگل ہو جائے گا؟

در حقیقت، بوئید صرف وہی سبق سکھار ہاتھا جو اس نے اپنے بازو کے نیچے آنے والے ہر ہونہار نوجوان کو سکھانے کی کوشش کی تھی، جس کے بارے میں اسے لگتا تھا کہ اس میں کچھ مختلف ہونے کی صلاحیت ہے۔ انہوں نے جو ابھرتے ہوئے ستارے سکھائے ان میں شاید ہم سے بہت کچھ مشترک ہے۔

1973ء میں بوئید نے ایک شاگرد کو جو تقریر کی وہ اس بات کو واضح کرتی ہے۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ نوجوان افسر کی زندگی میں ایک اہم موڑ کے طور پر جانتا تھا، بوئڈ نے اسے ایک ملاقات کے لئے بلا یا۔ بہت سے اعلیٰ کامیابیاں حاصل کرنے والوں کی طرح یہ سپاہی بھی غیر محفوظ اور متاثر کن تھا۔ وہ ترقی حاصل کرنا چاہتا تھا، اور وہ اچھا کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک ایسا پتہ تھا جسے کسی بھی سمت میں اڑایا جاسکتا تھا اور بوئید اسے جانتا تھا۔ لہذا انہوں نے اس دن ایک تقریر سنی جو بوئید بار بار دے گا، یہاں تک کہ یہ تبدیلی لانے والے فوجی رہنماؤں کی ایک نسل کے لیے ایک روایت اور رسم بن گئی۔ "ٹائیگر، ایک دن تم سڑک پر ایک کانٹے پر آؤ گے،" بوئید نے اس سے کہا۔ اور آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا کہ آپ کس سمت جانا چاہتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں کا استعمال کرتے ہوئے بوئید نے ان دونوں سمتوں کو نشان زد کیا۔ "اگر آپ اس راستے پر چلتے ہیں تو آپ کوئی بن سکتے ہیں۔ آپ کو سمجھوتہ کرنا پڑے گا اور آپ کو اپنے دوستوں سے منہ موڑنا پڑے گا۔ لیکن آپ کلب کے رکن ہوں گے اور آپ کو ترقی ملے گی اور آپ کو اچھی ذمہ داریاں ملیں گی۔ اس کے بعد بوئید نے متبادل کو واضح کرنے کے لئے رک گیا۔ انہوں نے کہا، "یا، آپ اس راستے پر جاسکتے ہیں اور آپ کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ

کے ملک کے لئے، آپ کی فضائیہ کے لئے اور اپنے لئے۔ اگر آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں تو، آپ کو ترقی نہیں مل سکتی ہے اور آپ کو اچھی ذمہ داریاں نہیں مل سکتی ہیں اور آپ یقین طور پر اپنے سینئر ز کے پسندیدہ نہیں ہوں گے۔ لیکن آپ کو اپنے آپ پر سمجھوتہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آپ اپنے دوستوں اور اپنے آپ کے ساتھ سچے ہوں گے۔ اور آپ کے کام سے فرق پڑ سکتا ہے۔ کوئی بنایا کچھ کرنا۔ زندگی میں اکثر رول کال ہوتی ہے۔ اس وقت آپ کو فیصلہ کرنا پڑے گا۔" اور پھر بوئیڈ نے ان الفاظ کے ساتھ اختتام کیا جو اس نوجوان اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو ان کی باقی زندگی کے لئے رہنمائی کریں گے۔ "ہونا ہے یا کرنا ہے؟ تم کس طرف جاؤ گے؟" "ہم زندگی میں جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں، حقیقت جلد ہی ہمارے جوان آئیڈیلز میں دخل اندازی کرتی ہے۔

یہ حقیقت بہت سے ناموں اور شکلوں میں آتی ہے: ترغیبات، وعدوں، شناخت، اور سیاست۔ ہر معاملے میں، وہ ہمیں فوری طور پر کرنے سے ہونے کی طرف موڑ سکتے ہیں۔ کمائی سے لے کر دکھاوا تک۔ انارستے کے ہر قدم پر اس دھوکے میں مدد کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بوئیڈ چاہتا تھا کہ نوجوان یہ دیکھیں کہ اگر ہم محتاج نہیں ہیں تو ہم

ہم جس پیشے کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اس سے بہت آسانی سے خود کو بد عنوان پاسکتے ہیں۔

آپ پڑی سے اترنے سے کیسے بچکتے ہیں؟ ٹھیک ہے، اکثر ہم اس تصویر سے محبت کرتے ہیں کہ کامیابی کیسی نظر آتی ہے۔ بوئیڈ کی دنیا میں، آپ کے کندھے پر ستاروں کی تعداد دیا آپ کی ملاقات کی نو عیت یا اس کے مقام کو حقیقی کامیابی کے لئے پراکسی کے طور پر آسانی سے الجھن ہو سکتی ہے۔

دوسرے لوگوں کے لئے، یہ ان کی ملازمت کا عنوان ہے، وہ کس بنس اسکول میں گئے تھے، ان کے معاونین کی تعداد، ان کی پارکنگ کی جگہ کا مقام، ان کی گرانت، سی ای او تک ان کی رسائی، ان کی تخلواہ کا سائز، یا ان کے مذاہوں کی تعداد۔

ظاہری شکلیں دھو کہ دینے والی ہیں۔ اختیار کھنا اتحاری ہونے کے برابر نہیں ہے۔ حق ہونا اور صحیح ہونا بھی ایک جیسا نہیں ہے۔ ترقی ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اچھا کام کر رہے ہیں اور اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ترقی کے مستحق ہیں (وہ اس طرح کی بیورو کریسی میں اوپر کی طرف ناکام کہتے ہیں)۔ لوگوں کو متاثر کرنا واقعی متاثر کرن ہونے سے باکل مختلف ہے۔

تو تم کس کے ساتھ ہو؟ آپ کس طرف کا انتخاب کریں گے؟ یہ وہ روکاں ہے جو زندگی ہمارے سامنے رکھتی ہے۔

بوئیڈ نے ایک اور مشق کی۔ ایئر فورس کے افسران کے گروپوں کے ساتھ ملاقات کرنے یا ان سے بات کرنے کے بعد، وہ چاک بورڈ پر بڑے حروف میں الفاظ لکھتے تھے: ڈیوٹی، عزت، ملک۔ پھر وہ ان الفاظ کو عبور کرتا اور ان کی جگہ تین الفاظ لے لیتا: غور، طاقت، لائچ۔ ان کا کہنا تھا کہ فوج کے بہت سے نظام اور ڈھانچے، جن کو فوجی آگے بڑھنے کے لیے چلاتے ہیں، ان اقدار کو خراب کر سکتے ہیں جن کی وہ خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ مورخوں ڈیورنٹ کی طرف سے ایک طنزیہ ہے کہ ایک قوم پیدا کشی طور پر پیدا ہوتی ہے اور ایمپیکیورین مر جاتی ہے۔ یہ وہ افسوسناک حقیقت ہے جو بوئیڈ بیان کر

رہا تھا کہ کس طرح ثبت خوبیاں کھٹی ہو جاتی ہیں۔

ہم نے اپنی مختصر زندگی میں کتنی بار ایسا ہوتے دیکھا ہے۔ کھلیوں میں، رشتہوں میں، یا منصوبوں یا لوگوں میں جن کی ہم گھری پرواہ کرتے ہیں؟ انا یہی کرتی ہے۔ یہ اہم چیزوں کو عبور کرتا ہے اور اس کی جگہ اس چیز کو لے لیتا ہے جو نہیں ہے۔

بہت سے لوگ دنیا کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں، اور یہ اچھا ہے کہ وہ کرتے ہیں۔ آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں اس میں بہترین بننا چاہتے ہیں۔ کوئی بھی صرف خالی سوٹ نہیں بننا چاہتا۔ لیکن عملی طور پر، بوئیڈنے چاک بورڈ پر لکھے گئے تین الفاظ میں سے کون سا آپ کو وہاں لے جائے گا؟ اب آپ کس پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا چیز آپ کو ایندھن دے رہی ہے؟

بوئیڈنے جو انتخاب ہمارے سامنے رکھا ہے وہ مقصد کے مطابق آتا ہے۔ آپ کا مقصد کیا ہے؟ آپ یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟ کیونکہ مقصد آپ کو اس سوال کا جواب دینے میں مدد کرتا ہے "ہونا یا کرنا؟" بہت آسانی سے۔ اگر آپ کی ساکھ، آپ کی شمولیت، آپ کی ذاتی زندگی کی آسانی اہم ہے تو آپ کا راستہ واضح ہے: لوگوں کو بتائیں کہ وہ کیا سننا چاہتے ہیں۔ خاموش لیکن اہم کام پر توجہ حاصل کریں۔ پروموشنز کے لئے ہاں کہیں اور عام طور پر اس ٹریک کی پیروی کریں جو باصلاحیت افراد لیتے ہیں۔

صنعت یامید ان جو آپ نے منتخب کیا ہے۔ اپنے واجبات ادا کریں، ڈبوں کو چیک کریں، اپنا وقت لگائیں، اور چیزوں کو لازمی طور پر دیسے ہی چھوڑ دیں جیسے وہ ہیں۔ اپنی شہرت، اپنی تخلوہ، اپنے لقب کا تعاقب کریں، اور آتے ہی ان سے لطف اٹھائیں۔

فریڈرک ڈگلس نے ایک بار کہا تھا کہ "انسان جس چیز پر کام کرتا ہے اس پر کام کرتا ہے۔ وہ جانتا ہو گا۔ وہ ایک غلام تھا، اور اس نے دیکھا کہ اس نے اس میں شامل تمام لوگوں کے ساتھ کیا کیا، بشمول خود غلام رکھنے والے۔ ایک بار آزاد انسان ہونے کے بعد، انہوں نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنے کیریئر اور اپنی زندگی کے بارے میں جو انتخاب کیے، ان کا ایک ہی اثر تھا۔ آپ اپنے وقت کے ساتھ کیا کرنے کا انتخاب کرتے ہیں اور آپ پسیے کے لئے کیا کرنے کا انتخاب کرتے ہیں وہ آپ پر کام کرتا ہے۔ جیسا کہ بوئیڈ جانتا تھا، انا پر مبنی راستے کے لیے بہت سے سمجھوتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر آپ کا مقصد آپ سے کچھ بڑا ہے۔ کچھ حاصل کرنا، اپنے آپ کو کچھ ثابت کرنا۔ تو اچانک سب کچھ آسان اور زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اس معنی میں آسان ہے کہ اب آپ جانتے ہیں کہ آپ کو کیا کرنے کی ضرورت ہے اور آپ کے لئے کیا اہم ہے۔ دوسرے "انتخاب" دھو جاتے ہیں، کیونکہ وہ واقعی انتخاب نہیں ہیں۔ وہ توجہ ہٹانے والے ہیں۔ یہ کام کرنے کے بارے میں ہے، شناخت کے بارے میں نہیں۔ اس معنی میں آسان ہے کہ آپ کو سمجھوتہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مشکل ہے کیونکہ ہر موقع، چاہے وہ کتنا ہی اطمینان بخش یا فائدہ مند کیوں نہ ہو۔ سخت ہدایات کے ساتھ جانچا جانا چاہئے: کیا اس سے مجھے وہ کرنے میں مدد ملتی ہے جو میں نے کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ کیا یہ مجھے وہ کرنے کی اجازت دیتا ہے جو مجھے کرنے کی ضرورت ہے؟ کیا میں خود غرض ہوں یا بے لوث؟

اس کورس میں، یہ نہیں ہے کہ "میں زندگی میں کون بننا چاہتا ہوں؟" بلکہ "وہ کیا ہے جو میں زندگی میں حاصل کرنا چاہتا ہوں؟" ہے۔ خود غرضی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے وہ پوچھتا ہے: اس سے کیا

فائدہ ہوتا ہے؟ کون سے اصول میرے انتخاب کو کنٹرول کرتے ہیں؟ کیا میں دوسروں کی طرح بننا چاہتا ہوں یا میں کچھ مختلف کرنا چاہتا ہوں؟

دوسرے الفاظ میں، یہ مشکل ہے کیونکہ سب کچھ سمجھوتے کی طرح لگ سکتا ہے۔ اگرچہ کبھی دیر نہیں ہوتی ہے، لیکن جتنی جلدی آپ اپنے آپ سے یہ سوالات پوچھیں اتنا ہی بہتر ہے۔

بوئیڈ نے بلاشبہ اپنے میدان کو اس طرح تبدیل اور بہتر بنایا جو سن تزویا و ان کلازو ٹز کے بعد تقریباً کسی دوسرے تھیوریسٹ نے نہیں کیا ہے۔ وہ چنگیز جان کے نام سے جانا جاتا تھا کیونکہ اس نے کبھی بھی رکاوٹوں یا مخالفین کو اس کام سے روکنے کی اجازت نہیں دی جو اسے کرنے کی ضرورت تھی۔ ان کے انتخاب ان کی قیمت کے بغیر نہیں تھے۔ وہ اپنے کفایت شعار طرز زندگی کی وجہ سے یہودی بستی کے کرمل کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔ ان کی موت نجی ٹھیکیداروں کی جانب سے ہزاروں ڈالر کے غیر نقد آخر اجات کے چیک کے ساتھ ہوئی، جسے انہوں نے رشوت کے برابر قرار دیا۔ یہ کہ وہ کرمل سے آگے کبھی آگے نہیں بڑھا، یہ اس کا کام نہیں تھا۔ انہیں بار بار پر و موشن کے لئے روکا گیا تھا۔ جو کام اس نے کیا اس کی سزا کے طور پر اسے تاریخ نے بھلا دیا۔

اگلی بار جب آپ خود کو حقدار محسوس کرنا شروع کریں گے، اگلی بار جب آپ شہرت اور امریکی خواب کو ختم کریں گے تو اس کے بارے میں سوچیں۔ اس بارے میں سوچیں کہ آپ اس طرح کے عظیم آدمی کی پیمائش کیسے کر سکتے ہیں۔

اگلی بار جب آپ کو اس انتخاب کا سامنا کرنا پڑے تو اس کے بارے میں سوچیں: کیا مجھے اس کی ضرورت ہے؟ یا یہ واقعی انکے بارے میں ہے؟ کیا آپ صحیح فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں؟ یا کیا انعامات اب بھی دور سے ہمکتے ہیں؟
ہونا یا کرنا- زندگی ایک مستقل رول کال ہے۔

طالب علم بنیں

کسی آدمی کا بھوت واپس آکر یہ نہ کہے کہ میری تربیت مجھے مایوس کر دے۔
- نیویارک فائرڈپارٹمنٹ ٹریننگ اکیڈمی میں دستخط

اپریل 1980 کی دہائی کے اوائل میں، ایک دن ایک گٹار سٹ کا ڈراؤن خواب بن گیا اور دوسرا کا خواب، اور خواب کی نوکری بن گیا۔ بغیر کسی اطلاع کے، ارکان زیر زمین دھاتی بینڈ میٹا کا نیویارک کے ایک خستہ حال گودام میں ایک منصوبہ بند ریکارڈنگ سیشن سے پہلے جمع ہوا اور اپنے گٹار سٹ ڈیو مسٹرین کو مطلع کیا کہ اسے گروپ سے باہر پھینک دیا جا رہا ہے۔ چند الفاظ کے ساتھ، انہوں نے اسے سان فرانسکو واپس جانے کے لئے بس کا ٹکٹ دیا۔

اسی دن، ایک مہذب نوجوان گٹار سٹ، کرک ہیمیٹ، جو بمشکل بیس سال کی عمر میں تھے اور ایکسوڈس نامی بینڈ کے رکن تھے، کویہ کام سونپا گیا۔ ایک نئی زندگی میں دھکیلے جانے کے بعد، انہوں نے کچھ دنوں بعد بینڈ کے ساتھ اپنا پہلا شو پیش کیا۔

کوئی یہ فرض کرے گا کہ یہ وہ لمحہ تھا جس کا، ہمیٹ اپنی پوری زندگی انتظار کر رہا تھا۔ واقعی یہ تھا۔ اگرچہ اس وقت صرف چھوٹے حلقوں میں جانا جاتا تھا، میٹالیکا ایک ایسا بینڈ تھا جو جگہوں پر جانا چاہتا تھا۔ ان کی مو سیقی نے پہلے ہی دھات کی صنف کی حدود کو آگے بڑھانا شروع کر دیا تھا، اور گلت اسٹارڈم پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ چند ہی سالوں میں، یہ دنیا کے سب سے بڑے بینڈوں میں سے ایک بن جائے گا، جو بالآخر 100 ملین سے زیادہ الیم فروخت کرے گا۔

اسی وقت کرک کویہ احساس ہوا کہ برسوں تک کھیلنے اور میٹالیکا میں شامل ہونے کی دعوت ملنے کے باوجود، وہ اتنا اچھا نہیں تھا جتنا وہ بننا چاہتا ہے۔ سان فرانسیسکو میں اپنے گھر میں، انہوں نے گٹار ٹیچر کی تلاش کی۔ دوسرے لفظوں میں، اپنے خوابوں کے گروپ میں شامل ہونے اور لفظی طور پر پیشہ ور بننے کے باوجود، کرک نے اصرار کیا کہ اسے مزید ہدایات کی ضرورت ہے۔ کہ وہ اب بھی ایک طالب علم ہے۔ جس استاد کی انہوں نے تلاش کی وہ ایک استاد کے استاد کے طور پر شہرت رکھتا تھا، اور اسٹیو وائے جیسے مو سیقی کے ماہرین کے ساتھ کام کرنے کے لئے شہرت رکھتا تھا۔

جو سٹریانی، جس شخص کو ہیمیٹ نے اپنے انسٹرکٹر کے طور پر منتخب کیا تھا، خود اب تک کے بہترین گٹار پلیئرز میں سے ایک کے طور پر جانا جاتا ہے اور اپنی منفرد، شاندار مو سیقی کے 10 ملین سے زیادہ ریکارڈ فروخت کرتا ہے۔ ایک چھوٹی سی مو سیقی سے تعلیم

برکلے میں دکان، سترینی کے کھیلنے کے انداز نے اسے ہیمیٹ کے لئے ایک غیر معمولی انتخاب بنا دیا۔ یہی وہ نکتہ تھا جو کرک نہیں جانتا تھا، وہ سیکھنا چاہتا تھا، تاکہ بنیادی باتوں کے بارے میں اپنی تفہیم کو مستحکم کر سکے تاکہ وہ موسیقی کی اس نئی صنف کی تلاش جاری رکھ سکے جسے اب اسے آگے بڑھانے کا موقع ملا ہے۔

سترینی نے یہ واضح کیا کہ ہیمیٹ کی کہاں کمی تھی۔ یہ یقینی طور پر ٹیکنٹ نہیں تھا۔ ”کرک کے ساتھ سب سے اہم بات... جب وہ دروازے میں داخل ہوا تو کیا وہ واقعی ایک اچھا گٹار بجانے والا تھا۔ وہ پہلے سے ہی لیڈ گٹار بجارتا تھا... وہ پہلے ہی کٹ چکا تھا۔ ان کا دل میں ہاتھ بہت اچھا تھا، وہ اپنے زیادہ تر دل کو جانتے تھے، انہوں نے ایسے ماحول میں کھیلنا نہیں سیکھا جہاں انہوں نے تمام نام سیکھے اور ہر چیز کو ایک ساتھ کیسے جوڑنا ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ان کے سیشن کسی قسم کے تفریجی مطالعہ گروپ تھے۔ در حقیقت، ستریانی نے وضاحت کی کہ جس چیز نے ہیمیٹ کو دوسروں سے الگ کیا وہ اس قسم کی ہدایات کو برداشت کرنے کی خواہش تھی جو وہ برداشت نہیں کریں گے۔ ”وہ ایک اچھا طالب علم تھا۔ ان کے بہت سے دوست اور ہم عصر یہ سوچ کر شکایت کرتے تھے کہ میں بہت سخت ٹیچر ہوں۔

ستریانی کا نظام واضح تھا: کہ ہفتہ وار اس باقی ہوں گے، یہ سبق سیکھنا ضروری ہے، اور اگر وہ نہیں ہیں، تو یہ کہ ہیمیٹ ہر ایک کا وقت ضائع کر رہا تھا اور اسے واپس آنے کی زحمت اٹھانے کی ضرورت نہیں تھی۔ لہذا اگلے دو سالوں تک کرک نے وہی کیا جو ستریانی کی ضرورت تھی، وہ ہر ہفتے اس ساز کے لیے معروضی رائے، فیصلے اور تکنیک اور میوزیکل تھیوری کی کھدائی کے لیے واپس آتے تھے، جسے وہ جلد ہی ہزاروں، پھر دسیوں ہزار اور پھر لفظی طور پر لاکھوں لوگوں کے سامنے بجانے والے تھے۔ اس دو سال کے مطالعے کے بعد بھی، وہ ستریانی کے ساتھ کام کرنے والے چالوں اور رگڑوں

کو لاتے تھے، اور زیادہ سے زیادہ جبلت کو کم کرنا سکھتے تھے، اور کم نوٹوں کے ساتھ زیادہ کام کرنے کی اپنی صلاحیت کو بہتر بناتے تھے، اور ان نوٹوں کو محسوس کرنے اور ان کے مطابق انٹھا کرنے پر توجہ مرکوز کرتے تھے۔ ہر بار، وہ ایک کھلاڑی اور ایک فنکار کے طور پر بہتر ہوا۔

ایک طالب علم ہونے کی طاقت صرف یہ نہیں ہے کہ یہ تعلیم کی ایک طویل مدت ہے، بلکہ یہ انا اور عزائم کو کسی اور کے ہاتھ میں بھی رکھتا ہے۔ ایک طرح کی انا کی حد عائد کی گئی ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ اس "مالک" سے بہتر نہیں ہے جس کے تحت وہ تربیت حاصل کرتا ہے۔ قریب بھی نہیں۔ آپ ان کے سامنے جھک جاتے ہیں، آپ اپنے آپ کو ختم کر لیتے ہیں۔ آپ نہیں جعلی یا بکواس نہیں کر سکتے ہیں۔ تعلیم کو "ہیک" نہیں کیا جاسکتا۔ ہر ایک دن اسے ہیک کرنے کے علاوہ کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے ہیں، تو وہ آپ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ہمیں یہ سوچنا پسند نہیں ہے کہ کوئی ہم سے بہتر ہے۔ یا یہ کہ ہمارے پاس سیکھنے کے لئے بہت کچھ باقی ہے۔ ہم ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تیار رہنا چاہتے ہیں۔ ہم مصروف اور بوجھ تلنے دبے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے، اپنی صلاحیتوں کے جائزے کو نیچے کی سمت میں اپڈیٹ کرنا زندگی میں کرنے کے لئے سب سے مشکل کاموں میں سے ایک ہے۔ لیکن یہ تقریباً ہمیشہ مہارت کا ایک جزو ہوتا ہے۔ علم کا دکھاوا ہمارا سب سے زیادہ ہے۔

خطرناک برائی، کیونکہ یہ ہمیں بہتر ہونے سے روکتا ہے۔ مطالعاتی خود تشخیص اس کا علاج ہے۔

اس کا نتیجہ، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کی مو سیقی کا ذائقہ کیا ہوتا ہے، یہ تھا کہ ہمیٹ دنیا کے عظیم دھاتی گٹار سٹوں میں سے ایک بن گیا، جس نے ایک زیرز میں تحریک سے دھات کو ایک پھلتی پھولتی عالمی مو سیقی کی صنف میں تبدیل کر دیا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ ان اس باق سے، ستریانی نے اپنی تکنیک کو بہتر بنایا اور خود بھی بہت بہتر ہو گئے۔ طالب علم اور استاد دونوں اسٹریڈ یم بھرنے اور مو سیقی کے منظر نامے کو دوبارہ ترتیب دینے کے لئے جاتے تھے۔

مکسڈ مارشل آر ٹس کے بانی اور ملٹی ٹائل چیمپیئن فرینک شمرود کے پاس ایک ایسا نظام ہے جس میں وہ جنگجوؤں کو تربیت دیتے ہیں جسے وہ پس، ماںنس اور برابر کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر جنگجو کو عظیم بننے کے لیے کسی ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جس سے وہ سیکھ سکے، کوئی کم تر جسے وہ سکھا سکے، اور کوئی ایسا شخص جس کے خلاف وہ خود کو چیلنج کر سکے۔

شمرود کے فارموں کا مقصد سادہ ہے: وہ جو کچھ جانتے ہیں اور جو وہ ہر زاویے سے نہیں جانتے اس کے بارے میں حقیقی اور مسلسل رائے حاصل کرنا۔ یہ اس اناکو دور کرتا ہے جو ہمیں پریشان کرتی ہے، وہ خوف جو ہمیں اپنے آپ پر شک کرنے پر مجبور کرتا ہے، اور کسی بھی کاہلی کو جو ہمیں ساحل پر جانے پر مجبور کر سکتی ہے۔ جیسا کہ شمرود نے مشاہدہ کیا، "اپنے بارے میں غلط خیالات آپ کو تباہ کر دیتے ہیں۔ میرے لئے، میں ہمیشہ ایک طالب علم رہتا ہوں۔ مارشل آر ٹس اسی کے بارے میں ہیں، اور آپ کو اس عاجزی کو ایک آئے کے طور پر استعمال کرنا ہو گا۔ آپ اپنے آپ کو کسی ایسے شخص کے نیچے رکھ دیتے ہیں جس پر آپ بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ اس بات کو قبول کرنے سے شروع ہوتا ہے کہ دوسرا بارے آپ سے زیادہ جانتے ہیں اور یہ کہ آپ ان کے علم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اور پھر ان کی تلاش کرتے ہیں اور اپنے بارے میں آپ کے وہم کو ختم کرتے ہیں۔"

طالب علم کے ذہن کی ضرورت لڑائی یا موسیقی سے نہیں رکتی ہے۔ ایک سائنسدان کو سائنس کے بنیادی اصولوں اور جدید ترین سطح پر ہونے والی دریافتیں کو جاننا ضروری ہے۔ ایک فلسفی کو گہرائی سے جاننا چاہیے، اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ وہ کتنا کم جانتے ہیں، جیسا کہ سقراط نے کیا تھا۔ ایک مصنف کو کیسے واقف ہونا چاہئے۔ اور پڑھنا اور اس کے ہم عصر وہ کی طرف سے بھی چیلنج کیا جانا چاہئے۔ ایک مورخ کو قدیم اور جدید تاریخ کے ساتھ ساتھ ان کی خصوصیت کا بھی علم ہونا چاہئے۔ پروفیشنل اپتھلیس کے پاس کوچز کی ٹیمیں ہوتی ہیں، اور یہاں تک کہ طاقتوں سیاست دانوں کے پاس مشیر اور سرپرست ہوتے ہیں۔

کیوں؟ عظیم بننے اور عظیم رہنے کے لئے، ان سب کو معلوم ہونا چاہئے کہ پہلے کیا آیا تھا، اب کیا ہو رہا ہے، اور آگے کیا ہو رہا ہے۔ انہیں اپنے ڈومن کے بنیادی اصولوں اور ان کے ارد گرد کی چیزوں کو وقت میں پھنسے بغیر داخل کرنا ہو گا۔ انہیں ہمیشہ سیکھنا چاہئے۔ ہم سب کو اپنے استاد، استاد اور ناقدین بننا ہوں گے۔

اس بارے میں سوچیں کہ ہمیٹ کیا کر سکتا تھا۔ ہم اس کی پوزیشن میں کیا کر سکتے تھے اگر ہم اچانک اپنے آپ کو ایک راک اسٹار، یا اپنے منتخب کردہ میدان میں جلد ہی بننے والا راک اسٹار تلاش کر لیتے۔ فتنہ یہ سوچنا ہے: میں نے یہ کیا ہے۔ میں آگیا ہوں۔

انہوں نے دوسرے آدمی کو پھینک دیا کیونکہ وہ اتنا اچھا نہیں ہے جتنا میں ہوں۔ انہوں نے مجھے منتخب کیا کیونکہ میرے پاس وہ ہے جو اس کی ضرورت ہے۔ اگر انہوں نے ایسا کیا ہو تو شاید ہم نے ان کے یا بینڈ کے بارے میں کبھی نہیں سنا ہوتا۔ آخر کار، 1980 کی دہائی سے بہت سارے بھولے ہوئے دھاتی گروہ موجود ہیں۔

ایک سچا طالب علم ایک اس فنچ کی طرح ہوتا ہے۔ جو کچھ اس کے ارد گرد ہوتا ہے اسے جذب کرنا، اسے فلٹر کرنا، جو کچھ وہ پکڑ سکتا ہے اس پر دھیان دینا۔ ایک طالب علم خود تنقیدی اور خود ساختہ ہوتا ہے، ہمیشہ اپنی تفہیم کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اگلے موضوع، اگلے چیلنج کی طرف بڑھ سکے۔ ایک حقیقی طالب علم اس کا اپنا استاد بھی ہوتا ہے اور اس کا اپنا نقاد بھی۔ وہاں انکی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

لڑائی کو ایک بار پھر ایک مثال کے طور پر لیں، جہاں خود آگاہی خاص طور پر اہم ہے کیونکہ مخالفین مسلسل کمزوری کے خلاف طاقت کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ایک لڑاکا ہر روز سیکھنے اور مشق کرنے کے قابل نہیں ہے، اگر وہ مسلسل بہتری کے شعبوں کی تلاش میں نہیں ہے، اپنی خامیوں کا جائزہ نہیں لے رہا ہے، اور ساتھیوں اور مخالفین سے قرض لینے کے لئے نی ٹکنیک تلاش نہیں کر رہا ہے، تو وہ ٹوٹ جائے گا اور تباہ ہو جائے گا۔

یہ سب ہم میں سے باقی کے لئے اتنا مختلف نہیں ہے۔ کیا ہم کسی چیز کے لئے یا اس کے خلاف نہیں لڑ رہے ہیں؟ کیا آپ کو لگتا ہے کہ آپ واحد شخص ہیں جو اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں؟ آپ شاید یقین نہیں کر سکتے ہیں کہ آپ اس پیٹل کی انگوٹھی تک پہنچنے والے واحد شخص ہیں۔

یہ لوگوں کو حیران کرتا ہے کہ عظیم لوگ کتنے عاجز نظر آتے ہیں۔

آپ کا کیا مطلب ہے کہ وہ جارحانہ، حقدار، اپنی عظمت یا اپنی تقدیر سے آگاہ نہیں تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ وہ پر اعتماد تھے، لیکن ابدی طالب علم ہونے کے عمل نے ان مردوں اور عورتوں کو عاجز رکھا۔

ایپکٹس کا کہنا ہے کہ 'جو کچھ کسی کے خیال میں وہ پہلے سے جانتا ہے اسے سیکھانا ممکن ہے۔ اگر آپ سوچتے ہیں کہ آپ پہلے سے ہی جانتے ہیں تو آپ سیکھ نہیں سکتے ہیں۔ اگر آپ سوالات پوچھنے کے لئے بہت تکبر اور خود اعتماد ہیں تو آپ کو جوابات نہیں ملیں گے۔ اگر آپ کو یقین ہو کہ آپ بہترین ہیں تو آپ بہتر نہیں ہو سکتے ہیں۔

رائے لینے کا فن زندگی میں ایک اہم مہارت ہے، خاص طور پر سخت اور تنقیدی رائے۔ ہمیں نہ صرف اس سخت رائے کو لینے کی ضرورت ہے، بلکہ فعال طور پر اس کی درخواست کرنے کی ضرورت ہے، منفی کو تلاش کرنے کے لئے محنت کریں جب ہمارے دوست اور خاندان اور دماغ ہمیں بتارے ہیں کہ ہم بہت اچھا کر رہے ہیں۔ تاہم، اناہر قیمت پر اس طرح کے تاثرات سے گریز کرتی ہے۔ کون اپنے آپ کو اصلاحی تربیت کے لئے بھیجنا چاہتا ہے؟ اسے لگتا ہے کہ وہ پہلے ہی جانتا ہے کہ ہم کیسے اور کون ہیں۔ یعنی، وہ سوچتا ہے کہ ہم شاندار، کامل، ذہین، واقعی جدت طراز ہیں۔ یہ حقیقت کو ناپسند کرتا ہے اور اپنے جائزے کو ترجیح دیتا ہے۔

ایگو مناسب انکیو بیشن کی بھی اجازت نہیں دیتا ہے۔ وہ بننے کے لئے جو ہم بالآخر بننے کی امید رکھتے ہیں، اکثر کسی موضوع یا پیر اڈوکس کے ساتھ بیٹھنے اور جدوجہد کرنے کے لئے طویل عرصے تک گمنامی کی ضرورت ہوتی ہے۔ عاجزی وہ چیز ہے جو ہمیں وہاں رکھتی ہے، فکر مند ہے کہ ہم

کافی نہیں جانتے اور ہمیں پڑھائی جاری رکھنی چاہیے۔ انا اختتام کی طرف دوڑتی ہے، یہ دلیل دیتی ہے کہ صبر ہارنے والوں کے لئے ہے (غلط طور پر اسے کمزوری کے طور پر دیکھنا)، اور یہ فرض کرتا ہے کہ ہم اپنی صلاحیتوں کو دنیا میں چھوڑنے کے لئے کافی اچھے ہیں۔

جیسے ہی ہم اپنے کام کا ثبوت دینے کے لیے بیٹھتے ہیں، جب ہم اپنی پہلی لفت پچ بناتے ہیں، اپنی پہلی دکان کھولنے کی تیاری کرتے ہیں، جب ہم ڈریس ریہر سل کے سامعین کی طرف دیکھتے ہیں، تو انداشمند ہے۔ جو ہمیں غلط رائے دیتی ہے، حقیقت سے منقطع ہوتی ہے۔ یہ دفاعی ہے، ٹھیک اس وقت جب ہم دفاعی روایہ اختیار کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ یہ ہمیں یہ کہہ کر بہتری سے روکتا ہے کہ ہمیں بہتری کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر ہم جیران ہوتے ہیں کہ ہمیں وہ نتائج کیوں نہیں ملتے جو ہم چاہتے ہیں، کیوں دوسرے بہتر ہیں اور ان کی کامیابی زیادہ دیر پا کیوں ہے۔

آج کتابیں پہلے سے کہیں زیادہ سستی ہیں۔ کورسز مفت ہیں۔ اساتذہ تک رسائی اب کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ لیکن الوجی نے اسے ختم کر دیا ہے۔ تعلیم حاصل نہ کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے، اور چونکہ ہمارے سامنے جو معلومات ہیں وہ بہت وسیع ہیں، لہذا اس عمل کو کبھی ختم کرنے کا بھی کوئی عذر نہیں ہے۔

زندگی میں ہمارے اساتذہ صرف وہ نہیں ہیں جو ہم ادا کرتے ہیں، جیسا کہ ہمیٹ نے سترینی کو ادا یگی کی تھی۔ اور نہ ہی وہ لازمی طور پر کسی تربیتی ڈوجو کا حصہ ہیں، جیسا کہ شمر و ک کے لئے ہے۔ بہت سے بہترین اساتذہ آزاد ہیں۔ وہ رضا کارانہ طور پر کام کرتے ہیں کیونکہ، آپ کی طرح، وہ کبھی جوان تھے اور ان کے وہی مقاصد تھے جو آپ کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ پڑھا رہے ہیں

وہ محض مثالیں ہیں، یا یہاں تک کہ تاریخی شخصیات بھی ہیں جن کے اس باق کتابوں اور مضامین میں موجود ہیں۔ لیکن انا ہمیں فیڈ بیک کے لئے اتنا سخت اور دشمن بنادیتی ہے کہ یہ انہیں دور لے جاتی

ہے یا انہیں ہماری پہنچ سے باہر کر دیتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پرانی کہاوت ہے، "جب طالب علم تیار ہوتا ہے، تو اس نامہ دار ہوتا ہے۔

پر جوش مت بنو

ایسا لگتا ہے کہ آپ انیمی کے بارے میں وہ روشن خیال چاہتے ہیں جو زیادہ تر نوجوانوں کو خوش کرنے، چمکنے اور آگے بڑھنے کی ترغیب دے۔ اس خواہش اور درد کے بغیر جو قابل ذکر ہونے کے لئے ضروری ہے، آپ کبھی بھی ایسا نہیں ہو سکتے ہیں۔

-لارڈ چیسٹر فیلڈ

P یہ سب جذبے کے بارے میں ہے۔ اپنے شوق کو تلاش کریں۔ جوش و جذبے سے زندگی بسر کریں۔ اپنے جذبے سے دنیا کو متاثر کریں۔

لوگ جذبے تلاش کرنے، جذبے کے آس پاس رہنے، اپنے جذبے کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے

برنگ میں میں جاتے ہیں۔ یہی حال تھی اسی ڈی اور ایس ایکس ایس ڈبلیو اور ہزاروں دیگر تقریبات، پسپائیوں اور سربراہی اجلاسوں کا بھی ہے، جو زندگی کی سب سے اہم قوت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

یہ وہی ہے جو انہی لوگوں نے آپ کو نہیں بتایا ہے: آپ کا جذبہ ہی وہ چیز ہو سکتی ہے جو آپ کو اقتدار یا اثر و رسوخ یا کامیابی سے روکتی ہے۔
کیونکہ اکثر اوقات ہم جذبے کی وجہ سے ناکام ہو جاتے ہیں۔

اپنے عروج کے سیاسی کیریئر کے آغاز میں، ایک مہماں نے ایک بار الیمنور روزویٹ کی سماجی قانون سازی کے ایک ملکے میں "پر جوش دلچسپی" کے بارے میں بات کی تھی۔ اس شخص نے اس کا مطلب تعریف کے طور پر کیا تھا۔ لیکن الیمنور کا جواب مثالی ہے۔ "ہاں"، اس نے اس مقصد کی حمایت کی، اس نے کہا۔ "لیکن مجھے شاید ہی لگتا ہے کہ 'پر جوش' الفاظ مجھ پر لاگو ہوتا ہے۔

ایک ذہین، باصلاحیت اور صبر کرنے والی عورت کی حیثیت سے جب پر سکون و کثورین خوبیوں کے انگارے ابھی بھی گرم تھے، روزویٹ جذبے سے بالاتر تھے۔ اس کا مقصد تھا۔ اس کے پاس ہدایت تھی۔ وہ جذبے سے نہیں بلکہ عقل کی وجہ سے متاثر تھی۔

دوسری طرف جارج ڈبلیوبش، ڈک چینی اور ڈونڈر مسفیلڈ عراق کے بارے میں پر جوش تھے۔

کر سٹو فرمیک کینڈ لز جب "جنگل میں" جا رہے تھے تو جوش و خروش سے پھٹ رہے تھے۔ اسی طرح رابرٹ فالکن سکٹ بھی آرکٹک کی سیر کے لیے نکلے تھے اور انہیں "پول مینیا" (جیسا کہ 1996 میں ماونٹ ایورسٹ کی المناک چڑھائی کے کئی کوه پیاؤں نے کیا تھا، ایک لمبے کے لیے اس سے متاثر ہوئے تھے، جسے ماہرین نفسیات اب "گولو ڈیسی" کہتے ہیں)۔ سیگوے کے موجود اور سرمایہ کاروں کا خیال تھا کہ ان کے ہاتھوں میں دنیا کو بدلنے والی جدت ہے اور انہوں نے سب کچھ انجلیں کی تبلیغ میں

لگادیا ہے۔

یہ۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام باصلاحیت، ذہین افراد جو کچھ کرنا چاہتے تھے اس پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ یہ بھی واضح ہے کہ وہ اپنے ارد گرد موجود ہر شخص کے اعتراضات اور حقیقی خدشات کو سمجھنے سے قاصر تھے۔

یہی بات ان گنت کاروباری افراد، مصنفوں، باورچیوں، کاروباری مالکان، سیاست دانوں اور ڈیزائنسرز کے بارے میں بھی سچ ہے جن کے بارے میں آپ نے کبھی نہیں سنایا ہے اور نہ ہی کبھی سنیں گے، کیونکہ انہوں نے بندرگاہ چھوڑنے سے پہلے ہی اپنے جہازوں کو غرق کر دیا تھا۔ ہر دوسرے لوگوں کی طرح، ان میں بھی جنون تھا اور کسی اور چیز کی کمی تھی۔

واضح طور پر، میں دیکھ بھال کے بارے میں بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں ایک مختلف قسم کے جذبے کی بات کر رہا ہوں۔ بے لگام جوش و خروش، ہمارے سامنے جو کچھ ہے اس پر اپنے جوش و جذبے کے ساتھ چھپٹنے کی ہماری آمادگی، ہمارے اساتذہ اور گروؤں نے ہمیں جو "تو انائی کا گھٹرا" یقین دلایا ہے وہ ہمارا سب سے اہم اثاثہ ہے۔ یہ کسی مبہم، پر جوش اور دور دراز مقصد کو شروع کرنے یا حاصل کرنے کی وہ جلتی ہوئی، ناقابل تفسیر خواہش ہے۔ یہ بظاہر بے ضرر محرک صحیح راستے سے اتنا دور ہے کہ اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

یاد رکھیں، "زیلوٹ" صرف "پاگل شخص" کہنے کا ایک اچھا طریقہ ہے۔

یوسی ایل اے میں جان و وڈن کے ساتھ تین قومی چیمپیشن شپ جینے والے لیوس الکنڈور جونیئر نامی ایک نوجوان باسکٹ بال کھلاڑی نے اپنے مشہور کوچ کے انداز کو بیان کرنے کے لئے ایک لفظ استعمال کیا: "بے حس۔" جیسا کہ پر جوش نہیں ہے۔ لکڑی راہ کی تقاریر یا الہام کے بارے میں نہیں تھی۔ وہ ان اضافی جذبات کو ایک بوجھ کے طور پر دیکھتا تھا۔ اس کے بجائے، اس کا فلسفہ کنٹرول میں رہنے اور اپنا کام کرنے اور کبھی بھی "جذبے کا غلام" نہ بننے کے بارے میں تھا۔ جس کھلاڑی نے ووڈن سے یہ سبق

سیکھا وہ بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے کریم عبد الجبار رکھ دے گا جسے آپ بہتر طور پر یاد رکھیں گے۔ کوئی بھی ایلینور روزولٹ یا جان ووڈن یا اس کے بد نام زمانہ خاموش کھلاڑی کریم کو بے حس قرار نہیں دے گا۔ انہوں نے یہ بھی نہیں کہا ہو گا کہ وہ پر جوش یا پر جوش ہیں۔ روزولٹ، تاریخ کی سب سے طاقتور اور با اثر خاتون کارکنوں میں سے ایک اور یقینی طور پر امریکہ کی سب سے اہم خاتون اول، بنیادی طور پر ان کے فضل، ان کے شائستگی اور سمت کے احساس کے لئے جانا جاتا تھا۔ ووڈن نے بارہ سالوں میں دس ٹائٹل جیتے، جس میں لگا تاریخات ٹائٹل بھی شامل ہیں، کیونکہ انہوں نے جیتنے کے لئے ایک نظام تیار کیا اور اس پر عمل کرنے کے لئے اپنے کھلاڑیوں کے ساتھ کام کیا۔ ان میں سے کوئی بھی جوش و خروش سے متاثر نہیں تھا اور نہ ہی وہ جسم مسلسل حرکت میں تھے۔ اس کے بجائے، انہیں وہ شخص بننے میں کئی سال لگے جس کے نام سے وہ مشہور ہوئے۔ یہ جمع کرنے کا ایک عمل تھا۔ ہماری کوششوں میں، ہمیں پچیدہ مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا، اکثر ایسے حالات میں جن کا ہم نے پہلے کبھی سامنا نہیں کیا ہے۔ مواقع عام طور پر گھرے، کنواری تالاب نہیں ہوتے ہیں جن میں غوطہ لگانے کے لئے ہمت اور جرأت کی ضرورت ہوتی ہے، بلکہ اس کے بجائے وہ پوشیدہ، دھول جھونک دیتے ہیں، مزاحمت کی مختلف شکلوں کی وجہ سے مسدود ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں جس چیز کی ضرورت ہے وہ ہے وضاحت، غور و فکر اور طریقہ کار کا تعین۔

لیکن اکثر، ہم اس طرح آگے بڑھتے ہیں ...

حوالہ افزائی کی ایک جملک: میں بہترین اور سب سے بڑا کام کرنا چاہتا ہوں کبھی۔ سب سے کم عمر بنیں ۔ صرف ایک ہی ۔ "سب سے زیادہ سب سے پہلے"

مشورہ: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، یہاں آپ کو اسے پورا کرنے کے لئے قدم بہ قدم کرنے کی ضرورت ہو گی۔

حقیقت: ہم وہی سنتے ہیں جو ہم سننا چاہتے ہیں۔ ہم وہ کرتے ہیں جو ہم کرنا چاہتے ہیں، اور ناقابل یقین حد تک مصروف ہونے اور بہت محنت کرنے کے باوجود، ہم بہت کم کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ یا اس سے بھی بدتر، اپنے آپ کو ایک ایسی گڑبرٹ میں پاتے ہیں جس کی ہم نے کبھی توقع نہیں کی تھی۔

چونکہ ہم صرف کامیاب لوگوں کے جذبے کے بارے میں سنتے ہیں، ہم بھول جاتے ہیں کہ ناکامیوں میں ایک ہی خصوصیت ہوتی ہے۔ ہم اس کے نتائج کے بارے میں اس وقت تک تصور نہیں کر سکتے جب تک کہ ہم ان کے راستے کو نہیں دیکھتے۔ سیکوئے کے ساتھ، موجود اور سرمایہ کاروں نے غلط طور پر پہلے سے کہیں زیادہ مانگ کا اندازہ لگایا۔ عراق میں جنگ سے پہلے، اس کے حامیوں نے اعتراضات اور منفی آراء کو نظر انداز کر دیا کیونکہ وہ ان باتوں سے متصادم تھے جن پر انہیں یقین کرنے کی اشد ضرورت تھی۔ انٹوڈی والٹ اسٹوری کا المناک اختتام جوانی کی نادانی اور تیاری کی کمی کا نتیجہ ہے۔

راہبرٹ فالکن سکاٹ کے ساتھ، یہ حقیقی خطرات پر غور کیے بغیر حد سے زیادہ اعتماد اور جوش تھا۔ ہم تصور کرتے ہیں کہ نپولین روس پر حملے کے بارے میں سوچتے ہوئے جوش و جذبے سے بھرا ہوا تھا اور آخر کار اس سے آزاد ہو گیا جب وہ ان لوگوں کے ساتھ لنگر انداز ہو گیا جن کے ساتھ وہ بہت اعتماد کے

ساتھ رہ گیا تھا۔ اور بھی بہت سی مثالوں میں ہم وہی غلطیاں دیکھتے ہیں: ضرورت سے زیادہ سرمایہ کاری کرنا، کم سرمایہ کاری کرنا، کسی کے تیار ہونے سے پہلے کام کرنا، ایسی چیزوں کو توڑنا جن میں لذت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اتنی بعض نہیں جتنی کہ جنون کی شراب نوشی۔

جنون عام طور پر ایک کمزوری کو چھپاتا ہے۔ اس کی سانس لینے میں دشواری اور بے چینی اور بے چینی نظم و ضبط، مہارت، طاقت اور مقصد اور استقامت کے لیے ناقص تبادل ہیں۔ آپ کو دوسروں میں اور اپنے آپ میں اس کی نشاندہی کرنے کے قابل ہونے کی ضرورت ہے، کیونکہ اگرچہ جذبے کی ابتداء مخلص اور اچھی ہو سکتی ہے، لیکن اس کے اثرات مضمضہ خیز اور پھر خوفناک ہیں۔

جذبے ان لوگوں میں دیکھا جاتا ہے جو آپ کو بہت تفصیل سے بتاسکتے ہیں کہ وہ کون بننا چاہتے ہیں اور ان کی کامیابی کیسی ہو گی۔ وہ آپ کو خاص طور پر یہ بھی بتاسکتے ہیں کہ وہ اسے کب حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا آپ کو اس طرح کی کامیابیوں کے بوجھ کے بارے میں جائز اور مخلص خدشات بیان کر سکتے ہیں۔ وہ آپ کو وہ تمام چیزیں بتاسکتے ہیں جو وہ کرنے جا رہے ہیں، یا یہاں تک کہ شروع بھی کر چکے ہیں، لیکن وہ آپ کو اپنی ترقی نہیں دکھاسکتے ہیں۔ کیونکہ شاذ و نادر ہی کوئی ہوتا ہے۔

کوئی کس طرح مصروف ہو سکتا ہے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتا؟ ٹھیک ہے، یہ جنون پیراڈو کس سے ہے۔ اگر پاگل پن کی تعریف یہ ہے کہ ایک ہی چیز کو بار بار آزمانا اور مختلف نتائج کی توقع کرنا، توجذبہ ذہنی معذوری کی ایک شکل ہے۔

جان بوجھ کر ہمارے سب سے اہم علمی افعال کو کم کرنا۔ پس منظر میں فضلہ اکثر خوفناک ہوتا ہے۔ ہماری زندگی کے بہترین سال اسغال کے خلاف گھونٹنے والے ٹائروں کی ایک جوڑی کی طرح جل گئے۔

کتنے، خدا ان پر رحم کرے، پر جوش ہیں۔ جیسا کہ متعدد گلہریاں، پرندے، ڈبے، کمبیل اور کھلوں نے آپ کو بتاسکتے ہیں، وہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس میں سے زیادہ تر حاصل نہیں کرتے ہیں۔ ایک کھلتے کو اس سب میں ایک فائدہ ہے: ایک عمدہ مختصر مدتی یادداشت جو فضول اور نفاق کے ابھرتے ہوئے احساس کو دور رکھتی ہے۔ دوسری طرف، ہم انسانوں کے لئے حقیقت، ان وہموں کے بارے میں حساس ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے جن کے تحت ہم کام کرتے ہیں۔ آخر کار یہ دراندازی کرے گا۔ انسان کو ہماری چڑھائی میں جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مقصد اور حقیقت پسندی ہے۔ مقصد، آپ کہہ سکتے ہیں، سرحدوں کے ساتھ جذبہ کی طرح ہے۔ حقیقت پسندی لا تعلقی اور نقطہ نظر ہے۔

جب ہم جوان ہوتے ہیں، یا جب ہمارا مقصد جوان ہوتا ہے، تو ہم اتنی شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ جوانی میں ہمارے ہار موذکی طرح جوش سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ کہ اسے آہستہ آہستہ لینا غلط لگتا ہے۔ یہ صرف ہماری بے صبری ہے۔ یہ ہماری یہ دیکھنے میں ناکامی ہے کہ خود کو جلانے یا خود کو دھماکے سے اڑانے سے سفر میں جلدی نہیں ہو گی۔

جذبہ ہے تقریباً۔ (میں اس کے بارے میں بہت پر جوش ہوں۔) مقصد یہ ہے کہ کو اور کے لئے (مجھے کرنا چاہئے۔ مجھے یہاں پورا کرنے کے لئے رکھا گیا تھا۔ میں برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں

اس کی خاطر۔) دراصل، مقصد اس پر زور دیتا ہے میں۔ مقصد اپنے آپ کو پیش کرنے

کے بجائے اپنے آپ سے باہر کسی چیز کا تعاقب کرنے کے بارے میں ہے۔

مقصد سے زیادہ ہمیں حقیقت پسندی کی بھی ضرورت ہے۔ ہم کہاں سے شروع کریں؟ سب سے پہلے ہم کیا کریں؟ ہم اس وقت کیا کریں؟ ہمیں کیسے یقین ہے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ ہمیں آگے بڑھا رہا ہے؟ ہم اپنے آپ کو کس چیز کے خلاف معیار بنارہے ہیں؟

جیسا کہ گوئٹے نے ایک بار کہا تھا، "بڑے جذبات امید کے بغیر بیماریاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دانستہ، با مقصد شخص ایک مختلف سطح پر کام کرتا ہے، بغیر کسی بیماری یا بیماری سے۔ وہ پیشہ و را فراد کی خدمات حاصل کرتے ہیں اور انہیں استعمال کرتے ہیں۔ وہ سوال پوچھتے ہیں، وہ پوچھتے ہیں کہ کیا غلط ہو سکتا ہے، وہ مثالیں مانگتے ہیں۔ وہ ہنگامی حالات کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ پھر وہ دوڑ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر وہ چھوٹے اقدامات کے ساتھ شروع کرتے ہیں، انہیں مکمل کرتے ہیں، اور اس بارے میں رائے تلاش کرتے ہیں کہ اگلا سیٹ کس طرح بہتر ہو سکتا ہے۔

وہ فوائد حاصل کرتے ہیں، اور پھر جیسے جیسے وہ جاتے ہیں بہتر ہو جاتے ہیں، اکثر ان فوائد کو ریاضی کے بجائے تیزی سے بڑھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

کیا کسی کو حیران کرنے کے لیے ملک بھر میں پرواز کرنے، یا آدھی رات کو چار ہزار الفاظ پر مشتمل ای میلز بھجنے کے مقابلے میں ایک ٹکر اکابریقہ کم دلچسپ ہے؟ بلکل۔ کیا یہ اپنے کریڈٹ کارڈ کو زیادہ سے زیادہ کرنے سے کم گلیسرس اور بولڈ ہے کیونکہ آپ اپنے آپ پر یقین رکھتے ہیں؟ بالکل۔ یہی معاملہ اسپریڈ شیڈس، میٹنگز، ٹرپس، فون کالز، سافٹ ویر، ٹولز اور انٹرنیشنل سسٹمز کا بھی

ہے۔

ان کے بارے میں اور مشہور لوگوں کے معمولات کے بارے میں لکھے گئے ہر مضمون۔ جذبہ فنکشن پر فارم ہے۔ مقصد فنکشن، فنکشن، فنکشن ہے۔

جو اہم کام آپ کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے آپ کے غور و فکر اور غور و فکر کی ضرورت ہو گی۔ جذبہ نہیں۔ Not naïveté.

یہ بہت بہتر ہو گا اگر آپ آگے جو کچھ ہونے والا ہے اس سے خوفزدہ ہوں۔ اس کی وسعت سے عاجز ہوں اور اس کی پرواہ کیے بغیر اسے دیکھنے کے لئے پر عزم ہوں۔ شوقیہ افراد کے لئے جوش چھوڑ دیں۔ اس کے بارے میں بتائیں کہ آپ کو کیا کرنا اور کہنا چاہئے، نہ کہ آپ کس چیز کی پرواہ کرتے ہیں اور کیا بننا چاہتے ہیں۔ سفارت کاروں کے لیے ٹیلیر نڈ کامپیگرام یاد رکھیں، "سرٹاٹ، پاس ٹروپ ڈی زیل" ("سب سے بڑھ کر، بہت زیادہ جوش نہیں")۔ تب تم بڑے بڑے کام کرو گے۔ تب آپ اپنے بوڑھے، نیک نیت، لیکن غیر موثر خود بننا چھوڑ دیں گے۔

کیوس کی حکمت عملی پر عمل کریں

عظیم لوگوں نے تقریباً ہمیشہ اپنے آپ کو اطاعت کے لئے تیار دکھایا ہے جیسا کہ وہ بعد میں حکم دینے کے قابل ثابت ہوئے ہیں۔

-لارڈ موہن

I آرٹ اور سائنس کے رومن نظام میں، ایک تصور موجود تھا جس کے لئے ہمارے پاس صرف جزوی اینالاگ ہے۔ کامیاب تاجر، سیاست دان یا امیر پلے بوائے متعدد مصنفین، مفکرین، فناکاروں اور اداکاروں کو سب سڈی دیتے تھے۔ صرف فن پاروں کی تیاری کے لئے ادائیگی کرنے سے زیادہ، ان فناکاروں نے تحفظ، خوارک اور تھائیف کے بدالے میں

متعدد کام انجام دیئے۔ ان میں سے ایک کردار ایک نسیم بولو کا تھا جس کا لفظی مطلب ہے "وہ جو راستہ صاف کرتا ہے۔" روم میں جہاں کہیں بھی سفر کرتے تھے، ان کے سامنے ایک نسیم بولو آگے بڑھتا تھا، راستہ بناتا تھا، پیغامات پہنچاتا تھا، اور عام طور پر سرپرست کی زندگی کو آسان بنادیتا تھا۔

مشہور اپیگر امٹ مارشل نے کئی سالوں تک اس کردار کو نبھایا، ایک وقت تک سرپرست میلا کے ماتحت خدمات انجام دیں، جو ایک امیر تاجر اور اسٹوک فلسفی اور سیاسی مشیر سینیکا کے بھائی تھے۔ ایک امیر خاندان کے بغیر پیدا ہونے والے، مارشل نے پیٹلیس نامی ایک اور تاجر کے ماتحت بھی خدمات انجام دیں۔ ایک نوجوان مصنف کی حیثیت سے، انہوں نے اپنے دن کا زیادہ تر وقت ایک امیر سرپرست کے گھر سے دوسرے گھر کا سفر کرنے، خدمات فراہم کرنے، ان کے احترام کی ادائیگی، اور بد لے میں چھوٹی چھوٹی ٹوکن ادا یگیوں اور احسانات وصول کرنے میں گزارا۔

یہاں مسئلہ ہے: ہم میں سے زیادہ تر اپنی انٹرنشپ اور انٹری لیوں پوزیشنوں (یا بعد میں، پبلشرز یا بس یا کلام نہیں) کے ساتھ، مارشل کو اس کے ہر منٹ سے بالکل نفرت تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ اسے یقین تھا کہ اس نظام نے کسی نہ کسی طرح اسے غلام بنادیا ہے۔ کسی ملک کی طرح زندگی بسر کرنے کی خواہش رکھتے تھے، ان سرپرستوں کی طرح جن کی وہ خدمت کرتے تھے، مارشل پیسہ اور ایک ایسی جائیداد چاہتے تھے جو اس کی اپنی ہو۔ وہاں، انہوں نے خواب دیکھا، وہ آخر کار امن اور آزادی کے ساتھ اپنے کام تیار کر سکتے ہیں۔ تیجتنا، ان کی تحریریں اکثر روم کی بالائی تہہ کے بارے میں نفرت اور تنخی کے ساتھ گھسٹی ہیں، جس سے ان کا خیال تھا کہ انہیں بے رحمی سے ایک طرف دھکیل دیا گیا تھا۔

اپنے تمام ترغیب کے باوجود، مارشل جو نہیں دیکھ سکتا تھا وہ یہ تھا کہ یہ معاشرے کے لئے ایک بیرونی شخص کی حیثیت سے اس کی منفرد حیثیت تھی جس نے اسے رومی ثقافت کے بارے میں اتنی دلچسپ بصیرت دی کہ یہ آج تک زندہ ہے۔ اس طرح کے نظام سے پریشان ہونے کے بجائے، کیا ہو گا اگر وہ اس سے نہیں میں کامیاب ہو جاتا؟ کیا ہوتا اگر وہ ان موقع کی تعریف کر سکتا تھا جو اس نے پیش کیے تھے؟ نہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کے بجائے وہ اسے اندر سے کھا گیا ہے۔

یہ ایک عام روایہ ہے جو نسلوں اور معاشروں سے بالاتر ہے۔ غصے سے بھرے، بے عزت ذہین شخص کو وہ کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جو اسے پسند نہیں ہے، ان لوگوں کے لیے جن کا وہ احترام نہیں کرتی، جیسا کہ وہ دنیا میں اپنا راستہ بناتی ہے۔ وہ مجھے اس طرح گھومنے پر مجبور کرنے کی ہمت کیسے کر سکتے ہیں! نا انصافی! افضلہ!

ہم اسے حالیہ مقدمات میں دیکھتے ہیں جس میں انظر ان اپنے آجروں پر تھواہ کے لئے مقدمہ کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بچے اپنے والدین کے ساتھ گھر پر رہنے کے لئے زیادہ تیار ہیں بجائے اس کے کہ وہ کسی ایسی چیز کے تابع ہوں جس کے لئے وہ کام کرنے کے لئے "حد سے زیادہ اہل" ہیں۔ ہم اسے اپنی شرائط پر کسی اور سے ملنے میں ناکامی کے طور پر دیکھتے ہیں، ممکنہ طور پر کئی قدم آگے بڑھانے کے لئے ایک قدم پچھے ہٹنے سے انکار کرتے ہیں۔ میں انہیں اپنے اوپر ایک بھی حملہ نہیں کرنے دوں گا۔ اس کے بجائے ہم دونوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

کسی اور کی "خدمت" کرنے کی مبینہ بے عزتی پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے۔

کیونکہ حقیقت میں، نہ صرف تربیت یافتہ مادل دنیا کی تاریخ کے کچھ عظیم ترین آرٹ کے لئے ذمہ دار ہے۔ مانیکل انجلو سے لیونارڈو ڈا ونچی سے لے کر بینجن فرینکلن تک ہر ایک کو اس طرح کے نظام کو چلانے پر مجبور کیا گیا ہے۔ لیکن اگر آپ بڑی بات بننے جا رہے ہیں تو آپ سوچتے ہیں کہ آپ بننے جا

رہے ہیں، کیا یہ ایک معمولی عارضی جبر نہیں ہے؟

جب کسی کو اپنی پہلی ملازمت ملتی ہے یا کسی نئی تنظیم میں شمولیت اختیار ہوتی ہے تو، اسے اکثر یہ مشورہ دیا جاتا ہے: دوسرے لوگوں کو اچھاد کھائیں اور آپ اچھا کام کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنا سر نیچے رکھیں اور اپنے بارے کی خدمت کریں۔ فطری طور پر، یہ وہ نہیں ہے جو بچہ اس عہدے کے لئے دوسرے تمام بچوں پر منتخب کیا گیا تھا۔ یہ وہ نہیں ہے جو ہارورڈ گریجویٹ توقع کرتا ہے۔ آخر کار، انہوں نے اس مبینہ بے عزتی سے بچنے کے لئے یہ ڈگری حاصل کی۔

آئیے اسے چاروں طرف پلٹ دیں تاکہ یہ اتنا گھٹیانہ لگے: یہ گدھے کو بوسہ دینے کے بارے میں نہیں ہے۔

یہ کسی کو اچھاد کھانے کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ مدد فراہم کرنے کے بارے میں ہے تاکہ دوسرے اچھے ہو سکیں۔ مشورہ کے لئے بہتر الفاظ یہ ہیں: دوسرے لوگوں کو پینٹ کرنے کے لئے کینوں تلاش کریں۔ ایک ٹیکمیر بلو بنیں۔ اپنے اوپر کے لوگوں کے لئے راستہ صاف کریں اور آخر کار آپ اپنے لئے ایک راستہ بنائیں گے۔

جب آپ ابھی شروع کر رہے ہیں، تو ہم کچھ بنیادی حقائق کے بارے میں یقین کر سکتے ہیں:

1) آپ تقریباً اتنے اچھے یا اہم نہیں ہیں جتنا آپ سوچتے ہیں کہ آپ ہیں۔ 2) آپ کارویہ ایسا ہے جس کو از سر نو ترتیب دینے کی ضرورت ہے؛ 3) آپ کے خیال میں جو کچھ آپ جانتے ہیں یا جو کچھ آپ نے کتابوں یا اسکول میں سیکھا ہے اس میں سے زیادہ تر پرانی یا غلط ہے۔

اپنے نظام سے باہر کام کرنے کا ایک شاندار طریقہ ہے: اپنے آپ کو ان لوگوں اور تنظیموں سے منسلک کریں جو پہلے ہی کامیاب ہیں اور آپ کی شناخت کو ان میں ختم کرتے ہیں اور دونوں بیک وقت آگے بڑھتے ہیں۔ اپنی عظمت کی پیروی کرنا یقینی طور پر زیادہ دلکش ہے۔ اگرچہ شاید ہی اتنا موثر ہو۔ سجدہ ہی آگے بڑھنے کا راستہ ہے۔

یہ اس رویے کا دوسرا اثر ہے: یہ آپ کے کیریئر میں ایک اہم وقت پر آپ کی اناکوم کرتا ہے، آپ کو دوسروں کے وژن اور ترقی میں رکاوٹ کے بغیر ہر ممکن چیز کو جذب کرنے دیتا ہے۔ کوئی چاپلوسی کی حمایت نہیں کر رہا ہے۔ اس کے بجائے، یہ دیکھنے کے بارے میں ہے کہ اندر سے کیا ہوتا ہے، اور اپنے علاوہ کسی اور کے لئے موقع تلاش کرنا ہے۔

یاد رکھیں کہ نئی میبو لو کا مطلب راستے کو صاف کرنا ہے۔ وہ سمت تلاش کرنا جس پر کوئی پہلے سے ہی جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور انہیں پیک کرنے میں مدد کرتا ہے، انہیں اپنی طاقت پر توجہ مرکوز کرنے کے لئے آزاد کرتا ہے۔ درحقیقت، چیزوں کو بہتر بنانا بجائے اس کے کہ آپ ہیں۔

بہت سے لوگ بینجمن فرینکلن کے مشہور فرضی خطوط کے بارے میں جانتے ہیں جو سائلینس ڈوگ ووڈ جیسے ناموں سے لکھے گئے تھے۔ وہ سوچتے ہیں کہ وہ کتنا ذہین نوجوان تھا، اور سب سے زیادہ متاثر کن حصہ مکمل طور پر بھول جاتا ہے: فرینکلن نے ان خطوط کو لکھا، انہیں پرنٹ شاپ کے دروازے کے نیچے سلاہیڈ کر کے جمع کرایا، اور اپنی زندگی کے بہت بعد تک ان کے لئے بالکل کوئی کریڈٹ حاصل نہیں کیا۔ درحقیقت، یہ ان کا بھائی تھا، مالک، جس نے ان کی بے پناہ مقبولیت سے فائدہ اٹھایا، انہیں باقاعدگی سے اپنے اخبار کے پہلے صفحے پر چلاتے تھے۔ فرینکلن یہ طویل کھیل کھیل رہے تھے، تاہم یہ سیکھ رہے تھے کہ رائے عامہ کس طرح کام کرتی ہے، جس چیز پر وہ یقین رکھتے ہیں، اس کے بارے میں آگاہی پیدا کر رہے تھے، اپنے انداز، لمحہ اور ذہانت کو تیار کر رہے تھے۔ یہ

ایک ایسی حکمت عملی تھی جسے انہوں نے اپنے کیریئر کے دوران بار بار استعمال کیا۔ یہاں تک کہ ایک بار اپنے حریف کے اخبار میں شائع کرنے کے لئے بھی تاکہ کسی تیسرے حریف کو کمزور کیا جاسکے۔ کیونکہ فرینکلن نے دوسرے لوگوں کو اچھاد کھانے اور انہیں اپنے خیالات کا کریڈٹ لینے میں مسلسل فائدہ دیکھا۔

نیوانگلینڈ پیٹریاٹس کے چار بار سپر باول جتنے والے ہیڈ کوچ بل سلیچک نے اس کام کے ایک حصے سے محبت اور مہارت حاصل کر کے این ایف ایل کی صفوں میں اپنی جگہ بنائی جسے اس وقت کوچ ناپسند کرتے تھے: فلم کا تجزیہ کرنا۔ بالٹی مور کو لٹس کے لئے پیشہ و رانہ فٹ بال میں ان کی پہلی ملازمت وہ تھی جو انہوں نے رضا کارانہ طور پر بغیر تنواہ کے لینے کے لئے لی تھی۔ اور ان کی بصیرت، جس نے کھیل کے لئے گولہ بارود اور اہم حکمت عملی فراہم کی تھی، خاص طور پر زیادہ سینئر کوچوں سے منسوب کی گئی تھی۔

انہوں نے اس کام پر کامیابی حاصل کی جسے گھمبیر کام سمجھا جاتا تھا، اس کا مطالبہ کیا اور اس میں بہترین بننے کی کوشش کی جس کے بارے میں دوسروں کا خیال تھا کہ وہ بہت اچھے ہیں۔ ایک کوچ کا کہنا تھا کہ 'وہ ایک اس فن کی طرح تھا، جو سب کچھ اندر لے جا رہا تھا اور سب کچھ سن رہا تھا۔' تم نے اسے ایک ذمہ داری سونپی اور وہ ایک کمرے میں غائب ہو گیا اور تم نے اسے نہیں دیکھا۔

جب تک یہ نہیں ہو گیا، اور پھر وہ مزید کام کرنا چاہتا تھا، "ایک اور نے کہا۔ جیسا کہ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں، سیلیچک کو بہت جلد تجوہ ملنا شروع ہو گئی۔

اس سے پہلے، ایک نوجوان ہائی اسکول کھلاڑی کی حیثیت سے، وہ کھیل کے بارے میں اتنا بخبر تھا کہ وہ کھیل کھیلتے ہوئے بھی ایک قسم کے اسٹینٹ کوچ کے طور پر کام کرتا تھا۔ سیلیچک کے والد، جو خود نیوی کے اسٹینٹ فٹ بال کوچ تھے، نے انہیں فٹ بال کی سیاست میں ایک اہم سبق سکھایا: اگر وہ اپنے کوچ کو رائے دینا چاہتے ہیں یا کسی فیصلے پر سوال اٹھانا چاہتے ہیں تو، انہیں نجی طور پر اور خود ساختہ طور پر ایسا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کے سینئر کو ناراض نہ کیا جاسکے۔ انہوں نے سیکھا کہ کسی کو ڈرائے بغیر یا الگ تھلگ کیے بغیر ابھر تاہو استارہ کیسے بننا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، انہوں نے کیوس کی حکمت عملی میں مہارت حاصل کی تھی۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کتنی آسانی سے حق داری اور برتری کے احساس (انا کے جال) نے ان میں سے کسی ایک کی کامیابیوں کو ناممکن بنادیا ہو گا۔ فرینکلن کو کبھی شائع نہیں کیا جاتا اگر وہ تخلیقی اظہار پر کریڈٹ کو ترجیح دیتے۔ درحقیقت، جب اس کے بھائی کو پتہ چلا تو اس نے حسد اور غصے سے اسے مارا پیٹا۔ سیلیچک اپنے کوچ کو ناراض کر دیتا اور پھر شاید اسے نچ پر بٹھا دیا جاتا اگر اس نے اسے عوامی سطح پر اٹھا لیا ہوتا۔ وہ یقینی طور پر اپنی پہلی نوکری مفت میں نہیں لیتے، اور اگر وہ حیثیت کی پرواہ کرتے تو وہ ہزاروں گھنٹے کی فلم نہیں دیکھتے۔ عظمت عاجزانہ آغاز سے آتی ہے۔ یہ سخت کام سے آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کمرے میں سب سے کم اہم شخص ہیں۔ جب تک کہ آپ نتائج کے ساتھ اسے تبدیل نہیں کرتے ہیں۔

ایک پرانی کہاوت ہے، "تحوڑا کہو، بہت کچھ کرو۔" ہمیں واقعی جو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس کا ایک ورزش اپڈیٹ کریں اور اپنے ابتدائی نقطہ نظر پر لا گو کریں۔ کم رہو، زیادہ کرو۔

تصور کریں کہ اگر آپ سے ملنے والے ہر شخص کے لئے، آپ نے ان کی مدد کرنے کا کوئی طریقہ سوچا، پچھے آپ ان کے لئے کر سکتے ہیں؟ اور آپ نے اسے اس طرح سے دیکھا جس سے آپ کو نہیں بلکہ ان کو مکمل فائدہ ہوا۔ وقت کے ساتھ اس کا مجموعی اثر گہرا ہو گا؛ آپ متنوع مسائل کو حل کر کے بہت کچھ سیکھیں گے۔ آپ ناگزیر ہونے کے لئے ایک ساکھ تیار کریں گے۔ آپ کے پاس بے شمار نئے تعلقات ہوں گے۔ آپ کو سڑک پر بلانے کے لئے احسانات کا ایک بہت بڑا بینک ملے گا۔

کینوس کی حکمت عملی اسی کے بارے میں ہے۔ دوسروں کی مدد کر کے اپنے آپ کی مدد کرنا۔ طویل مدتی ادا بیگی کے لئے اپنی قلیل مدتی تسلیم کی تجارت کرنے کے لئے ایک مربوط کوشش کرنا۔ جبکہ ہر کوئی کریڈٹ حاصل کرنا چاہتا ہے اور "احترام" حاصل کرنا چاہتا ہے، آپ کریڈٹ بھول سکتے ہیں۔ آپ اسے اتنی مشکل سے بھول سکتے ہیں کہ جب آپ کے بجائے دوسروں کو یہ مل جاتا ہے تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ آخر کار یہ آپ کا مقصد تھا۔ دوسروں کو ان کا کریڈٹ ادھار لینے دیں، جبکہ آپ موخر کرتے ہیں اور اصل پر سود کماتے ہیں۔

اس کی حکمت عملی کا حصہ سب سے مشکل ہے۔ مارشل کی طرح کڑوا ہونا آسان ہے۔ یہاں تک کہ غلامی کے خیال سے بھی نفرت کرنا۔ ان لوگوں سے نفرت کرنا جن کے پاس زیادہ وسائل ہیں، زیادہ

تجربہ، یا آپ سے زیادہ حیثیت۔ اپنے آپ کو یہ بتانا کہ ہر سینڈ آپ کا کام کرنے، یا اپنے آپ پر کام کرنے میں خرچ نہیں ہوا، آپ کے تحفے کا ضیاء ہے۔ اصرار کرنے کے لئے، مجھے اس طرح نیچا نہیں دکھایا جائے گا۔

ایک بار جب ہم اس جذباتی اور مغرور جذبے سے لڑتے ہیں تو، کیوس کی حکمت عملی آسان ہے۔ تکرار میں لامتناہی ہیں۔

- شاید یہ آپ کے باس کو سونپنے کے لئے خیالات کے ساتھ آ رہا ہے۔ ایک دوسرے سے تعارف کرانے کے لیے لوگوں، مفکرین، آنے والوں کو تلاش کریں۔ نئی چنگاریاں پیدا کرنے کے لئے تاروں کو پار کریں۔
 - وہ تلاش کریں جو کوئی اور نہیں کرنا چاہتا ہے اور اسے کریں۔
 - نااہلیوں اور فضلے اور بے قاعدگیوں کو تلاش کریں۔ نئے علاقوں کے لئے وسائل کو آزاد کرنے کے لئے لیک اور پیچ کی نشاندہی کریں۔
 - دوسروں سے زیادہ پیدا کریں اور اپنے خیالات کو دور کریں

دوسرے لفظوں میں، ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے کے موقع تلاش کریں، تعاون کے لئے آٹھ لیٹس اور لوگوں کو تلاش کریں، اور ان رکاوٹوں کو ختم کریں جو ان کی ترقی اور توجہ میں رکاوٹ ہیں۔ یہ ایک فائدہ مند اور لا محدود اسکیل ایبل پاور حکمت عملی ہے۔ ہر ایک کو تعلقات اور اپنی ترقی میں سرمایہ کاری سمجھیں۔

کیوس کی حکمت عملی کسی بھی وقت آپ کے لئے موجود ہے۔ اس پر بھی کوئی میعاد ختم ہونے کی

تاریخ نہیں ہے۔ یہ ان چند میں سے ایک ہے جس کی عمر محدود نہیں ہے۔ دونوں طرف، جوان یا بوڑھا۔ آپ کسی بھی وقت شروع کر سکتے ہیں۔ ملازمت حاصل کرنے سے پہلے، ملازمت حاصل کرنے سے پہلے اور جب آپ کچھ اور کر رہے ہیں، یا اگر آپ کچھ نیا شروع کر رہے ہیں یا مضبوط اتحادیوں یا حمایت کے بغیر کسی تنظیم کے اندر اپنے آپ کو تلاش کر سکتے ہیں۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اسے کرنے سے روکنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، یہاں تک کہ ایک بار جب آپ اپنے منصوبوں کی سربراہی کرنے کے لئے گرجویٹ ہو گئے ہیں۔ اسے قدرتی اور مستقل بننے دیں۔ دوسروں کو آپ پر اس کا اطلاق کرنے دیں جب آپ اسے اپنے اوپر کے لوگوں پر لاگو کرنے میں بہت مصروف ہیں۔

کیونکہ اگر آپ ایک بار اس مینٹل کو اٹھاتے ہیں تو، آپ دیکھیں گے کہ زیادہ تر لوگوں کی انا نہیں تعریف کرنے سے روکتی ہے: جو شخص راستہ صاف کرتا ہے وہ بالآخر اس کی سمت کو کنٹرول کرتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کیوں سپینٹنگ کو شکل دیتا ہے۔

اپنے آپ کو قابو میں رکھیں

میں نے مشاہدہ کیا ہے کہ جن لوگوں نے سب سے زیادہ نتائج حاصل کیے ہیں وہ وہ ہیں جو "جسم کے نیچے رہتے ہیں"۔ وہ لوگ ہیں جو کبھی پر جوش نہیں ہوتے ہیں یا خود پر قابو نہیں کھوتے ہیں، لیکن ہمیشہ پر سکون، خود مختار، صبر اور شاستر ہوتے ہیں۔

- بکریٰ واشنگٹن

P جیکی رابنسن کو ایک نوجوان کے طور پر جاننے والے لوگوں نے شاید یہ پیش گوئی نہیں کی ہو گی وہ ایک دن اسے میجر میں پہلا سیاہ فام کھلاڑی بنتے دیکھیں گے۔

لیگ بیس بال۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ باصلاحیت نہیں تھا، یا یہ کہ بالآخر سفید بیس بال کو ضم کرنے کا خیال

ناقابل فہم تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے تحمل اور شاشتگی کے لئے بالکل نہیں جانا جاتا تھا۔

ایک نوجوان کے طور پر، رابنسن دوستوں کے ایک چھوٹے سے گروہ کے ساتھ بھاگتا تھا جو باقاعدگی سے مقامی پولیس کے ساتھ پریشانی میں پایا جاتا تھا۔ اس نے ایک ساتھی طالب علم کو جو نیز کانچ پکنک میں گالی کا استعمال کرنے پر لڑائی کرنے کا چیلنج دیا۔ باسکٹ بال کے ایک کھیل میں، اس نے خفیہ طور پر ایک سخت فاؤل کرنے والے سفید فام حریف کو گیند سے اتنی طاقت سے مارا کہ بچہ ہر جگہ خون بہہ گیا۔ انہیں ایک سے زیادہ بار پولیس کے ساتھ بحث کرنے اور چیلنج کرنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا، جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ ان کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کیا گیا تھا۔

یوسی ایل اے میں داخل ہونے سے پہلے، انہوں نے ایک سفید فام شخص سے لڑنے کے لئے جیل میں رات گزاری (اور ایک افسر نے اس پر بندوق کھینچی) جس نے اس کے دوستوں کی توبین کی تھی۔ نسل پرستی کے خلاف مظاہروں کو بھڑکانے کی افواہوں کے علاوہ، جیکی رابنسن نے 1944 میں کیمپ ہڈ میں ایک فوجی افسر کی حیثیت سے اپنے کیریئر کو موثر طریقے سے ختم کر دیا جب ایک بس ڈرائیور نے انہیں بیس بسوں میں الگ تھلک کرنے سے منع قوانین کے باوجود پچھے بیٹھنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ ڈرائیور پر بحث اور لعنت کر کے اور پھر جھگڑے کے بعد اپنے کمانڈنگ افسر کو براہ راست چیلنج کر کے، جیکی نے واقعات کا ایک سلسلہ شروع کیا جس کی وجہ سے کورٹ مارشل ہوا۔ بری ہونے کے باوجود انہیں کچھ ہی دیر بعد ڈسچارج کر دیا گیا۔

یہ صرف قابل فہم اور انسانی نہیں ہے کہ اس نے ایسا کیا۔ یہ شاید صحیح کام تھا۔ وہ کسی اور کو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی اجازت کیوں دے؟ کسی کو بھی اس کے لئے کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوائے کبھی کبھار وہ ایسا کرتے ہیں۔ کیا ایسے اهداف نہیں ہیں جو اتنے اہم ہیں کہ ہم ان کو حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی برداشت کریں؟

جب بروکلین ڈو جرز کے مینیجر اور مالک برانچ ریکی نے جیکی کو بیس بال میں ممکنہ طور پر پہلا سیاہ فام کھلاڑی بننے کے لئے تلاش کیا تو اس کا ایک سوال تھا: کیا آپ میں ہمت ہے؟ ریکی نے اس سے کہا، "میں ایک ایسے گیند باز کی تلاش کر رہا ہوں جس میں ہمت ہو کہ وہ مقابلہ نہ کرے۔ در حقیقت، اپنی مشہور ملاقات میں، ریکی نے رو بنسن کو اس بد سلوکی کا سامنا کرنا پڑا اگر وہ ریکی کا چیلنج قبول کرتا ہے: ایک ہو ٹل کلر کے اسے کمرہ دینے سے انکار کر دیا، ایک ریستوراں میں ایک بد تمیز ویٹر، ایک مخالف گالیاں دے رہا تھا۔ رابنسن نے اسے یقین دلایا کہ وہ اس سے نہیں کے لئے تیار ہے۔ بہت سارے کھلاڑی تھے جن کے ساتھ ریکی جاسکتے تھے۔ لیکن اسے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو اس کی اناکوبڑی تصویر دیکھنے سے نہ روکے۔

جیسے ہی انہوں نے بیس بال کے فارم سسٹم میں شروعات کی، پھر پیشہ و را فراد میں، رابنسن کو سروس اسٹاف یا خاموش کھلاڑیوں کی طرف سے صرف ہلکی چکلی باتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بد نام کرنے، بونے، اکسانے، منجد کرنے، حملہ کرنے، زخمی کرنے یا یہاں تک کہ قتل کرنے کی ایک جارحانہ، مربوط مہم چلائی گئی۔ اپنے کیریئر میں انہیں 72 سے زائد پچوں کا نشانہ بنایا گیا، تقریباً ان کھلاڑیوں نے ان کے اچیلیں ٹینڈن کو باہر نکال لیا جنہوں نے ان پر حملہ کیا، اور اس میں ان کا لون کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا جن سے انہیں دھوکہ دیا گیا اور کھیل کے وقفہ ان کے حق میں نہیں تھے۔ اس کے باوجود جیکی رابنسن نے ریکی کے ساتھ اپنے غیر تحریری معاهدے کو برقرار رکھا، کبھی بھی دھماکہ خیز غصے میں نہیں ڈالا۔ چاہے وہ اس کے مستحق ہی کیوں نہ ہوں۔ در حقیقت لیگ میں نو سالوں میں انہوں نے کبھی کسی دوسرے کھلاڑی کو اپنی مٹھی سے نہیں مارا۔

اپنے تھلیٹس آج ہمارے لئے خراب اور ہاتھ ہیڈ لگتے ہیں، لیکن ہمیں اس بات کا کوئی اندازہ نہیں ہے کہ اس وقت لیگر کسی تھیں۔ 1956 میں، کھلیل کی تاریخ میں سب سے زیادہ قابل احترام اور قابل احترام کھلاڑیوں میں سے ایک، ٹیڈ و لیمز کو ایک بار اپنے مداحوں پر تھوکتے ہوئے کپڑا گیا تھا۔ ایک سفید فام کھلاڑی کی حیثیت سے وہ نہ صرف اس سے بچ سکتے تھے، انہوں نے بعد میں نامہ نگاروں کو بتایا، "میں نے جو کچھ کیا اس پر مجھے تھوڑا سا افسوس نہیں ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہا تھا اور میں ایک بار پھر انہی لوگوں پر تھوک دوں گا جنہوں نے آج مجھے گالیاں دیں۔ مجھے تھوکنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ ایک سیاہ فام کھلاڑی کے لئے، اس طرح کارویہ نہ صرف ناقابل تصور ہوتا بلکہ سمجھ سے بالاتر ہوتا۔ رابنسن کے پاس ایسی کوئی آزادی نہیں تھی۔ اس سے نہ صرف اس کا کیریئر ختم ہو جاتا، بلکہ ایک نسل کے لئے اس کے عظیم تجربے کو پچھے چھوڑ دیا جاتا۔

جیکی کے راستے نے انہیں اپنی انا اور کسی نہ کسی لحاظ سے ایک انسان کی حیثیت سے انصاف اور حقوق کے اپنے بنیادی احساس کو بالائے طاق رکھنے کا مطالبہ کیا۔ اپنے کیریئر کے آغاز میں، فلاڈ یلفیا فلیز کے مینیجر، بین چیپمین، ایک کھلیل کے دوران اپنے طرز میں خاص طور پر سفا کا نہ تھے۔ "وہ جنگلوں میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں، سیاہ فام لڑ کا!" اس نے بار بار چیخ کر کہا۔ "ہم آپ کو یہاں نہیں دیکھنا چاہتے۔ نہ صرف جیکی نے کوئی جواب نہیں دیا، جیسا کہ اس نے بعد میں لکھا، "ان سفید فام بیٹوں میں سے ایک کو کپڑا نہ چاہتا تھا۔

ایک ماہ بعد وہ چیپمین کے ساتھ دوستانہ تصویر کھینچنے پر راضی ہو گیا تاکہ اس شخص کی نوکری بچانے میں مدد مل سکے۔

چھونے کا خیال، اس طرح کے گدھے کے ساتھ کھڑے ہونے کا خیال، یہاں تک کہ ساٹھ سال تک، پیٹ کو تقریباً بدل دیتا ہے۔ رابنسن نے اسے سب سے مشکل کاموں میں سے ایک قرار دیا، لیکن وہ ایسا کرنے کے لئے تیار تھا کیونکہ یہ ایک بڑے منصوبے کا حصہ تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ کچھ قوتیں اسے تباہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ بیس بال میں کیا چاہتا تھا اور کیا کرنا چاہتا تھا، یہ واضح تھا کہ اسے ایسا کرنے کے لئے کیا برداشت کرنا پڑے گا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، لیکن اس نے کیا۔

ہمارا اپناراستہ، جو بھی ہم چاہتے ہیں، کسی نہ کسی طرح اس بات سے متعین ہو جائے گا کہ ہم کس حد تک فضول بالوں سے نمٹنے کے لیے تیار ہیں۔ رابنسن کے مقابلے میں ہماری ذلت کم ہو جائے گی، لیکن یہ پھر بھی مشکل ہو گا۔ اب بھی اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گا۔

لڑاکا باس رٹن کبھی کبھی اڑائی سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر لفظ آر لکھتا ہے۔ لفظ زنگ کے لئے، جس کا مطلب ڈچ زبان میں "آرام" ہوتا ہے۔ غصہ کرنا، جذباتی ہونا، تحمل کھونا انگوٹھی میں ناکامی کی ایک ترکیب ہے۔ جیسا کہ جان اسٹین بیک نے ایک بار اپنے ایڈیٹر کو لکھا تھا، "آپ مایوسی سے پناہ کے طور پر غصہ نہیں کھو سکتے۔ آپ کی انا آپ پر کوئی احسان نہیں کرے گی، چاہے آپ کسی پبلشر کے ساتھ جدوجہد کر رہے ہوں، ناقرین کے ساتھ، دشمنوں کے ساتھ، یا ایک جابر باس کے ساتھ۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ نہیں سمجھتے ہیں یا آپ بہتر جانتے ہیں۔ اس کے لئے ابھی بہت جلد بازی ہے۔ یہ بہت جلدی ہے۔

کیا آپ کالج گئے تھے؟ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا آپ کی ہے۔ لیکن یہ آئسوی لگیگ تھی؟

ٹھیک ہے، لوگ اب بھی آپ کے ساتھ برا سلوک کرنے جا رہے ہیں، اور وہ اب بھی آپ پر چینیں گے۔ آپ کے پاس ایک ملین ڈالر یا انعامات سے بھری دیوار ہے؟ اس کا مطلب اس نئے میدان میں کچھ بھی نہیں ہے جس سے آپ نمٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کتنے باصلاحیت ہیں، آپ کے رابطے کتنے عظیم ہیں، آپ کے پاس کتنا پیسہ ہے۔ جب آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ بڑا اور اہم اور معنی خیز۔ تو آپ کو بے حسی سے لے کر مکمل طور پر تخریب کاری تک کے علاج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس پر بھروسہ کریں۔ اس منظر نامے میں، انا اس کے بالکل بر عکس ہے جس کی ضرورت ہے۔ کون اس بات کا متحمل ہو سکتا ہے کہ آپ جذبات کی زد میں آجائیں، یا یہ یقین کریں کہ آپ انسانیت کے لئے خدا کا تحفہ ہیں، یا کسی بھی چیز کو برداشت کرنے کے لئے بہت اہم ہیں جو آپ کو پسند نہیں ہے؟

جن لوگوں نے اپنی اناکو زیر کیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کو نیچا نہیں دکھاتا ہے جب دوسرے آپ کے ساتھ برابر تاو کرتے ہیں۔ یہ انہیں نیچا دکھاتا ہے۔

آگے بڑھیں گے: ہلکی ہلکی باتیں۔ بر طرفیاں۔ چھوٹی سی بکواس تم ہو۔ یک طرفہ سمجھوتے۔ آپ پر چینیں گے۔ آپ کو پردے کے پچھے کام کرنا پڑے گا تاکہ جو آسان ہونا چاہئے تھا اسے بچایا جاسکے۔ یہ سب آپ کو غصہ دلائے گا۔ یہ ہو جائے گا

آپ کو واپس لٹرنا چاہتے ہیں۔ اس سے آپ یہ کہنا چاہیں گے کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ میں اس سے زیادہ کامستحق ہوں۔

یقیناً، آپ اسے دوسرے لوگوں کے چہروں پر پھینکنا چاہیں گے۔ اس سے بھی بدتر بات یہ ہے کہ آپ دوسرے لوگوں کے چہروں کو دیکھنا چاہیں گے، ایسے لوگ جو اس احترام، پہچان یا انعام کے مستحق نہیں ہیں جو انہیں مل رہے ہیں۔ در حقیقت، ان لوگوں کو اکثر آپ کے بجائے مراعات میں گی۔ جب کوئی آپ کو اس سنجیدگی کے ساتھ شمار نہیں کرتا جو آپ چاہتے ہیں، تو محرک ان کی اصلاح کرنا ہے۔ (جیسا کہ ہم سب کہنا چاہتے ہیں: کیا تم جانتے ہو میں کون ہوں؟!) آپ انہیں یاد دلانا چاہتے ہیں کہ وہ کیا بھول گئے ہیں۔ آپ کی انا آپ کو اس میں مشغول کرنے کے لئے چنتی ہے۔ اس کے بجائے، آپ کو کچھ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ اسے لے لو۔ بیمار ہونے تک اسے کھائیں۔ اسے برداشت کریں۔

خاموشی سے اسے برش کریں اور سخت محنت کریں۔ کھیل کھیلیں۔ شور کو نظر انداز کریں۔ خدا کی محبت کے لئے، اسے آپ کو بھٹکنے نہ دیں۔ تحمل ایک مشکل ہنر ہے لیکن ایک اہم ہے۔ آپ اکثر لالج میں ہوں گے، شاید آپ پر بھی قابو پالیا جائے گا۔ کوئی بھی اس کے ساتھ کامل نہیں ہے، لیکن ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

یہ زندگی کی ایک لازوں حقيقة ہے کہ آنے والے لوگوں کو جڑوں کی بد سلوکی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ رابنسن اٹھامیں سال کا تھا جب اس نے ڈوجرز کے ساتھ شروعات کی، اور وہ پہلے ہی ایک سیاہ فام شخص اور ایک فوجی دونوں کی حیثیت سے زندگی میں بہت سارے واجبات ادا کر چکا تھا۔ اس کے باوجود، اسے دوبارہ ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ زندگی کی ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ نئے ٹینکٹ کو باقاعدگی سے یاد کیا جاتا ہے، اور یہاں تک کہ جب تسلیم کیا جاتا ہے، تو اکثر اس کی تعریف

نہیں کی جاتی ہے۔ وجہات ہمیشہ مختلف ہوتی ہیں، لیکن یہ سفر کا ایک حصہ ہے۔ لیکن آپ اس نظام کو اس وقت تک تبدیل کرنے کے قابل نہیں ہیں جب تک کہ آپ اسے بنانہ لیں۔ اس دوران، آپ کو اسے اپنے مقاصد کے مطابق بنانے کا کوئی طریقہ تلاش کرنا ہو گا۔ چاہے وہ مقاصد مناسب طریقے سے ترقی کرنے، دوسروں سے سیکھنے، اپنی بنیاد بنانے اور اپنے آپ کو قائم کرنے کے لئے صرف اضافی وقت ہو۔

جیسے ہی رابنسن کامیاب ہوا، جب اس نے خود کو روکی آف دی ایز اور ایم وی پی کے طور پر ثابت کیا، اور چونکہ ڈوجرز پر اس کی جگہ یقینی تھی، لہذا اس نے ایک کھلاڑی اور ایک مرد کے طور پر اپنے آپ کو اور اپنی حدود کو زیادہ واضح طور پر ثابت کرنا شروع کر دیا۔ اپنی جگہ بنانے کے بعد، انہوں نے محسوس کیا کہ وہ امپائر کے ساتھ بحث کر سکتے ہیں، اگر انہیں کسی کھلاڑی کو واپس لانے یا پیغام بھیجنے کی ضرورت ہو تو وہ اپنا کندھا پھینک سکتے ہیں۔

رابنسن چاہے کتنا ہی پر اعتماد اور مشہور کیوں نہ ہو، وہ کبھی بھی مذاہوں پر تھوکتے نہیں تھے۔ انہوں نے کبھی ایسا کچھ نہیں کیا جس سے ان کی وراثت کو نقصان پہنچے۔ پہلے دن سے لے کر آخر تک کلاس ایکٹ، جیکی رابنسن جوش سے خالی نہیں تھے۔ ہم سب کی طرح اس میں بھی غصہ اور مایوسی تھی۔ لیکن اسے جلد ہی معلوم ہو گیا تھا کہ جس تنگ رسی پروہ چل رہا تھا وہ صرف تحمل کو برداشت کرے گا اور اس میں ان کے لئے کوئی معافی نہیں ہے۔

ایمانداری سے، بہت سے راستے ایسا نہیں کرتے ہیں۔

اپنے سر سے باہر نکلو

جو شخص ہر وقت سوچتا رہتا ہے اس کے پاس سوچنے کے سوا اچھے نہیں ہوتا، اس لیے وہ حقیقت سے رابطہ کھو دیتا ہے اور وہم کی دنیا میں رہتا ہے۔

- ایلن واٹس

یہ ہولڈن کو فائدہ ہے، جو میں ہیٹن کی سڑکوں پر چل رہا ہے، جو دنیا کے ساتھ ایدھ جست ہونے کے لئے جدوجہد کر رہا ہے۔ یہ لاس انجلس میں ایک نوجوان آر تور و بانڈینی ہے، ایک مشہور مصنف بننے کی کوشش کرتے ہوئے ہر اس شخص کو الگ تھلک کر دیتا ہے جس سے وہ ملتا ہے۔ یہ 1950 کی دہائی میں نیو اور لیز میں نیلے رنگ کا خون بنکس بولنگ ہے، جو زندگی کی "روز مرہ"

زندگی" سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ان تمام افسانوی کرداروں میں کچھ مشترک تھا: وہ اپنے سر سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔
جے ڈی سالنگر کی کتاب دی سینچر ان دی رائی میں ہولڈن اسکول میں نہیں رہ سکتے، بڑے ہونے
سے خوفزدہ ہیں، اور ان سب سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ جان فانٹے کی آسک دی ڈسٹ (بینڈنی
کوارٹیٹ کے نام سے مشہور ایک سیریز کا حصہ) میں، یہ نوجوان مصنف اس زندگی کا تجربہ نہیں کرتا
جو وہ جی رہا ہے، وہ یہ سب "ٹائپ رائٹر میں ایک صفحے پر" دیکھتا ہے، یہ سوچتا ہے کہ کیا اس کی زندگی
کا تقریباً ہر سینڈ ایک نظم، ایک ڈرامہ، ایک کہانی، ایک خبر ہے جس میں اس کے مرکزی کردار کے
طور پر شامل ہے۔ واکر پرسی کی فلمز' دی موسوی گورا میں ان کا مرکزی کردار بنکس فلمیں دیکھنے کا عادی
ہے اور اسکرین پر زندگی کے ایک مثالی ورزش کو ترجیح دیتا ہے۔

کسی مصنف کو اس کے کام کی بنیاد پر نفسیاتی شکل دینا ہمیشہ خطرناک ہوتا ہے، لیکن یہ مشہور سوانح
حیاتی ناول ہیں۔ جب ہم مصنفین کی زندگیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو حقائق واضح ہو جاتے ہیں: جے ڈی
سالنجر واقعی ایک قسم کے خود ساختہ جنون اور ناچنگلی کا شکار تھے جس نے دنیا کو اتنا زیادہ بنادیا کہ وہ
برداشت نہیں کر سکتے تھے، جس نے انہیں انسانی رابطے سے دور کر دیا اور ان کی ذہانت کو مفلوج کر
دیا۔ جان فانٹے نے اپنے کیریئر کے پیشتر حصے میں اپنی بے پناہ انا اور عدم تحفظ کو نسبتاً گمنامی کے ساتھ
ملانے کے لئے جدوجہد کی، آخر کار گالف کورس اور ہالی ووڈ بار کے لئے اپنے ناولوں کو چھوڑ دیا۔
صرف موت کے قریب، ذیا بیٹس کے ساتھ ناپینا، آخر کار وہ دوبارہ سنگین ہونے کے قابل ہو گیا۔ دی

وَاكِرْپُرْسِی کی پہلی کتاب فلم ساز صرف اس وقت آئی تھی جب اس نے اپنی نو عمری اور وجودی بھراں پر قابو پالیا تھا، جو اس کی چالیس ویں دہائی تک خطرناک حد تک جاری رہا تھا۔

یہ لکھاری کتنا بہتر ہو سکتے تھے اگر وہ پہلے ہی ان پریشانیوں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتے؟ ان کی زندگی کتنی آسان ہوتی؟ یہ ایک فوری سوال ہے جو انہوں نے اپنے محتاط کرداروں کے ساتھ اپنے قارئین پر ڈال دیا۔

کیونکہ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ خصوصیت، کسی کے سر سے باہر نکلنے میں ناکامی، صرف افسانے تک محدود نہیں ہے۔ چوبیس سو سال پہلے افلاطون نے اس قسم کے لوگوں کے بارے میں بات کی تھی جو "اپنے خیالات پر جشن منانے" کے مجرم ہیں۔ اس وقت بھی بظاہر یہ بات کافی عام تھی کہ ایسے لوگوں کو تلاش کیا جاتا تھا جو "یہ جاننے کے بجائے کہ ان کی مرضی کی کوئی چیز اصل میں کیسے آسکتی ہے، [وہ] اسے پاس کر دیتے ہیں، تاکہ جو کچھ ممکن ہے اس کے بارے میں تھکا دینے والی بحث سے بچا جاسکے۔ وہ یہ فرض کرتے ہیں کہ وہ جو چاہتے ہیں وہ دستیاب ہے اور بقیہ کا انتظام کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں، جب ان کے پاس جو کچھ وہ چاہتے ہیں اس کے بارے میں سوچنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں، اس طرح ان کی سست رو حیں اور بھی لذیذ ہو جاتی ہیں۔ حقیقی لوگ حقیقی حقیقت کے بجائے پر جوش فلشن میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

خانہ جنگی کے جزل جارج میک کلیلن اس آرکیٹائزپ کی بہترین مثال ہیں۔ اسے یونین افواج کی کمان کرنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا کیونکہ اس نے ایک عظیم جرنیل کی تمام بکسوں کی جانب پڑتاں کی تھی: ویسٹ پوائنٹ گریجویٹ، جنگ میں ثابت، تاریخ کا طالب علم، شاہی صلاحیت کا طالب علم، اپنے آدمیوں سے محبت کرتا تھا۔

نااہل اور خود ساختہ رہنماؤں کے بھیڑ بھاڑ والے میدان میں بھی وہ ممکنہ طور پر یونین کے بدترین

جزل کیوں بن گئے؟ کیونکہ وہ کبھی بھی اپنے سر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ایک عظیم فوج کے سربراہ کے طور پر دیکھنے کے اپنے تصور سے محبت کرتا تھا۔ وہ ایک پیشہ ور کی طرح جنگ کے لئے ایک فوج تیار کر سکتا تھا، لیکن جب کسی کو جنگ میں لے جانے کی بات آتی ہے، جب رہڑ کو سڑک سے ملنے کی ضرورت ہوتی ہے تو پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

وہ مضخلہ خیز طور پر قائل ہو گیا کہ دشمن بڑا اور بڑا ہو رہا ہے (ایسا نہیں تھا۔ ایک موقع پر اسے اصل میں تین گناہ کردہ ہوا تھا)۔ وہ اپنے سیاسی حلفوں کی طرف سے مسلسل دھمکیوں اور سازشوں کے قائل تھے (کوئی نہیں تھا)۔ انہیں یقین تھا کہ جنگ جیتنے کا واحد راستہ کامل منصوبہ بندی اور واحد فیصلہ کن مہم ہے (وہ غلط تھے)۔ وہ اس سب کا اتنا قائل تھا کہ وہ مخدود ہو گیا اور بنیادی طور پر کچھ نہیں کیا۔ ایک وقت میں مہینوں کے لئے۔

میک کلیین مسلسل اپنے بارے میں سوچ رہا تھا اور وہ کتنا شاندار کام کر رہا تھا۔ خود کو ان فتوحات کے لئے مبارک باد دے رہا تھا جو ابھی تک نہیں جیتی گئی تھیں، اور زیادہ تر، خوفناک شکستوں سے انہوں نے اس مقصد کو بچایا تھا۔ جب کسی نے بھی، بشمول ان کے سینئرز نے، اس تسلی بخش افسانے پر سوال اٹھایا، تو اس نے ایک پاگل، گمراہ کن، بے ہودہ اور خود غرض گدھے کی طرح رد عمل ظاہر کیا۔
بدات خود یہ ناقابل برداشت ہے، لیکن اس کا مطلب ہے

ایک اور چیز: ان کی شخصیت نے وہ کام کرنا ناممکن بنا دیا جو انہیں سب سے زیادہ کرنے کی ضرورت تھی
—جنگیں جیتنا۔

ایک مورخ جس نے اینٹیٹام میں میک گلیل کے ماتحت لڑائی لڑی، نے بعد میں اس کا خلاصہ کیا: "اس کی تکبر بہت بڑی ہے۔ اس کے لئے کوئی دوسرا الفاظ نہیں ہے۔ ہم یہ سوچتے ہیں کہ ان اعتماد کے برابر ہے، جو ہمیں انچارج ہونے کی ضرورت ہے۔ در حقیقت، اس کے بر عکس اثر ہو سکتا ہے۔ میک گلیل کے معاملے میں اس نے اسے قیادت کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا۔ اس نے اسے یہ سوچنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا کہ اسے عمل کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

بار بار ملنے والے موقع مضمکہ خیز ہوتے اگر وہ ہزاروں اور ہزاروں جانیں ضائع نہ کرتے۔

صورت حال اس حقیقت سے بھی بدتر ہو گئی کہ دو پرہیز گار، پر سکون جنوبی باشندے لی اور اسٹوں وال جیکسن جو پہل کرنے کے شوق میں تھے، کم تعداد اور کم وسائل کے ساتھ انہیں شرمندہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب رہنماء پنے ہی سر میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔

ناول نگار این لاموت نے اس انکی کہانی کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔ وہ نوجوان لکھاریوں کو متتبہ کرتی ہیں کہ اگر آپ محتاط نہیں رہے تو اسٹیشن کے ایف کے ڈی آپ کے سر میں چوبیس گھنٹے بغیر کسی روک ٹوک کے اسٹیریو میں کھلیے گا۔

آپ کے اندر ونی کان میں دائیں اسپیکر سے باہر خود اعتمادی کالا مناہی سلسلہ آئے گا، ابنی خصوصیت کی تلاوت ہو گی، کہ انسان کتنا زیادہ کھلا اور باصلاحیت اور ذہین ہے اور جانتے والا، غلط فہمی اور عاجز ہے۔ بائیں بولنے والے میں سے خود سے نفرت کے ریپ گانے ہوں

گے، ان تمام چیزوں کی فہرستیں ہوں گی جو وہ اچھی طرح سے نہیں کرتا، ان تمام غلطیوں کی فہرستیں جو اس نے آج اور پوری زندگی میں کی ہیں، شک، یہ دعویٰ کہ جو کچھ بھی کوئی چھوتا ہے وہ گندگی میں بدل جاتا ہے، کہ وہ تعلقات کو اچھی طرح سے نہیں کرتا، یہ کہ وہ ہر طرح سے دھوکہ باز ہے، بے لوث محبت سے قاصر، کہ کسی کے پاس کوئی قابلیت یا بصیرت نہیں تھی، اور ہر طرف۔

کوئی بھی، خاص طور پر پر جوش لوگ، اس روایت کا شکار ہو سکتے ہیں، چاہے وہ اچھا ہو یا برا۔ کسی بھی نوجوان، پر عزم شخص (یا صرف کوئی ایسا شخص جس کی خواہش جوان ہے) کے لئے ان کے خیالات اور احساسات سے پر جوش اور بہہ جانا فطری ہے۔

خاص طور پر ایک ایسی دنیا میں جو ہمیں "ذاتی برانڈ" رکھنے اور فروغ دینے کے لئے کہتا ہے۔ ہمیں اپنے کام اور اپنی صلاحیتوں کو فروخت کرنے کے لئے کہانیاں بتانے کی ضرورت ہوتی ہے، اور کافی وقت کے بعد، بھول جاتے ہیں کہ وہ لائن کہاں ہے جو ہمارے افسانوں کو حقیقت سے الگ کرتی ہے۔

آخر کاریہ معذوری ہمیں مفلوج کر دے گی۔ یا یہ ہمارے اور ان معلومات کے درمیان ایک دیوار بن جائے گا جو ہمیں اپنا کام کرنے کے لئے درکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میک ٹکلیں مسلسل ناقص انٹیلی جنس رپورٹس کی زد میں آتے رہے جن کے بارے میں انہیں معلوم ہونا چاہئے تھا کہ وہ غلط تھے۔ خیال یہ تھا کہ اس کا کام نسبتاً سیدھا تھا، جس کی اسے صرف ضرورت تھی۔

شروع کرنا، کسی ایسے شخص کے لئے بہت آسان اور بہت واضح تھا جس نے اس سب کے بارے میں بہت کچھ سوچا تھا۔

وہ ہم سب سے مختلف نہیں ہے۔ ہم سب پریشانیوں، شکوک و شبہات، کمزوری، درد، اور بعض اوقات پاگلوں کی تھوڑی سی رنگت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم اس معاملے میں نوجوانوں کی طرح ہیں۔ جیسا کہ ماہر نفسیات ڈیوڈ ایلکنڈ نے مشہور تحقیق کی ہے، جوانی کو ایک ایسے رجحان سے نشان زد کیا جاتا ہے جسے اب "خیالی سامعین" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ذرا ایک تیرہ سالہ بچے کو اس قدر شرمندہ سمجھیں کہ وہ ایک ہفتہ کی کلاس سے محروم ہو جاتا ہے، ثابت بات یہ ہے کہ پورا اسکول کسی چھوٹے سے واقعہ کے بارے میں سوچ رہا ہے اور گڑگڑا رہا ہے جس پر حقیقت میں شاید ہی کسی نے دھیان دیا ہو۔ یا ایک نو عمر کی جوہر صحیح آئینے کے سامنے تین گھنٹے گزارتی ہے، جیسے وہ استیج پر جانے والی ہو۔ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ ان کی ہر حرکت کو باقی دنیا پوری توجہ سے دیکھ رہی ہے۔

یہاں تک کہ بالغوں کے طور پر، ہم سڑک پر بے ضرر چھل قدمی کے دوران اس تصور کے لئے حساس ہیں۔ ہم کچھ ہیڈ فون پلگ ان کرتے ہیں اور اچانک ایک ساؤنڈ ٹریک ہوتا ہے۔ ہم اپنی جیکٹ کا کالر پلٹتے ہیں اور مختصر طور پر غور کرتے ہیں کہ ہمیں کتنا ٹھنڈا نظر آنا چاہئے۔ ہم اس کامیاب ملاقات کو دوبارہ پیش کرتے ہیں جس کی طرف ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ جب ہم گزرتے ہیں تو بھیڑ میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم بے خوف جنگجو ہیں، چوٹی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

یہ افتتاحی کریڈٹ موٹیاج ہے۔ یہ ایک ناول کا منظر ہے۔ یہ اچھا لگتا ہے۔ شک اور خوف اور معمول کے احساسات سے کہیں زیادہ بہتر۔ اور لہذا ہم اپنے ارد گرد کی دنیا میں حصہ لینے کے بجائے اپنے سروں کے اندر پھنسے رہتے ہیں۔

یہ اتنا ہے بیٹا۔

کامیاب لوگ جو کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ فینسی کی اس طرح کی پروازوں کو روکا جائے۔ وہ ان فتنوں کو نظر انداز کرتے ہیں جو انہیں اہم محسوس کر سکتے ہیں یا ان کے نقطہ نظر کو کمزور کر سکتے ہیں۔ جزل جارج سی مارشل، جو بنیادی طور پر میک ٹلیین کے مخالف تھے، اگرچہ وہ کچھ نسلوں کے فاصلے پر ایک ہی پوزیشن پر تھے۔ مور خین اور دوستوں کی درخواستوں کے باوجود دوسری جنگ عظیم کے دوران ڈائری رکھنے سے انکار کر دیا۔ اسے خدشہ تھا کہ یہ اس کے پر سکون، عکاسی کرنے والے وقت کو ایک طرح کی کارکردگی اور خود فربی میں تبدیل کر دے گا۔ تاکہ وہ اپنی ساکھ اور مستقبل کے قارئین کی فکر کی وجہ سے مشکل فیصلوں کا دوسرا اندازہ لگ سکے اور ان کی سوچ کو اس بنیاد پر خراب کر سکے کہ وہ کس طرح نظر آئیں گے۔

ہم سبھی دماغ کے ان جنونوں کا شکار ہیں۔ چاہے ہم ٹیکنا لو جی اسٹارٹ اپ چلاتے ہیں یا کار پوریٹ درجہ بندی کی صفوں تک پہنچنے کے لئے کام کر رہے ہیں یا محبت میں پاگل ہو گئے ہیں۔ ہم جتنے زیادہ تخلیقی ہوتے ہیں، اتنا ہی آسان ہوتا ہے کہ ہم اپنی رہنمائی کرنے والے تحریڈ کو کھو دیں۔ ہمارا تصور۔ بہت سے معنوں میں ایک اثاثہ۔ خطرناک ہوتا ہے جب یہ جنگلی ہو جاتا ہے۔ ہمیں اپنے تصورات پر قابو پانا ہو گا۔ بصورت دیگر، جوش و خروش میں گم، کیسے ہو سکتا ہے

ہم مستقبل کی درست پیش گوئی کرتے ہیں یا واقعات کی تشریح کرتے ہیں؟ ہم کیسے بھوکے اور بیدار رہ سکتے ہیں؟ ہم موجودہ لمحے کی قدر کیسے کر سکتے ہیں؟ ہم عملیت کے دائرے میں تخلیقی کیسے ہو سکتے ہیں؟

واضح طور پر اور فی الحال زندہ رہنے کے لئے ہمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ خلاصہ کی دھنڈ میں نہ رہیں، ٹھوس اور حقیقی کے ساتھ رہیں، چاہے۔ خاص طور پر اگر۔ یہ تکلیف دہ ہو۔ اپنے ارد گرد جو کچھ ہو رہا ہے اس کا حصہ بنیں۔ اس پر جشن منائیں، اس کے لئے ایڈ جسٹ کریں۔ پرفارم کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ ہمارے ارد گرد جو کچھ بھی ہے اس میں صرف کام کرنا ہے اور سبق سیکھنا ہے۔

ابتدائی غرور کا خطرہ

ایک قابل فخر شخص ہمیشہ چیزوں اور لوگوں کو نیچا دیکھتا ہے؛ اور، ظاہر ہے، جب تک آپ نیچے دیکھ رہے ہیں، آپ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے جو آپ سے اوپر ہے۔

سی ایس لوئس

A
اٹھارہ سال کی عمر میں ایک فاتح بنجمن فرینسلن بوستن کا دورہ کرنے کے لیے واپس آئے۔
شہر جہاں سے وہ سات ماہ پہلے بھاگ گئے تھے۔ غرور اور خود اعتمادی سے بھرا ہوا
اطمینان کی بات یہ تھی کہ اس کے پاس ایک نیاسوٹ، ایک گھڑی اور سکوں کی ایک جیب تھی جسے
اس نے پھیلا�ا اور اپنے بڑے بھائی سمیت ہر ایک کو دکھایا، جسے وہ خاص طور پر ممتاز کرنا چاہتا تھا۔

یہ سب کچھ ایک ایسے لڑکے نے کیا جو فلاڈیفیا میں ایک پرنٹ شاپ میں ملازم سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔

شہر کی سب سے زیادہ قابل احترام شخصیات میں سے ایک اور ایک سابق مخالف، کاٹن ماٹھر کے ساتھ ایک ملاقات میں، فرینکلن نے فوری طور پر وضاحت کی کہ ان کی نوجوان اناکتنی مضحكہ خیز ہو گئی تھی۔ ایک دالان سے گزرتے ہوئے ماٹھر کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے ماٹھر نے اچانک اسے نصیحت کی، "اسٹوپ! جھک جاؤ!" اپنی کار کردگی میں بہت زیادہ پھنسنے ہوئے فرینکلن چھٹ کی پچلی بیم میں چلے گئے۔ ماٹھر کا جواب بالکل درست تھا: "آپ کو ہمیشہ اپنے سر کو اتنا اونچانہ رکھنے کے لئے ایک احتیاط ہونی چاہئے،" انہوں نے مضحكہ خیز انداز میں کہا۔ اسٹوپ، نوجوان، جب آپ اس دنیا سے گزر رہے ہیں تو یونچے جھک جائیں گے اور آپ کو بہت سی سخت تھپکیاں یاد آئیں گی۔

مسیحیوں کا مانا ہے کہ غرور ایک گناہ ہے کیونکہ یہ ایک جھوٹ ہے۔ یہ لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہیں، کہ وہ خدا کے بنائے ہوئے سے بہتر ہیں۔ غرور تکبر کی طرف لے جاتا ہے اور پھر عاجزی اور اپنے ساتھی آدمی کے ساتھ تعلق سے دور ہو جاتا ہے۔

اس میں حکمت کو دیکھنے کے لئے آپ کو مسیحی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو یہ سمجھنے کے لئے صرف اپنے کیریئر کے بارے میں پرواہ کرنے کی ضرورت ہے کہ فخر۔ یہاں تک کہ حقیقی کامیابیوں میں بھی۔ ایک توجہ ہٹانے والا اور پریشان کرنے والا ہے۔

"جن کو دیوتا تباہ کرنا چاہتے ہیں،" سیرل کونولی مشہور کہتے ہیں، "وہ سب سے پہلے امید افزائتے ہیں۔ اس سے پچیس سو سال پہلے، شاعر

تھیو گنس نے اپنے دوست کو لکھا، "سب سے پہلی چیز، کرنوس، جسے دیوتا ایک ایسے شخص کو عطا کرتے ہیں جسے وہ ختم کر دیتے ہیں، غرور ہے۔ پھر بھی ہم جان بوجہ کر اس چادر کو اٹھاتے ہیں! غرور اس آلہ کو کمزور کر دیتا ہے جسے ہمیں کامیاب ہونے کے لئے درکار ہے: ہمارا دماغ۔ سکھنے کی ہماری صلاحیت، خود کو ڈھالنے، چکدار ہونے، تعلقات استوار کرنے کی صلاحیت، یہ سب فخر سے کم ہے۔ سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ یہ یا تو زندگی کے ابتدائی دنوں میں یا اس عمل میں ہوتا ہے۔ جب ہم ابتدائی تکبر سے بھر جاتے ہیں۔ صرف بعد میں آپ کو احساس ہوتا ہے کہ سر پر یہ جھٹکا اس خطرے سے کم سے کم تھا۔

فخر ایک معمولی کامیابی لیتا ہے اور اسے ایک بڑی کامیابی کی طرح محسوس کرتا ہے۔ یہ ہماری چالاکی اور ذہانت پر مسکراتا ہے، گویا ہم نے جو کچھ دکھایا ہے وہ صرف اس بات کا اشارہ ہے کہ کیا ہونا چاہئے۔ شروع سے ہی، یہ مالک اور حقیقت کے درمیان ایک خلیج پیدا کرتا ہے، اور اس کے تصورات کو اتنی بار کی سے تبدیل نہیں کرتا ہے کہ کوئی چیز کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ یہ وہ مضبوط آراء ہیں، جو صرف حقیقت یا کامیابی کی بنیاد پر محفوظ ہیں، جو ہمیں گمراہی یا اس سے بھی بدتر کی طرف لے جاتی ہیں۔

غور اور اناکہتے ہیں:

- میں ایک کاروباری شخص ہوں کیونکہ میں نے اپنے طور پر کام کیا
- ہے۔ میں جتنا جارہا ہوں کیونکہ میں فی الحال برتری میں ہوں۔ میں ایک مصنف ہوں کیونکہ میں نے کچھ شائع کیا ہے۔
- میں امیر ہوں کیونکہ میں نے کچھ پیسہ کمایا ہے۔

میں خاص ہوں کیونکہ مجھے منتخب کیا گیا تھا۔

•
میں اہم ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ مجھے ہونا چاہئے۔

کسی نہ کسی وقت، ہم سب اس طرح کے اطمینان بخش لیبل بنانے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کے باوجود ہر ثقافت اس کے خلاف احتیاط کے الفاظ پیدا کرتی نظر آتی ہے۔ اپنی مرغیوں کی افزائش سے پہلے ان کی گنتی نہ کریں۔ مچھلی پکڑنے سے پہلے چٹنی نہ پاکیں۔ خرگوش کو پکانے کا طریقہ سب سے پہلے خرگوش کو پکڑنا ہے۔ لفظوں سے ذبح کیے جانے والے کھلیل کی کھال نہیں اتاری جاسکتی۔ اپنے وزن سے زیادہ پیچ کرنے سے آپ زخمی ہو جاتے ہیں۔ غرور زوال سے پہلے چلا جاتا ہے۔

آئیے اس رویے کو کیا کہتے ہیں: دھو کہ دھی۔ اگر آپ کام کر رہے ہیں اور وقت لگا رہے ہیں تو، آپ کو دھو کہ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی، آپ کو ضرورت سے زیادہ معاوضہ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

غرور ایک ماہر تجاوز کرنے والا ہے۔ جان ڈی راک فیلر، ایک نوجوان کے طور پر، اپنے آپ کے ساتھ رات بھر بات چیت کی مشق کرتے تھے۔ "کیونکہ آپ نے شروعات کر دی ہے،" وہ اونچی آواز میں کہتے یا اپنی ڈائری میں لکھتے، "آپ کو لگتا ہے کہ آپ کافی تاجر ہیں۔ باہر دیکھو ورنہ تم اپنا سر کھودو گے۔ مستحکم رہو۔

اپنے کیریئر کے آغاز میں، اسے کچھ کامیابی ملی تھی۔ اسے اچھی نوکری مل گئی تھی۔ وہ پسیے بچارہا تھا۔ اس کے پاس کچھ سرمایہ کاری تھی۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ ان کے والد شراب کے نشے میں دھت تھے، یہ کوئی چھوٹا کار نامہ نہیں تھا۔ راک فیلر صحیح راستے پر تھا۔

ظاہر ہے، ان کی کامیابیوں اور جس راستے پر وہ آگے بڑھ رہے تھے، ان کے بارے میں ایک طرح کی خود اعتمادی پیدا ہونے لگی۔ مایوسی کے ایک لمحے میں، انہوں نے ایک بار ایک بینک افسر پر چیخ کر کہا جس نے انہیں پسیے دینے سے انکار کر دیا، "ایک دن میں دنیا کا امیر ترین شخص بن جاؤں گا!" آئیے راک فیلر کو شاید دنیا کے واحد شخص کے طور پر شمار کرتے ہیں جو ایسا کہتے ہیں اور پھر دنیا کے امیر ترین شخص بن جاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک درجن سے زیادہ گمراہ گدھے ہیں جنہوں نے بالکل یہی بات کہی اور سچے دل سے اس پر یقین کیا، اور پھر کہیں بھی قریب نہیں آئے کیونکہ ان کا غرور ان کے خلاف کام کرتا تھا، اور دوسرے لوگوں کو بھی ان سے نفرت کرنے پر مجبور کرتا تھا۔

یہ سب کچھ اسی وجہ سے تھا کہ راک فیلر جانتا تھا کہ اسے اپنے آپ پر لگام لگانے اور بھی طور پر اپنی اناکا انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔ رات وہ رات اس نے اپنے آپ سے پوچھا، "کیا تم احمق بن گے؟ کیا آپ اس پسیے کو اپنے اوپر پھونکنے دیں گے؟" (یہ کتنا ہی چھوٹا تھا)۔ "اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔" اس نے اپنے آپ کو نصیحت کی۔ "اپنا توازن مت کھونا۔"

جیسا کہ انہوں نے بعد میں سوچا، "مجھے تکبر کے خطرے کا خوف تھا۔ یہ کتنی افسوسناک بات ہے جب ایک آدمی تھوڑی سی عارضی کامیابی کو اسے خراب کرنے دیتا ہے، اس کے فیصلے کو توڑ دیتا ہے، اور وہ بھول جاتا ہے کہ وہ کیا ہے! اس سے ایک طرح کا دوراندیشی پر مبنی جنون پیدا ہوتا ہے جو نقطہ نظر، حقیقت، سچائی اور ہمارے ارد گرد کی دنیا کو مسح کر دیتا ہے۔ سینٹ ایگزوپیری کی مشہور کہانی میں بچے جیسا چھوٹا شہزادہ بھی یہی مشاہدہ کرتا ہے اور افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ "فضول آدمی تعریف کے سوا کچھ نہیں سنتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسے مترجم کے طور پر رکھنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔"

رائے حاصل کریں، بھوک کو برقرار رکھیں، اور زندگی میں ایک مناسب راستہ چارٹ کریں۔ غرور ان حواس کو کمزور کر دیتا ہے۔ یادو سرے معاملات میں، یہ ہمارے دوسرے منفی حصوں کو جنم دیتا ہے: حساسیت، ظلم و ستم کا کمپلیکس، ہمارے بارے میں سب کچھ بنانے کی صلاحیت۔

جب مشہور فاتح اور جنگجو چنگیز خان نے اپنے بیٹوں اور جرنیلوں کو بعد کی زندگی میں ان کے جانشین بننے کے لئے تیار کیا، تو انہوں نے انہیں بار بار متنبہ کیا، "اگر آپ اپنے غرور کو نگل نہیں سکتے ہیں تو آپ قیادت نہیں کر سکتے ہیں۔ اس نے انہیں بتایا کہ غرور کو دبانا جنگلی شیر سے زیادہ مشکل ہو گا۔ اسے پہاڑ کی تشبیہ پسند تھی۔ وہ کہتے تھے کہ بلند ترین پہاڑوں میں بھی ایسے جانور ہوتے ہیں جو جب اس پر کھڑے ہوتے ہیں تو پہاڑ سے بھی اونچے ہوتے ہیں۔

ہم منفی سوچ کے خلاف، ان لوگوں کے خلاف محتاط رہتے ہیں جو ہماری دعوتوں پر عمل کرنے سے ہماری حوصلہ شکنی کر رہے ہیں یا اپنے لئے ہمارے وزن پر شک کر رہے ہیں۔ یہ یقینی طور پر ہوشیار رہنے کے لئے ایک رکاوٹ ہے، اگرچہ اس سے نہ مٹانا آسان ہے۔ ہم جو چیز کم پیدا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس توثیق اور تسلیم سے کیسے بچایا جائے جو اگر ہم وعدہ ظاہر کرتے ہیں تو جلد ہی ہمارے راستے میں آجائے گا۔ جن چیزوں سے ہم اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھتے وہ لوگ اور چیزیں ہیں جو ہمیں اچھا محسوس کرتی ہیں۔ یا بلکہ، بہت اچھی ہیں۔ ہمیں غرور کے لیے تیار رہنا چاہیے اور اسے جلد ہی مار دینا چاہیے ورنہ ایسا ہو جائے گا۔

جس چیز کی ہم خواہش رکھتے ہیں اسے مار ڈالو۔ ہمیں اس وحشیانہ خود اعتمادی اور خود غرضی سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ فلنیری اوکونر نے ایک بار کہا تھا کہ "خود شناسی کی پہلی پیداوار عاجزی ہے۔ اس طرح ہم اپنے آپ کو جان کرانا سے لڑتے ہیں۔

جب آپ فخر محسوس کرتے ہیں تو سوال یہ ہے: میں اس وقت کیا کھورہا ہوں جو زیادہ عاجز شخص دیکھ سکتا ہے؟ میں کس چیز سے گریز کر رہا ہوں، یا بھاگ رہا ہوں، اپنی چمک دمک، بے چینی اور زینت کے ساتھ؟ اب ان سوالات کو پوچھنا اور ان کا جواب دینا کہیں زیادہ بہتر ہے، کیونکہ داؤ ابھی بھی کم ہے، بجائے اس کے کہ یہ بعد میں ہو گا۔

یہ کہنے کے قابل ہے: صرف اس لئے کہ آپ خاموش ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ فخر کے بغیر ہیں۔ ذاتی طور پر یہ سوچنا کہ آپ دوسروں سے بہتر ہیں اب بھی فخر ہے۔ یہ اب بھی خطرناک ہے۔ موٹیگین نے اپنی حچت کی بیم پر لکھا تھا کہ "جس پر آپ فخر کرتے ہیں وہ آپ کی بر بادی ہو گی۔ یہ ڈراما نگار مینند رکا ایک اقتباس ہے، اور اس کا اختتام "آپ جو اپنے آپ کو کوئی سمجھتے ہیں" پر ہوتا ہے۔

ہم اب بھی کوشش کر رہے ہیں، اور یہ جدوجہد کرنے والے ہیں جو ہمارے ساتھی ہونے چاہئیں، نہ کہ فخر کرنے والے اور کامیاب۔ اس تفہیم کے بغیر، غرور ہمارے خود تصور کو لے جاتا ہے اور اسے ہمارے اسٹیشن کی حقیقت سے متصادم کر دیتا ہے، جو یہ ہے کہ ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا باتی ہے۔ اپنے سر کو مارنے اور ما تھر سے سنبھلنے کے بعد، فرینکلن نے زندگی بھرا پنے غرور کے خلاف لڑتے ہوئے گزاری، کیونکہ وہ بہت کچھ کرنا چاہتا تھا اور سمجھتا تھا کہ غرور اسے بہت مشکل بنادے گا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی دور میں دولت، شہرت، طاقت جیسی حرمت انگلیز کا میا بیوں کے باوجود فرینکلن کو کبھی بھی ان "بد بختیوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا جو ان کے سر کو بہت اونچا رکھنے کی وجہ سے لوگوں پر لائی

جاتی ہیں۔

آخر میں، یہ فخر کو موئخر کرنے کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ آپ ابھی تک اس کے مستحق نہیں ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ "اس پر فخر نہ کریں جو ابھی تک نہیں ہوا ہے۔" یہ زیادہ براہ راست ہے "فخر نہ کرو۔" آپ کے لئے اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔

کام، کام، کام

بہترین منصوبہ صرف اچھے ارادے ہیں جب تک کہ یہ کام میں
تبدلی نہ ہو جائے۔

—پیٹر پر نظر

تصویر ایڈ گردیگیں، اگرچہ رقصوں کی اپنی خوبصورت تاثر پسند پینٹنگز کے لئے مشہور ہیں، انہیں
نے مختصر طور پر شاعری کے ساتھ کھلواڑ کیا۔ ایک ذہین اور تخلیقی کے طور پر
ذہن، عظیم نظموں کی صلاحیت سب کچھ موجود تھی۔ وہ خوبصورتی دیکھ سکتا تھا، وہ الہام حاصل کر
سکتا تھا۔ پھر بھی کوئی عظیم ڈیگیں نظمیں نہیں ہیں۔ ایک مشہور گفتگو ہے جو اس کی وضاحت کر سکتی

ہے۔ ایک دن، ڈیگس نے اپنے دوست، شاعر اسمیفن ملارے سے اپنی لکھنے میں دشواری کے بارے میں شکایت کی۔ "میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں کیا چاہتا ہوں، اور پھر بھی میں خیالات سے بھرا ہوا ہوں۔" ملارے کا جواب ہڈی کوکاٹ دیتا ہے۔ "میرے پیارے ڈیگس، یہ خیالات کے ساتھ نہیں ہے کہ کوئی آیت بناتا ہے۔ یہ الفاظ کے ساتھ ہے۔" یا بلکہ، کام کے ساتھ۔

ایک پیشہ و ر اور ڈیلیٹ کے درمیان فرق وہیں ہوتا ہے۔ جب آپ قبول کرتے ہیں کہ ایک خیال رکھنا کافی نہیں ہے؛ کہ آپ کو اس وقت تک کام کرنا ہو گا جب تک کہ آپ صفحے پر الفاظ میں اپنے تجربے کو موثر طریقے سے دوبارہ تخلیق کرنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ جیسا کہ فلسفی اور مصنف پال ولیری نے 1938 میں وضاحت کی، "ایک شاعر کا کام... شاعرانہ حالت کا تجربہ کرنا نہیں ہے: یہ ایک نجی معاملہ ہے۔ اس کا کام اسے دوسروں میں پیدا کرنا ہے۔ یعنی اس کا کام کام پیدا کرنا ہے۔" ایک کار گیر اور ایک آرٹسٹ دونوں بننا۔ صرف دماغ کی پیداوار کے بجائے محنت اور صنعت کی مصنوعات کو فروغ دینا۔ یہ وجہ ہے جہاں تصریح سڑک اور حقیقی سے ملتی ہے، جہاں ہم کام کرنے کے لئے سوچنے اور بات کرنے کی تجارت کرتے ہیں۔

"آپ جو کچھ ہیں اس پر ساکھ قائم نہیں کر سکتے ہیں۔ جا" ہنری فورڈ نے اسے اس طرح بیان کیا۔ مجسمہ ساز نینا ہولٹن نے ماہر نفسیات میہماں سیکسنزٹ میہماں کی تخلیقی صلاحیتوں کے بارے میں تاریخی مطالعے میں بھی یہی بات کہی تھی۔ "ایک خیال کا یہ جرأتم،" انہوں نے انھیں بتایا، "ایسا مجسمہ نہیں بناتا جو کھڑا ہو۔ وہ بس وہیں بیٹھتا ہے۔ لہذا اگلامر حلہ یقیناً سخت محنت کا ہے۔ سرمایہ کار اور سیر میل انٹر پرینیور میں ہورو و ٹز نے اسے مزید دلوک انداز میں بیان کیا: "مشکل چیز ایک بڑا، بالوں والا، جرات مندانہ ہدف مقرر کرنا نہیں ہے۔ مشکل بات یہ ہے کہ جب آپ بڑے مقصد سے محروم

ہو جاتے ہیں تو لوگوں کو فارغ کر دیتے ہیں۔ دی

مشکل چیز بڑے خواب نہیں ہے۔ مشکل بات یہ ہے کہ آدمی رات کو ٹھنڈے پسینے میں بیدار ہونا جب خواب ڈراؤ نے خواب میں بدل جاتا ہے۔

یقیناً، آپ اسے سمجھ سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہر چیز کو کام کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کام کافی مشکل ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا آپ واقعی سمجھتے ہیں؟ کیا آپ کو کوئی اندازہ ہے کہ وہاں کتنا کام ہونے والا ہے؟ اس وقت تک کام نہ کریں جب تک آپ کو اپنا بڑا اوقفہ نہیں مل جاتا، اس وقت تک کام نہ کریں جب تک کہ آپ اپنا نام نہ بنالیں، بلکہ کام، کام، ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیے کام کریں۔

کیا یہ مہارت حاصل کرنے کے لئے دس ہزار گھنٹے یا بیس ہزار گھنٹے ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی اختتامی زون نہیں ہے۔ ایک نمبر کے بارے میں سوچنا مشرد ط مستقبل میں رہنا ہے۔ ہم صرف بہت سارے گھنٹوں کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ جہاں ہم جانا چاہتے ہیں وہاں تک پہنچنا ذہانت کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ مسلسل کوشش کے بارے میں ہے۔ اگرچہ یہ ایک بہت زیادہ سیکسی خیال نہیں ہے، لیکن یہ ایک حوصلہ افزای ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب ہم سب کی پہنچ میں ہے، بشرطیکہ ہمارے پاس صبر کرنے کے لئے آئین اور عاجزی ہو اور کام کرنے کا حوصلہ ہو۔

اس وقت تک، آپ شاید سمجھ سکتے ہیں کہ ان اس خیال پر کیوں ناراض ہو گی۔

رسائی کے اندر؟! یہ شکایت کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس اب یہ نہیں ہے۔

بالکل ٹھیک ہے۔ تم نہیں کرتے۔ کوئی نہیں کرتا۔

ہماری اندازہ ہتی ہے کہ خیالات اور حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے بارے میں کچھ کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ ہم کانفرنسوں کی منصوبہ بندی اور شرکت یا ممتاز دوستوں کے ساتھ بات

چیت کرنے میں صرف ہونے والے گھنٹوں کو کامیابی کے حساب سے شمار کریں۔ یہ اپنے وقت کے لئے اچھی طرح سے ادا بینگی کرنا چاہتا ہے اور یہ تفریجی چیزیں کرنا چاہتا ہے۔ وہ چیزیں جو توجہ، کریڈٹ، یا جلال حاصل کرتی ہیں۔

یہ حقیقت ہے۔ جہاں ہم اپنی توانائی لگانے کا فیصلہ کرتے ہیں اس کا فیصلہ کرتے ہیں کہ آخر کار ہم کیا حاصل کریں گے۔

ایک نوجوان کے طور پر، بل کلنٹن نے نوٹ کارڈوں کا ایک مجموعہ شروع کیا جس پر وہ دوستوں اور جانے والوں کے نام اور فون نمبر لکھتے تھے جو آخر کار سیاست میں داخل ہونے کے بعد خدمت کے قابل ہو سکتے تھے۔ ہر رات، اس سے پہلے کہ اس کے پاس کوئی وجہ ہو، وہ باکس کو پلٹ دیتا، فون کال کرتا، خطوط لکھتا، یا ان کی بات چیت کے بارے میں نوٹیش شامل کرتا۔ سالوں کے ساتھ، یہ مجموعہ بڑھ کر دس ہزار کارڈ تک پہنچ گیا (اس سے پہلے کہ یہ بالآخر ڈیجیٹلائز کیا گیا تھا)۔ یہی وہ چیز ہے جس نے انہیں اول آفس میں رکھا اور منافع واپس کرنا جاری رکھا۔

یادوں کے بارے میں سوچئے، جو کئی دہائیوں تک اپنے نظریہ ارتقاء پر کام کر رہا تھا، اسے شائع کرنے سے گریز کر رہا تھا کیونکہ یہ ابھی کامل نہیں تھا۔ شاید ہی کسی کو معلوم تھا کہ وہ کس چیز پر کام کر رہا تھا۔ کسی نے نہیں کہا، اسے چارلس، یہ ٹھیک ہے کہ آپ اتنا وقت لے رہے ہیں، کیونکہ آپ جس چیز پر کام کر رہے ہیں وہ بہت اہم ہے۔ وہ نہیں جانتے تھے۔ وہ نہیں جان سکتا تھا۔ وہ صرف یہ جانتا تھا کہ یہ ابھی تک نہیں کیا گیا تھا، یہ بہتر ہو سکتا ہے، اور یہ اسے جاری رکھنے کے لئے کافی تھا۔

تو کیا ہم اکیلے بیٹھ کر اپنے کام کے ساتھ جدوجہد کرتے ہیں؟ وہ کام جو کہیں بھی جاسکتا ہے یا نہیں، یہ حوصلہ شکنی یا تکلیف دہ ہو سکتا ہے؟ کیا ہم کام سے محبت کرتے ہیں، کام کرنے کے لئے روزی کماتے ہیں، اس کے بر عکس نہیں؟ کیا ہم مشق سے محبت کرتے ہیں، جس طرح عظیم کھلاڑی کرتے ہیں؟ یا ہم قلیل مدتی توجہ اور توثیق کا تعاقب کرتے ہیں۔ چاہے وہ خیالات کی لامتناہی تلاش میں مشغول ہو یا صرف بات چیت اور بات چیت کی توجہ ہٹانا ہو؟

(اگر آپ ایسا کرنے جارہے ہیں تو ایسا کریں). *Fac, si facis* ایک اور مناسب لاطینی اظہار ہے: ناٹھیر کیم سپر بیٹ کا کام۔ (کار گیری مواد سے بہتر تھی۔ جو مواد ہمیں جینیاتی، جذباتی، مالی طور پر دیا گیا ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہم شروع کرتے ہیں۔ ہم اسے کنٹرول نہیں کرتے۔ ہم کنٹرول کرتے ہیں کہ ہم اس مواد سے کیا بناتے ہیں، اور کیا ہم اسے ضائع کرتے ہیں۔

ایک نوجوان باسکٹ بال کھلاڑی کی حیثیت سے، بل بریڈ لے خود کو یاددالاتے تھے، "جب آپ پر سکیٹ نہیں کر رہے ہیں تو یاد رکھیں، کوئی کہیں نہ کہیں پر سکیٹ کر رہا ہے، اور جب آپ اس سے ملیں گے تو وہ جیت جائے گا۔ باقبال بھی اسی طرح کی بات اپنے انداز میں کہتی ہے: "مبارک ہیں وہ خادم جن کے آنے پر مالک جاگتا ہے۔" آپ اپنے آپ سے جھوٹ بول سکتے ہیں، یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے وقت لگایا ہے، یا یہ دکھاؤ کر سکتے ہیں کہ آپ کام کر رہے ہیں، لیکن آخر کار کوئی ظاہر ہو گا۔ آپ کو ٹیسٹ کیا جائے گا۔ اور شاید، پتہ چلا۔

چونکہ بریڈ لے ایک آل امر یکن، روڈز اسکالر، پھر نیو یارک نکس کے ساتھ دوبار چیمپیئن اور امریکی سینیٹر بنے، لہذا آپ کو احساس ہوتا ہے کہ اس طرح کی لگن آپ کو جگہ دے گی۔ لہذا ہمیں یہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ محنت کے بغیر کوئی فتح حاصل نہیں ہوتی۔

کیا یہ بہت اچھا نہیں ہو گا اگر کام اتنا ہی آسان ہو جتنا رُگ کھونا اور ذہن کو باہر نکلنے دینا؟ یا اگر آپ اس مینگ میں جاسکتے ہیں اور اپنے سر کے اوپر سے چمک پھینک سکتے ہیں؟ آپ کیوس پر چلتے ہیں، اس پر اپنا پینٹ پھینکتے ہیں، اور جدید آرت ابھرتا ہے، ٹھیک ہے؟ یہ تصور ہے۔ بلکہ، یہ جھوٹ ہے۔

ایک اور مشہور پرانے ٹروپ پرواپس جائیں: جب تک آپ اسے نہیں بناتے تب تک اسے جعلی بنائیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اس طرح کے خیال کو ہماری ضرر رساں بکواس، نیرف دنیا میں بڑھتی ہوئی اہمیت ملی ہے۔ جب ایک ماہر سیلف پر و موڑ سے حقیقی پروڈیوسر کو بتانا مشکل ہوتا ہے تو، یقیناً کچھ لوگ پاساروں کریں گے اور اعتماد کا کھیل کھینے کا انتظام کریں گے۔

اسے بنائیں تاکہ آپ کو اسے جعلی نہ بنانا پڑے۔ یہی وہ کلید ہیں۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایک ڈاکٹر کچھ بھی کم کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ یا ایک چوتھائی پیچھے، یا ایک بیل سوار؟ اس سے بھی بڑھ کر، کیا آپ انہیں چاہیں گے؟ تو آپ اس کے بر عکس کو شش کیوں کریں گے؟

ہر بار جب آپ کام پر بیٹھتے ہیں تو اپنے آپ کو یاد دلائیں: میں ایسا کر کے تسلیم میں تاخیر کر رہا ہوں۔ میں مارش میلو ٹیسٹ پاس کر رہا ہوں۔ میں وہی کمار ہاہوں جس کے لئے میرا عزائم جلتا ہے۔ میں اپنی انا کے بجائے خود پر سرمایہ کاری کر رہا ہوں۔

اپنے آپ کو اس انتخاب کے لئے تھوڑا سا کریڈٹ دیں، لیکن اتنا نہیں، کیونکہ آپ کو ہاتھ میں موجود کام پر واپس جانا ہو گا: مشق کرنا، کام کرنا، بہتری لانا۔

کام اپنے آپ کو ٹریک پر اکیلا پانا ہے جب موسم نے باقی سب کو گھر کے اندر رکھا ہوا ہے۔ کام درد اور گندے پہلے مسودے اور پروٹوٹائپس کے ذریعے آگے بڑھ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو جو کچھ بھی مل رہا ہے اسے نظر انداز کیا جائے، اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آپ کو جو بھی تعریف مل رہی ہے اسے نظر انداز کرنا۔ کیونکہ ابھی کام کرنا باقی ہے۔ کام اچھا نہیں ہونا چاہتا۔ یہ مشکلات کے باوجود ایسا ہی کیا گیا ہے۔

ایک اور پرانا اظہار ہے: آپ ایک مزدور کو ان چیزوں سے جانتے ہیں جو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ چیز ہے۔ اپنی پیشافت کو صحیح طریقے سے جانچنے کے لئے، صرف فرش پر ایک نظر ڈالیں۔

آگے آنے والی ہر چیز کے لئے، انا دشمن ہے...

"یہ ایک عام ثبوت ہے،
یہ پستی نوجوان عزم کی سیڑھی ہے۔"

- شیکسپیر

W ہم جانتے ہیں کہ ہم کہاں ختم کرنا چاہتے ہیں: کامیابی۔ ہم اہمیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دولت اور پہچان اور شہرت بھی اچھی ہے۔ ہم یہ سب چاہتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں یقین نہیں ہے کہ عاجزی ہمیں وہاں پہنچا سکتی ہے۔ جیسا کہ ریور نڈڈا کٹر سیم ویلز

نے کہا ہے، ہمیں ڈر لگتا ہے کہ اگر ہم عاجز ہوں گے، تو ہم "محکوم، محکوم، شرمندہ اور غیر متعلقہ" ہو جائیں گے۔

اپنے کیریئر کے وسط میں، اگر آپ ہمارے ماذل شر میں سے پوچھتے کہ وہ کیسا محسوس کرتے ہیں تو، وہ شاید اپنے آپ کو تقریباً انہی الفاظ میں بیان کرتے۔ اس نے زیادہ پیسہ نہیں کمایا تھا۔ اس نے کوئی بڑی جنگ نہیں جیتی تھی۔ اس نے روشنیوں یا سرخیوں میں اپنानام نہیں دیکھا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت خانہ جنگی سے پہلے انہوں نے یہ سوال اٹھانا شروع کر دیا ہو کہ انہوں نے کس راستے کا انتخاب کیا تھا اور کیا اس پر عمل کرنے والے آخری نمبر پر تھے۔

یہ وہ سوچ ہے جو فاؤ سٹیشن سودے بازی پیدا کرتی ہے جو سب سے صاف عزم کو بے شرم نشے میں بدل دیتی ہے۔ ابتدائی مراحل میں، انعامارضی طور پر مطابقت پذیر ہو سکتی ہے۔ پاگل پن بہادری کی وجہ سے گزر سکتا ہے۔ وہم اعتماد اور جہالت کو ہمت میں بدل سکتے ہیں۔ لیکن یہ صرف اخراجات کو سڑک پر لاتھ مار رہا ہے۔

کیونکہ کسی نے کبھی کسی کی پوری زندگی پر غور کرتے ہوئے یہ نہیں کہا تھا، "یار، وہ شیطانی انا یقینی طور پر اس کے قابل تھی۔

اعتماد کے بارے میں اندر ورنی بحث ریڈ یو کے بانی ایر اگلاس کے ایک مشہور تصور کو ذہن میں لاتی ہے، جسے ذائقہ / ٹینٹ گیپ کہا جاسکتا ہے۔

ہم سب جو تخلیقی کام کرتے ہیں... ہم اس میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اچھا ذائقہ ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے جیسے ایک خلا ہے، کہ پہلے دوسالوں کے لئے جب آپ سامان بنار ہے ہیں، آپ جو بنار ہے ہیں وہ اتنا اچھا نہیں ہے... یہ واقعی ایسا نہیں ہے

عظیم۔ یہ اچھا بننے کی کوشش کر رہا ہے، اس میں اچھا بننے کی خواہش ہے، لیکن یہ اتنا اچھا نہیں ہے۔ لیکن آپ کا ذائقہ - وہ چیز جس نے آپ کو کھلیل میں شامل کیا۔ آپ کا ذائقہ اب بھی قاتل ہے، اور آپ کا ذائقہ اتنا اچھا ہے کہ آپ بتاسکتے ہیں کہ آپ جو کچھ بنارہے ہیں وہ آپ کے لئے ایک طرح کی مایوسی ہے۔

بالکل اسی خلائیں انا تسلی بخش لگ سکتی ہے۔ کون اپنے آپ کو اور اپنے کام کو دیکھنا چاہتا ہے اور یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی پیمائش نہیں ہوتی ہے؟ اور اس طرح یہاں سے ہم اپنا راستہ روک سکتے ہیں۔ سخت سچائیوں کو شخصیت کی طاقت اور جوش و جذبے سے ڈھانپ دیں۔ یہ، ہم ایمانداری سے اپنی خامیوں کا سامنا کر سکتے ہیں اور وقت لگا سکتے ہیں۔ ہم اسے عاجز کر سکتے ہیں، واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ ہم کہاں باصلاحیت ہیں اور ہمیں کہاں بہتری لانے کی ضرورت ہے، اور پھر اس خلا کو پر کرنے کے لئے کام کر سکتے ہیں۔ اور ہم مثبت عادات پر قائم رہ سکتے ہیں جو زندگی بھر رہیں گی۔

اگر شر میں کے زمانے میں ان اپر کشش تھی، تو اس دور میں، ہم لانس آر مسٹر انگ کی طرح ہیں جو 1999 کے ٹورڈی فرانس کے لئے تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم یہ ری بانڈز پر بحث کر رہے ہیں کہ آیا بالکوکلینک میں جانا ہے یا نہیں۔ ہم تکبر اور دھوکہ دہی کے ساتھ فلرٹ کرتے ہیں، اور اس عمل میں ہر قیمت پر جتنے کی اہمیت کو پوری طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ ہر کوئی جو س کر رہا ہے، انا ہم سے کہتی ہے، آپ کو بھی کرنا چاہئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر نہیں شکست دینے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

یقیناً، جو چیز واقعی پر عزم ہے وہ زندگی کا سامنا کرنا اور توجہ ہٹانے کے باوجود پر سکون اعتماد کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ دوسروں کو بیساکھیوں کو کپڑنے دیں۔ حقیقی ہونے کے لئے یہ ایک تنہائی رائی

ہو گی، یہ کہنا کہ "میں کنارے کو ختم نہیں کرنے جا رہا ہوں۔" کہنے کے لئے، "میں خود بننے جا رہا ہوں، اس ذات کا بہترین ورژن۔ میں اس طویل کھیل کے لئے ہوں، چاہے یہ کتنا ہی سفا کانہ کیوں نہ ہو۔ کرنا ہے، نہیں ہونا۔

شر میں کے لیے یہ ان کا انتخاب تھا جس نے انہیں اس وقت کے لیے تیار کیا جب ان کے ملک اور تاریخ کو ان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی اور انہیں ان بڑی ذمہ داریوں کو نبھانے کا موقع ملا جو جلد ہی ان کے راستے میں آئیں۔ اس پر سکون ماحول میں انہوں نے ایک ایسی شخصیت تشکیل دی تھی جو پر عزم لیکن صبر کرنے والی، جدت طراز اور خطرناک ہونے کے بغیر بہادر تھی۔ وہ ایک حقیقی رہنمای تھے۔

آپ کے پاس خود ایسا کرنے کا موقع ہے۔ ایک مختلف کھیل کھیلنا، اپنے مقاصد میں کامل طور پر جرأت مند ہونا۔ کیونکہ اس کے بعد جو کچھ آتا ہے وہ آپ کو ان طریقوں سے آzmanے والا ہے جو آپ سمجھنا شروع نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا میابی کی ایک شریروں بہن ہے۔ اور آپ تجربہ کرنے والے ہیں کہ اس کا کیا مطلب ہے۔



PART II

کامیابی

یہاں ہم ایک ایسے پھاڑکی چوٹی پر ہیں جس پر چڑھنے کے لیے ہم نے سخت مخت کی ہے یا کم از کم وہ چوٹی نظر آ رہی ہے۔ اب ہمیں نئے فتنوں اور مسائل کا سامنا ہے۔ ہم ایک ناقابل معافی ماحول میں تپلی ہو ایں سانس لیتے ہیں۔ کامیابی اتنی عارضی کیوں ہوتی ہے؟ ان اسے مختصر کر دیتی ہے۔ چاہے گراوٹ ڈرامائی ہو یا آہستہ کٹاؤ، یہ ہمیشہ ممکن اور اکثر غیر ضروری ہوتا ہے۔ ہم سیکھنا چھوڑ دیتے ہیں، ہم سننا چھوڑ دیتے ہیں، اور ہم اپنی سمجھ کھو دیتے ہیں کہ کیا ہم ہے۔ ہم اپنے آپ اور مسابقت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ صبر، کھلے ذہن، تنظیم اور مقصد۔ یہ عظیم اسٹیبلائزر ہیں۔ وہ کامیابی اور پہچان کے ساتھ آنے والی ان اور فخر کو متوازن کرتے ہیں۔



TO WHATEVER SUCCESS
YOU HAVE ACHIEVED,
EGO IS THE ENEMY . . .



ہمارے سامنے دو مختلف کردار پیش کیے گئے ہیں؛ ایک، فخر یہ عزائم اور بے ہودہ جوش و خروش کا۔ دوسرا، عاجزی اور مساوی انصاف کا۔ دو مختلف ماذلز، دو مختلف تصاویر، ہمارے سامنے رکھی گئی ہیں، جس کے مطابق ہم اپنے کردار اور طرز عمل کو فیشن کر سکتے ہیں۔ ایک اور خوبصورت اور اپنے رنگ میں چمک رہا ہے۔ دوسرا اپنے خاکے میں زیادہ درست اور زیادہ خوبصورت ہے۔

- ایڈم سمتحہ

Aجنوری 1924 میں ایک کاروباری اجلاس کے دوران، ہاورڈ ہیوز سینٹر، کامیاب موجد اور آلمانیہ، کھڑے ہوئے، پریشان ہوئے، اور اچانک انتقال کر گئے۔

چوالیس سال کی عمر میں دل کا دورہ پڑا۔ ان کا بیٹا، جو صرف اٹھارہ سال کا ایک پر سکون، محفوظ اور پناہ یافتہ لڑکا تھا، کو اس نجی کمپنی کا تین چوتھائی حصہ و راثت میں ملا، جس کے پاس تیل کی کھدائی کے لیے

اہم پیٹنٹ اور لیز تھے، جس کی مالیت تقریباً دس لاکھ ڈالر تھی۔ خاندان کے مختلف ممبروں کو بقیہ حصہ کی وصیت کی گئی تھی۔

تقریباً ناقابل فہم دوراندیش کے ایک اقدام میں، نوجوان ہیوز، جسے بہت سے لوگ ایک خراب چھوٹے لڑکے کے طور پر دیکھتے تھے، نے اپنے رشتہ داروں کو خریدنے اور پوری کمپنی کو خود کنٹرول کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے اعتراضات کے باوجود اوراب بھی قانونی طور پر ایک نابالغ سمجھا جاتا ہے، ہیوز نے اسٹاک خریدنے کے لئے اپنے ذاتی اثاثوں اور کمپنی کے تقریباً تمام فنڈز کا فائدہ اٹھایا، اور ایسا کرتے ہوئے، ایک ایسے کاروبار کی ملکیت کو مستحکم کیا جو اگلی صدی میں اربوں ڈالر کا نقد منافع پیدا کرے گا۔

کاروبار میں بنیادی طور پر صفر تجربہ رکھنے والے ایک نوجوان کے لئے یہ ایک جرات مندانہ قدم تھا۔ اور یہ اسی جرات مندانی کے ساتھ تھا کہ وہ اپنے کیریئر کے دوران تاریخ میں سب سے شرمناک، فضول اور بد دیانت کاروباری ٹریک ریکارڈز میں سے ایک بنائیں گے۔ پس منظر میں دیکھا جائے تو ہیوز سلطنت کی سربراہی میں ان کے سال ایک سرمایہ دارانہ کاروبار سے زیادہ جرائم کی ایک گھناؤنی واردات سے ملتے جلتے ہیں۔

کوئی یہ بحث نہیں کر سکتا کہ ہیوز باصلاحیت، دوراندیش اور ذہین تھا یا نہیں۔ وہ صرف تھا۔ لفظی طور پر ایک مکینیکل جینیس، وہ ہوابازی کے ابتدائی دنوں میں بہترین اور بہادر ترین پائلٹوں میں سے ایک تھا۔ اور ایک بنس میں اور فلم ساز کی حیثیت سے وہ سیچ پیانا نے پر تبدیلیوں کی پیش گوئی کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے جو نہ صرف ان صنعتوں کو تبدیل کرنے کے لئے آئے تھے جن میں وہ شامل تھے، بلکہ خود امریکہ بھی۔

اس کے باوجود، افسانے، گلیمر اور خود کو فروغ دینے کے بعد، جس میں وہ اس قدر مہارت رکھتے

تھے، صرف ایک تصویر باقی رہ جاتی ہے: ایک اناپرست جس نے اپنی ہی دولت کے سکیڑروں ملین ڈالر ضائع کر دیے اور ایک سے ملاقات کی۔

افسوسناک، افسوسناک اختتام۔ حادثاتی طور پر نہیں، اس لیے نہیں کہ وہ غیر متوقع حالات یا مسابقت سے متاثر ہوا تھا، بلکہ تقریباً خاص طور پر اپنے اعمال کی وجہ سے۔

اگر آپ انہیں یہ کہہ سکتے ہیں تو ان کے کارناموں کا فوری جائزہ ایک واضح نقطہ نظر فراہم کرتا ہے: اپنے خاندان سے اپنے والد کی ٹول کمپنی کا کنٹرول خریدنے کے بعد، ہیوز نے اسے تقریباً فوری طور پر چھوڑ دیا، سوائے اس کے کہ بار بار اس کی نقدر قم چوری کی۔ انہوں نے ہیو سٹن چھوڑ دیا اور پھر کبھی کمپنی کے ہیڈ کوارٹر میں قدم نہیں رکھا۔ وہ لاس انجلس چلے گئے، جہاں انہوں نے فلم پروڈیوسر اور مشہور شخصیت بننے کا فیصلہ کیا۔

اپنے بستر سے اسٹاک کی ٹریڈنگ کرتے ہوئے، انہوں نے ڈپریشن کی طرف لے جانے والی مارکیٹ میں \$8 ملین سے زیادہ کھو دیا۔ ان کی سب سے مشہور فلم، ہلیز انجلس کو بنانے میں تین سال لگے، 4.2 ملین ڈالر کے بجٹ پر \$1.5 ملین کا نقصان ہوا، اور اس عمل میں ٹول کمپنی تقریباً دیواليہ ہو گئی۔ پھر، پہلی بار سبق نہ سکھنے کے بعد، ہیوز نے 1930 کے اوائل میں کرائسلر کے اسٹاک پر مزید 4 ملین ڈالر کھو دیئے۔

اس کے بعد انہوں نے ہوابازی کے کاروبار میں داخل ہونے کے لئے یہ سب ایک طرف رکھ دیا اور ہیوز ایر کرافٹ کمپنی کے نام سے ایک دفاعی ٹھیکیڈار بنایا۔ موجود کے طور پر کچھ حیرت انگیز ذاتی کامیابیوں کے باوجود، ہیوز کی کمپنی ناکام رہی۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ان کے دو معاهدے، جن کی مالیت 40 ملین ڈالر تھی، امریکی ٹیکس دہندگان اور خود کی قیمت پر بڑے پیمانے پر ناکامیاں تھیں۔ سب سے قابل ذکر، سپروس گوس۔ جسے ہیوز نے ہر کو لیس کہا تھا اور جواب تک کے سب سے بڑے طیاروں میں سے ایک تھا۔ کو تیار کرنے میں پانچ سال سے زیادہ کا وقت لگا، جس کی لاگت تقریباً 20 ملین ڈالر تھی، اور اس نے پانی سے صرف 70 فٹ اور صرف ایک میل تک پرواز کی۔ اس کے اصرار

اور اخراجات پر یہ کئی دھائیوں تک لانگ بیچ کے ایر کنڈ یشنٹ ہینگر میں بیٹھا رہا جس پر سالانہ 10 لاکھ ڈالر خرچ ہوتے تھے۔ فلمی کار و بار کو دو گنا کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے، ہیوز نے مووی اسٹوڈیو آر کے او خرید اور 22 ملین ڈالر سے زیادہ کا نقصان اٹھایا (اور دو ہزار ملازم میں سے پانچ سو سے بھی کم ہو گیا کیونکہ انہوں نے اسے کئی سالوں تک زمین پر چلا�ا)۔ ٹول کمپنی کی طرح ان کار و باروں سے تھک کر انہوں نے دفاعی معاهدے کو ترک کر دیا اور اسے چلانے کے لئے ایگزیکٹوو کے حوالے کر دیا، جہاں یہ آہستہ آہستہ پھلنے پھولنے لگا۔ اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے۔

اس مسئلے سے بچنے کے لئے یہاں رکنا سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن اس سے ہیوز کے سنگین ٹیکس فراؤ کو چھوڑنے کا خطرہ ہو گا۔ ہوائی جہاز کے حادثات اور مہلک کار حادثات؛ وہ لاکھوں روپے انہوں نے بخی تفتیش کاروں، وکیلوں، ستاروں کے معاملوں پر ضائع کیے، جن پر انہوں نے کام کرنے سے انکار کر دیا، وہ ایسی جائیداد جس میں وہ کبھی نہیں رہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف ایک چیز جس نے اسے ذمہ دارانہ سلوک کرنے پر مجبور کیا وہ عوامی نمائش کا خطرہ تھا۔ پاگل پن، نسل پرستی، اور غنڈہ گردی؛ ناکام شادیاں۔ منشیات کی لست؛ اور درجنوں دیگر منصوبوں اور کار و باروں کو انہوں نے غلط طریقے سے منظم کیا۔

ایک نوجوان جوان ڈیڈیون نے لکھا کہ "ہم نے ہاورڈ ہیوز سے ایک ہیر و بنایا ہے جو ہمیں اپنے بارے میں کچھ دلچسپ بتاتا ہے۔ وہ بالکل صحیح ہے۔ ہاورڈ ہیوز کے لئے، اپنی شہرت کے باوجود، ممکنہ طور پر بیسویں صدی کے بدترین تاجریوں میں سے ایک تھا۔ عام طور پر ایک بر اتاجر ناکا م ہو جاتا ہے اور اب کار و بار میں نہیں رہتا ہے، جس سے یہ دیکھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کی ناکامیوں کی اصل وجہ کیا ہے۔ لیکن اپنے والد کی کمپنی سے منافع کی مسلسل زنجیر کی بدولت، جس میں مداخلت کرنا اسے بہت بورنگ لگتا تھا، ہیوز زندہ رہنے میں کامیاب رہا، جس سے ہمیں اس نقصان کو دیکھنے کا موقع ملا جو اس کی انانے بار بار کیا ہے۔ ایک شخص کے طور پر، اس کے آس پاس کے لوگوں کو، جو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

ہاورڈ کے پاگل پن میں آہستہ آہستہ اترنے کا ایک منظر ہے جس کی عکاسی ہوتی ہے۔ ان کے سوانح نگاروں نے انہیں اپنی پسندیدہ سفید کر سی پر براہنہ بیٹھے ہوئے دیکھا ہے، بغیر دھوئے ہوئے، بغیر دھوئے ہوئے، چوبیس گھنٹے و کیلوں، تقیش کاروں، سرمایہ کاروں سے لڑنے کے لیے کام کرتے ہیں، تاکہ اپنی سلطنت کو بچانے اور اپنے شرمناک رازوں کو چھپانے کی کوشش کر سکیں۔ ایک منٹ میں وہ کلینیکس، کھانے کی تیاری، یا ملازمین کو اس سے براہ راست بات نہ کرنے کے بارے میں کچھ غیر منطقی ملٹی پچ میمو جاری کرتا تھا، اور پھر وہ پلٹ جاتا اور اپنے قرض دہندگان اور دشمنوں کو پیچھے چھوڑنے کے لئے ایک شاندار حکمت عملی اختیار کرتا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ان کا ذہن اور کار و بار دو حصوں میں بٹ گئے ہوں۔ انہوں نے لکھا کہ "آئی بی ایم نے جان بوجھ کر ماتحت اداروں کی ایک جوڑی قائم کی تھی، ایک کمپیوٹر اور منافع پیدا کرنے کے لئے، دوسرا ایڈسل بنانے اور نقصانات کے لئے۔ اگر کوئی انا اور تباہی کے لئے گوشت اور خون کا استعارہ تلاش کر رہا ہو تو اس سے بہتر کام کرنا مشکل ہو گا جس میں ایک شخص ایک ہاتھ سے کسی مقصد کی طرف تیزی سے

کام کر رہا ہے اور دوسرا اسے کمزور کرنے کے لئے اتنی ہی محنت کر رہا ہے۔
ہاورڈ ہیوز، ہم سب کی طرح، مکمل طور پر پاگل یا مکمل طور پر سمجھدار نہیں تھا۔ ان کی انا، جسمانی
چوٹوں (زیادہ تر ہوائی جہاز اور کار کے حادثات کی وجہ سے جس میں ان کی غلطی تھی) اور مختلف نشے
کی وجہ سے بڑھ گئی تھی، نے انہیں ایک اندھیرے میں دھکیل دیا جسے ہم شاید ہی سمجھ سکتے ہیں۔ جب
ہیوز کا تیز دماغ ٹوٹ گیا تو مختصر لمحات ایسے تھے جب انہوں نے اپنی کچھ بہترین حرکتیں کیں لیکن جیسے
جیسے وہ زندگی میں آگے بڑھتے گئے، یہ لمحات تیزی سے نایاب ہوتے گئے۔ آخر کار، انانے ہاورڈ ہیوز کو
اتنا ہی مارڈالا جتنا کہ مینیا اور صدمے نے کیا۔ اگر وہ کبھی الگ تھے۔

آپ اسے صرف اسی صورت میں دیکھ سکتے ہیں جب آپ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ با غی ارب پتی، سنگی،
عالمی شہرت، اور شہرت کو دیکھنا اور سوچنا زیادہ پرکشش اور دلچسپ ہے؛ وہ، میں یہ کیسے چاہتا ہوں۔
ہاورڈ ہیوز، بہت سے امیر لوگوں کی طرح، اپنے بنائے ہوئے ایک بناء گاہ میں مر گیا۔ اسے تھوڑی سی
خوشی محسوس ہوئی۔ اس کے پاس جو کچھ تھا اس میں سے تقریباً کچھ بھی اس سے لطف اندوں نہیں ہوا۔
سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ ضائع ہو گیا۔ اس نے اتنی صلاحیت، اتنی بہادری اور اتنی توانائی ضائع
کی۔

ار سطونے کہا کہ نیکی اور تربیت کے بغیر خوش قسمتی کے نتائج کو مناسب طریقے سے برداشت کرنا مشکل ہے۔ ہم ہیوز سے سیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ عوامی طور پر اور ظاہری طور پر اپنے پیدائشی حق کو صحیح طریقے سے برداشت کرنے سے قادر تھا۔ ان کی توجہ کا لامتناہی ذوق، چاہے وہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو، ہمیں اپنے رجحانات، کامیابی اور قسمت کے ساتھ ہماری اپنی جدوجہد کو دیکھنے کا موقع فراہم کرتا ہے، جوان کی ہنگامہ خیز زندگی میں واپس آتے ہیں۔ ہالی ووڈ، دفاعی صنعت، وال اسٹریٹ اور ایوی ایشن انڈسٹری کے ذریعے ان کی بے پناہ انا اور اس کے تباہ کن راستے ہمیں ایک ایسے شخص کے اندر ایک نظر ڈالتے ہیں جو ہم سب کے جذبات کی وجہ سے بار بار منتشر ہوا تھا۔

یقیناً، وہ تاریخ میں واحد شخص سے بہت دور ہے جس نے اس طرح کی چاپ کی پیروی کی ہے۔ کیا آپ اس کے راستے کی پیروی کریں گے؟

کبھی کبھی چڑھائی پر انا کو دبادیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی کوئی خیال اتنا طاقتور ہوتا ہے یا وقت اتنا کامل ہوتا ہے (یا کوئی دولت یا طاقت میں پیدا ہوتا ہے) کہ یہ عارضی طور پر ایک بڑی انا کی حمایت یا تلافی بھی کر سکتا ہے۔ جیسے جیسے کامیابی آتی ہے، جیسا کہ ایک ایسی ٹیم کے لئے ہوتا ہے جس نے ابھی چیمپیئن شپ جیتی ہے، انا ہمارے ذہنوں کے ساتھ کھلوڑ کرنا شروع کر دیتی ہے اور اس عزم کو کمزور کرنا شروع کر دیتی ہے جس نے ہمیں پہلی جگہ پر جیت دلائی۔ ہم جانتے ہیں کہ سلطنتیں ہمیشہ گرتی ہیں، لہذا ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ کیوں اور کیوں وہ ہمیشہ اندر سے گرتے ہیں۔

ہیر اللہ جنین وہ سی ای او تھے جنہوں نے کم و بیش جدید بین الاقوامی گروپ کا تصور ایجاد کیا۔

حصول، انضمام اور تحویل (مجموعی طور پر 350 سے زیادہ) کے ایک سلسلے کے ذریعے، انہوں نے آئی ٹی ٹی نامی ایک چھوٹی سی کمپنی لی۔

1959 میں ان کی آمد نی ایک ملین ڈالر سے بڑھ کر 1977 میں تقریباً 17 ارب ڈالر ہو گئی۔ کچھ لوگوں

نے دعویٰ کیا کہ جینین خود ایک تکبر پسند تھا۔ کسی بھی صورت میں، اس نے اپنی صنعت میں اناکے اثرات کے بارے میں کھل کر بات کی اور ایگزیکٹو اس کے خلاف متنبہ کیا۔

"بدترین بیماری جو کار و باری عہدیداروں کو ان کے کام میں متاثر کر سکتی ہے، جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے، شراب نوشی نہیں ہے۔ یہ تکبر ہے،" جینین نے مشہور طور پر کہا۔ کار پوریٹ امریکیہ کے پاگل مردوں کے دور میں، شراب نوشی کا ایک بڑا مسئلہ تھا، لیکن ان کی جڑیں ایک ہی ہیں۔ عدم تحفظ، خوف، سفا کانہ معروضیت کے لئے ناپسندیدگی۔ ڈل میجمنٹ ہو یا اعلیٰ انتظامیہ، بے لگام ذاتی تکبر انسان کو اپنے ارد گرد کی حقیقوں سے اندھا کر دیتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ اپنے تخیل کی دنیا میں رہنے کے لئے آتا ہے۔ اور چونکہ وہ خلوص دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ کچھ غلط نہیں کر سکتے ہیں، لہذا وہ ان مردوں اور عورتوں کے لئے خطرہ بن جاتے ہیں جنہیں ان کی ہدایت کے تحت کام کرنا پڑتا ہے۔

یہاں ہم نے کچھ حاصل کیا ہے۔ جب ہم اپنے آپ کو مناسب کریڈٹ دیتے ہیں، تو ان اچاہتی ہے کہ ہم سوچیں، میں خاص ہوں۔ میں بہتر ہوں۔ قوانین میں مجھ پر لاگو نہیں ہوتے ہیں۔

وکٹر فرینکل نے مشاہدہ کیا کہ "انسان کو ڈرائیور کے ذریعے دھکا دیا جاتا ہے۔" لیکن وہ اقدار کی طرف راغب ہوتا ہے۔ حکومت کرتے ہیں یا حکمریتے ہیں؟ تم کون ہو؟ صحیح اقدار کے بغیر، کامیابی مختصر ہے۔ اگر ہم فلیش سے زیادہ کچھ کرنا چاہتے ہیں، اگر ہم قائم رہنا چاہتے ہیں، تو یہ سمجھنے کا وقت ہے کہ انکی اس نئی شکل سے کیسے لڑا جائے اور اسے شکست دینے کے لئے کن اقدار اور اصولوں کی ضرورت ہے۔

کامیابی نشہ آور ہوتی ہے، پھر بھی اسے برقرار رکھنے کے لیے صبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم سوچتے ہیں کہ ہم پہلے سے ہی سب کچھ جانتے ہیں تو ہم سیکھنا جاری نہیں رکھ سکتے۔ ہم اپنے آپ کو بنائے گئے افسانوں یا بیرونی دنیا کے شور اور گفتگو کو خرید نہیں سکتے۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم ایک باہم مربوط کائنات کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں۔ اس سب کے اوپر، ہمیں ایک تنظیم اور ایک نظام بنانا ہو گا جو ہم کرتے ہیں۔ ایک جو کام کے بارے میں ہے نہ کہ ہمارے بارے میں۔

ہیوز کے بارے میں فیصلہ ابھی باقی ہے۔ انانے اسے بر باد کر دیا۔ اسی طرح کافیصلہ کسی نہ کسی موقع پر ہم سب کا انتظار کر رہا ہے۔ اپنے کیریئر کے دوران، آپ کو ان انتخابوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو اس نے کیے تھے۔ جو تمام لوگ کرتے ہیں۔ چاہے آپ نے اپنی سلطنت کو کسی چیز سے تعمیر نہیں کیا یا اسے وراثت میں ملا، چاہے آپ کی دولت مالی ہو یا محض ایک کاشت شدہ ٹیلنٹ ہو، اینٹروپی اسے تباہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے کیونکہ آپ اسے پڑھتے ہیں۔

کیا آپ کامیابی کو سنبھال سکتے ہیں؟ یا یہ سب سے بدترین چیز ہو گی جو آپ کے ساتھ کبھی ہوئی ہے؟

ہمیشہ ایک طالب علم رہیں

ہر وہ شخص جس سے میں ملتا ہوں کسی نہ کسی مقام پر میرا مالک ہوتا ہے اور اس میں اس کے بارے میں سیکھتا ہوں۔

-رالف والڈوایمر سن

T چنگیز خان کا افسانہ تاریخ بھر میں گونجتا رہا ہے: ایک وحشی فاتح، جو خونزیزی سے بھرا ہوا تھا، مہذب دنیا کو دہشت زدہ کر رہا تھا۔ ہمارے پاس وہ ہے اور اس کا منگول گروہ ایشیا اور یورپ میں سفر کر رہا تھا، جونہ صرف ان کے راستے میں کھڑے لوگوں کو لوٹنے، ریپ کرنے اور قتل کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں روکتا تھا، بلکہ ان ثقافتوں کو بھی جوانہ ہوں نے

تعمیر کی تھیں۔ پھر، اس کے خانہ بدوش جنگجوؤں کے گروہ کے بر عکس، یہ خوفناک بادل صرف تاریخ سے غائب ہو گیا، کیونکہ منگولوں نے کچھ بھی نہیں بنایا جو برقرارہ سکے۔

تمام رجعتی، جذباتی جائزوں کی طرح، یہ اس سے زیادہ غلط نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ چنگیز خان نہ صرف دنیا کے عظیم ترین فوجی ذہنوں میں سے ایک تھا بلکہ وہ ایک مستقل طالب علم تھا، جس کی حریت انگلیز کا میابیاں اکثر اس کی سلطنت کی ہر نئی ثقافت کی بہترین ٹکنالوجیوں، طریقوں اور اختراعات کو جذب کرنے کی صلاحیت کا نتیجہ تھیں۔

درحقیقت، ان کے دور حکومت اور اس کے بعد کئی صدیوں کی خاندانی حکمرانی میں اگر کوئی ایک موضوع ہے، تو وہ یہ ہے: تخصیص۔ چنگیز خان کی ہدایت کے تحت، منگول ہر ثقافت کو چوری کرنے اور جذب کرنے کے بارے میں اتنے ہی بے رحم تھے جتنا وہ فتح کے بارے میں تھے۔ اگرچہ بنیادی طور پر کوئی تکنیکی ایجادات نہیں تھیں، کوئی خوبصورت عمارتیں یا یہاں تک کہ عظیم منگول آرت بھی نہیں تھا، لیکن ہر جنگ اور دشمن کے ساتھ، ان کی ثقافت نے کچھ نیا سیکھا اور جذب کیا۔ چنگیز خان پیدائشی طور پر ذہین نہیں تھا۔ اس کے بجائے، جیسا کہ ایک سوانح نگار نے کہا، ان کا "عملی سیکھنے، تجرباتی موافقت، اور مسلسل نظر ثانی کا ایک مستقل چکر تھا جو ان کے منفرد نظم و ضبط اور توجہ مرکوز ارادے کی وجہ سے چلتا تھا۔

وہ دنیا کا سب سے بڑا فتح تھا کیونکہ وہ کسی بھی دوسرے فاتح کے مقابلے میں سیکھنے کے لئے زیادہ کھلا تھا۔

خان کی پہلی طاقتوں فتوحات اس کے فوجی یونٹوں کی تنظیم نو سے آئی، جس نے اپنے فوجیوں کو دس کے گروپوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ اس نے پڑوسی سے چوری کیا تھا

ترک قبیلوں نے انجانے میں منگولوں کو اعشاریہ نظام میں تبدیل کر دیا۔ جلد ہی، ان کی بڑھتی ہوئی سلطنت نے انہیں ایک اور "ٹکنالوجی" کے ساتھ رابطے میں لایا جس کا انہوں نے پہلے کبھی تجربہ نہیں کیا تھا: دیواروں والے شہر۔ تنگوت کے چھاپوں میں، خان نے سب سے پہلے قلعہ بند شہروں کے خلاف جنگ کے اندر وی اور خارجی حالات اور محاصرہ کرنے کے لئے اہم حکمت عملی سیکھی، اور جلد ہی ایک ماہر بن گیا۔ بعد میں، چینی انجینئروں کی مدد سے، اس نے اپنے فوجیوں کو محاصرے کی مشینیں بنانے کا طریقہ سکھا یا جو شہر کی دیواروں کو گرا سکتی ہیں۔ جوزرڈ کے خلاف اپنی مہماں میں، خان نے دل اور دماغ جیتنے کی اہمیت کو سیکھا۔ اپنے زیر قبضہ علاقوں کے علماء اور شاہی خانداناں کے ساتھ کام کر کے، خان ان علاقوں کو اس طرح سے برقرار رکھنے اور ان کا انتظام کرنے میں کامیاب رہا جو زیادہ تر سلطنتیں نہیں کر سکتی تھیں۔ اس کے بعد، ہر ملک یا شہر میں، خان ذہین ترین نجومیوں، کتابوں، ڈاکٹروں، مفکرین اور مشیروں کو بلا تے تھے۔ ہر وہ شخص جو اس کے فوجیوں اور ان کی کوششوں کی مدد کر سکتا تھا۔ اس کے فوجیوں نے اسی مقصد کے لئے تفتیش کاروں اور مترجمین کے ساتھ سفر کیا۔ یہ ایک عادت تھی جو اس کی موت سے بچ سکتی تھی۔ اگرچہ منگول خود صرف جنگ کے فن سے وابستہ نظر آتے تھے، لیکن انہوں نے ہر کارگیر، تاجر، اسکالر، تفتریح، باورچی اور ہنرمند کارکن کو اچھی طرح سے استعمال کیا۔ منگول سلطنت اپنی مذہبی آزادیوں اور سب سے بڑھ کر خیالات سے محبت اور ثقافتیوں کے امتزاج کی وجہ سے قابل ذکر تھی۔ اس نے پہلی بار چین میں لیموں اور مغرب میں چینی نوڈ لز لائے۔ اس نے فارسی قالیں، جرمن کان کنی کی ٹکنالوجی، فرانسیسی دھات سازی اور اسلام کو پھیلایا۔ جنگ میں انقلاب برپا کرنے والی توپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے نتیجے میں چینی بارود، مسلم شعلے تیار کرنے والے اور یورپی دھاتوں کا امتزاج ہوا۔ یہ سیکھنے اور نئے خیالات کے لئے منگول کشادگی تھی جس نے انہیں ایک ساتھ لا یا۔

جیسا کہ ہم پہلی بار کامیاب ہوں گے، ہم خود کو نئے حالات میں پائیں گے، نئے مسائل کا سامنا کریں گے۔ نئے ترقی پانے والے سپاہی کو سیاست کافن سیکھنا چاہیے۔ سیلز مین، انتظام کیسے کریں۔ بانی، کس طرح تفویض کیا جائے۔ مصنف، دوسروں میں ترمیم کرنے کا طریقہ۔ کامیڈیں، اداکاری کیسے کرنی ہے۔ باور پری ریستوراں بن گیا، گھر کے دوسری طرف کیسے چلایا جائے۔

یہ کوئی بے ضرر تکبر نہیں ہے۔ ہائیڈ رو جن بم تیار کرنے میں مدد کرنے والے طبیعیات دان جان و ہیلر نے ایک بار مشاہدہ کیا تھا کہ "جیسے جیسے ہمارے علم کا جزیرہ بڑھتا جاتا ہے، ویسے ویسے ہماری جہالت کا ساحل بھی بڑھتا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، ہر فتح اور ترقی جس نے خان کو ہوشیار بنایا، نے انہیں نئے حالات کا سامنا بھی کیا جن کا انہوں نے پہلے کبھی سامنا نہیں کیا تھا۔ یہ سمجھنے کے لئے ایک خاص قسم کی عاجزی کی ضرورت ہوتی ہے کہ آپ کم جانتے ہیں، یہاں تک کہ آپ زیادہ سے زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں۔ سفر اٹ کی حکمت اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ وہ جانتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا تھا۔

کامیابی کے ساتھ یہ دکھاوا کرنے کا دباؤ بڑھتا ہے کہ ہم اس سے کہیں زیادہ جانتے ہیں۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ ہم پہلے سے ہی سب کچھ جانتے ہیں۔ سائنسیا انغلاء (علم میں اضافہ)۔ یہ فکر اور خطرہ ہے۔ یہ سوچنا کہ ہم تیار اور محفوظ ہیں، جب حقیقت میں تفہیم اور مہارت ایک سیال، مستقل عمل ہے۔

نومرتباً گریمی اور پلٹز رانعام جیتنے والے جاز موسیقار وینشن مارسالس نے ایک بار ایک ہونہار نوجوان موسیقار کو مو سیقی کے زندگی بھر کے مطالعے میں درکار ذہنیت کے بارے میں مشورہ دیا تھا: "عاجزی سکھنے کو فروغ دیتی ہے کیونکہ یہ اس تکبر کو شکست دیتی ہے جو انہوں کو پیچھے دھکیل دیتا ہے۔ یہ آپ کو سچائیوں کو ظاہر کرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیتا ہے خود۔ آپ اپنے طریقے سے کھڑے نہیں ہوتے کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کیسے کر سکتے ہیں

بتائیں کہ کب کوئی واقعی عاجز ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ایک سادہ امتحان ہے: کیونکہ وہ مستقل طور پر مشاہدہ کرتے ہیں اور سنتے ہیں، عاجزی میں بہتری آتی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ 'میں راستہ جانتا ہوں۔' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ نے اب تک کیا کیا ہے، آپ اب بھی ایک طالب علم رہیں گے۔ اگر آپ ابھی بھی نہیں سیکھ رہے ہیں، تو آپ پہلے ہی مر رہے ہیں۔

شروع میں صرف ایک طالب علم ہونا کافی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی پوزیشن ہے جسے زندگی بھر کے لئے اختیار کرنا پڑتا ہے۔ سب سے اور ہر چیز سے سیکھیں۔ جن لوگوں کو تم مارتے ہو، اور جو لوگ تمہیں پہنچتے ہو، ان لوگوں سے جنہیں تم ناپسند کرتے ہو، یہاں تک کہ تمہارے فرضی دشمنوں سے بھی۔ زندگی کے ہر قدم اور ہر موڑ پر سیکھنے کا موقع ملتا ہے اور اگر سبق خالصتا اصلاحی بھی ہو تو ہمیں انا کو دوبارہ سننے سے نہیں روکنا چاہیے۔

اکثر، اپنی ذہانت کے قائل، ہم ایک آرام دہ علاقے میں رہتے ہیں جو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ ہم کبھی بھی احمق محسوس نہ کریں (اور جو ہم جانتے ہیں اسے سیکھنے یا اس پر نظر ثانی کرنے کا کبھی چیلنج نہیں کیا جاتا ہے)۔ یہ ہماری تفہیم میں مختلف کمزوریوں کو نظر انداز کرتا ہے، یہاں تک کہ آخر کار راستہ تبدیل کرنے میں بہت دیر ہو جاتی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں خاموش ٹول لیا جاتا ہے۔

ہم میں سے ہر ایک کو خطرے کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب ہم اپنے ہنر کا تعاقب کرتے ہیں۔ چنانوں پر سائرن کی طرح، انا ایک آرام دہ، تصدیق شدہ گانا گاتی ہے۔ جو تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔ دوسری بار جب ہم انا کو بتاتے ہیں کہ ہم گر سمجھیت ہو چکے ہیں، سیکھنارک گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرینک شرود کے کہا، "ہمیشہ ایک طالب علم رہیں۔" جیسا کہ، یہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔

اس کا حل اتنا ہی سیدھا ہے جتنا یہ ابتدائی طور پر تکلیف دہ ہے: ایک ایسے موضوع پر ایک کتاب اٹھائیں جس کے بارے میں آپ کچھ بھی نہیں جانتے ہیں۔ اپنے آپ کو ایسے کمروں میں رکھیں جہاں آپ سب سے کم علم رکھنے والے شخص ہیں۔ وہ تکلیف دہ احساس، وہ دفاع جو آپ اس وقت محسوس کرتے ہیں جب آپ کے سب سے گھرے مفروضے کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ جان بوجھ کر اپنے آپ کو اس کے تابع کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اپناز ہن تبدیل کریں۔ اپنے ارد گرد کے ماحول کو تبدیل کریں۔

ایک شوقیہ دفاعی ہے۔ پیشہ ور کو سیکھنا (اور یہاں تک کہ، کبھی کبھار، دکھایا جانا) خوشگوار لگتا ہے۔ وہ چیلنج کرنا اپسند کرتے ہیں اور

عاجز، اور ایک جاری اور لامتناہی عمل کے طور پر تعلیم میں مشغول ہیں۔

زیادہ تر فوجی ثقافتیں اور عام طور پر لوگ ان چیزوں پر اقدار اور کنٹرول مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا وہ سامنا کرتے ہیں۔ منگلوں کو جو چیز مختلف بناتی تھی وہ یہ تھی کہ وہ ہر صورت حال کو معروضی طور پر تو لئے کی صلاحیت رکھتے تھے، اور اگر ضرورت ہو تو، پرانے طریقوں کو نئے طریقوں میں تبدیل کر دیتے تھے۔ تمام عظیم کاروبار اس طرح شروع ہوتے ہیں، لیکن پھر کچھ ہوتا ہے۔ خلل کے نظر یہ کوہی لے لیجیے، جس میں کہا گیا ہے کہ کسی نہ کسی وقت ہر صنعت کسی نہ کسی رہجان یا جدت طرازی سے متاثر ہو جائے گی، جس کے باوجود دنیا کے تمام ترو سائل کے باوجود موجود موجودہ مفادات اس کا جواب دینے سے قاصر ہوں گے۔ ایسا کیوں ہے؟ کاروبار کیوں تبدیل اور ڈھال نہیں سکتے؟

اس کا ایک بڑا حصہ اس لئے ہے کیونکہ وہ سیکھنے کی صلاحیت کھو چکے ہیں۔ انہوں نے طالب علم بننا چھوڑ دیا۔ دوسری بار جب آپ کے ساتھ ایسا ہوتا ہے تو آپ کا علم کمزور ہو جاتا ہے۔

عظیم مینیجر اور کاروباری مفکر پیڑدر کر کہتے ہیں کہ صرف سیکھنا چاہتے ہیں یہ کافی نہیں ہے۔ جیسے جیسے لوگ ترقی کرتے ہیں، انہیں یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ وہ کس طرح سیکھتے ہیں اور پھر اس مستقل تعلیم کو آسان بنانے کے لئے عمل ترتیب دیتے ہیں۔ بصورت دیگر، ہم اپنے آپ کو ایک طرح کی خود ساختہ جہالت کا شکار کر رہے ہیں۔

اپنے آپ کو ایک کہانی نہ بتائیں

افسانہ زندہ میں نہیں بلکہ دوبارہ بیان کرنے میں
افسانہ بن جاتا ہے۔
—ڈیوڈ مارنیس

S 1979 میں فٹ بال کوچ اور جزل مینیجر بل والش نے 49 کھلاڑیوں کو فٹ بال اور شاید پیشہ ور انہ کھلیوں کی بدترین ٹھیم سے ہٹا دیا۔

صرف تین سالوں میں سپر باول فتح حاصل کی۔ جب انہوں نے لو مبارڈی ٹرینیگنگ کو اپنے سر پر لہراایا تو اپنے آپ کو یہ بتانا پر کشش ہوتا کہ این ایف ایل کی تاریخ میں سب سے تیزی سے تبدیلی ان کا

منصوبہ تھا۔ دھائیوں بعد، جب انہوں نے اپنی یادداشتوں کو جمع کیا، تو اس بیانیے کو بھی قبول کرنے کے لئے یہ پرکشش تھا۔

یہ ایک سیکسی کہانی ہے۔ یہ کہ ان کا قبضہ، ان کی تبدیلی، اور تبدیلی کو بڑی محنت سے طے کیا گیا تھا۔ یہ سب بالکل ویسے ہی ہوا جیسا وہ چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ اتنا ہی اچھا اور باصلاحیت تھا۔ اگر وہ ایسا کہتا تو کوئی اس پر قصور وار نہ ہوتا۔

اس کے باوجود انہوں نے ان تصورات میں ملوٹ ہونے سے انکار کر دیا۔ جب لوگوں نے والش سے پوچھا کہ کیا ان کے پاس سپر باول جتنے کا ٹائم ٹیبل ہے تو کیا آپ جانتے ہیں کہ ان کا جواب کیا تھا؟ جواب ہمیشہ نہیں تھا۔ کیونکہ جب آپ کسی بری ٹیم کو سنبھالتے ہیں تو اس طرح کے عزم مکمل طور پر گمراہ کن ہوتے۔

ان کی آمد سے ایک سال پہلے، 49 کی عمر 2 اور 14 سال تھی۔ تنظیم کی حوصلہ شکنی ہوئی، ٹوٹ پھوٹ ہوئی، مسودہ انتخاب کے بغیر، اور مکمل طور پر ہارنے کے لکھر میں پھنس گیا۔ ان کے پہلے سیزین میں، وہ مزید چودہ میج ہار گئے۔ انہوں نے اپنے دوسرے سال کے وسط میں ہی استعفی دے دیا، کیونکہ انہیں یقین نہیں تھا کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود، عہدہ سنبھالنے کے چوبیس ماہ بعد (اور تقریباً استعفی دینے کے ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ بعد)، وہ وہاں سپر باول چیمپیئن "جینیس" تھے۔

یہ کیسے ہوا؟ یہ "منصوبہ" کا حصہ کیسے نہیں تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب بل والش نے اقتدار سنبھالا تو ان کی توجہ جتنے پر نہیں تھی۔ اس کے بجائے، انہوں نے اسے نافذ کیا جسے انہوں نے اپنی "کار کر دگی کا معیار" کہا۔ یعنی: کیا کیا جانا چاہیے۔ کہب کیسے۔ سب سے زیادہ بنیادی

سطح اور پوری تنظیم میں، والش کے پاس صرف ایک ٹائم ٹیبل تھا، اور یہ ان معیارات کو قائم کرنے کے بارے میں تھا۔

انہوں نے بظاہر معمولی تفصیلات پر توجہ مرکوز کی: کھلاڑی پریکٹس کے میدان پر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ کوچز کو ٹائی پہنچ پڑتی تھی اور اپنی شرٹس پہنچ پڑتی تھیں۔ سب کو زیادہ سے زیادہ کوشش اور عزم دینا تھا۔ اسپورٹس میں شب ضروری تھی۔ لاکر روم صاف سترہ اہونا چاہئے۔ کوئی تمباکونو شی نہیں ہوگی، کوئی لڑائی نہیں ہوگی، کوئی غاشی نہیں ہوگی۔ کوارٹر بیک کو بتایا گیا کہ گیند کو کھاں اور کیسے پکڑنا ہے۔ لائن میں کو تیس الگ الگ اہم مشقوں پر ڈرل کیا گیا تھا۔ گزرنے والے راستوں کی نگرانی کی گئی اور انج تک درجہ بندی کی گئی۔ مشقیں اس منٹ کے لئے مقرر کی گئیں۔

یہ سوچنا غلطی ہوگی کہ یہ کنٹرول کے بارے میں تھا۔ کارکردگی کا معیار عمدگی پیدا کرنے کے بارے میں تھا۔ یہ بظاہر سادہ لیکن درست معیار کسی عظیم وژن یا طاقت کے سفر سے زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔ ان کی نظر میں، اگر کھلاڑی تفصیلات کا خیال رکھتے ہیں، تو "اسکور خود کا خیال رکھتا ہے۔" جیت ضرور ہوگی۔

والش اتنا مضبوط اور پر اعتماد تھا کہ وہ جانتا تھا کہ یہ معیار آخر کار فتح میں حصہ ڈالیں گے۔ وہ یہ جانے کے لئے بھی کافی عاجز تھا کہ جب فتح ہوگی تو وہ پیش گوئی نہیں کر سکتا تھا۔ کیا یہ تاریخ کے کسی بھی کوچ سے زیادہ تیزی سے ہوا؟ ٹھیک ہے، یہ کھلیل کا ایک خوش قسمت وقفہ تھا۔ یہ ان کے عظیم وژن کی وجہ سے نہیں تھا۔ در حقیقت، اپنے دوسرے سیزن میں، ایک کوچ نے مالک سے شکایت کی کہ والش بہت کم وقت میں پھنس گیا تھا اور جیتنے کے لئے کوئی گول نہیں تھا۔ والش نے اس کوچ کو ٹیک کرنے کی وجہ سے بر طرف کر دیا۔

ہم اس بات پر یقین کرنا چاہتے ہیں کہ جن کے پاس عظیم سلطنتیں ہیں وہ ایک سلطنت کی تغیری کے

لئے تیار ہیں۔ کیوں؟ لہذا ہم اپنی خوشگوار منصوبہ بندی میں مشغول ہو سکتے ہیں۔ لہذا جو اچھا ہوتا ہے اور جو دولت اور عزت ہمارے راستے میں آتی ہے اس کا پورا کریڈٹ ہم لے سکتے ہیں۔ بیانیہ یہ ہے کہ جب آپ اپنی کامیابی کے ناممکن یانا ممکن راستے پر نظر ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں: میں یہ سب جانتا تھا۔ اس کے بجائے مجھے امید تھی۔ میں نے کام کیا۔ مجھے کچھ اچھا وقفہ ملا۔ یا یہاں تک کہ: میں نے سوچا کہ یہ ہو سکتا ہے۔ یقیناً آپ واقعی میں نہیں جانتے تھے۔ یا اگر آپ نے ایسا کیا تو، یہ علم سے زیادہ ایمان تھا۔

لیکن کون یاد رکھنا چاہتا ہے کہ آپ کو اپنے آپ پر شک تھا؟
ماضی کے واقعات سے کہانیاں تیار کرنا ایک بہت ہی انسانی جذبہ ہے۔ یہ خطرناک اور غلط بھی ہے۔ اپنا بیانیہ لکھنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہماری زندگی کو ایک کہانی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور ہمیں کارٹون میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جبکہ ہمیں اب بھی اسے جینا ہے۔ جیسا کہ مصنف ٹوبیاس وولف نے اپنے ناول اولڈ اسکول میں لکھا ہے، یہ وضاحتیں اور کہانیاں "بعد میں کم و بیش خلوص نیت سے جمع ہو جاتی ہیں، اور کہانیوں کو دھرانے کے بعد وہ یادداشت کے بیچ پر ڈال دیتی ہیں اور تلاش کے دیگر تمام راستوں کو مسدود کر دیتی ہیں۔"

بل واش سمجھتے تھے کہ یہ واقعی کارکردگی کا معیار تھا۔ دھوکہ دہی سے چھوٹی چیزیں۔ جو ٹیم کی تبدیلی اور جیت کے لئے ذمہ دار تھیں۔ لیکن اخبارات کی شہ سرخیوں کے لیے یہ بہت بورنگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے اسے "جینیس" کہا تو انہوں نے اسے نظر انداز کر دیا۔

عنوان اور کہانی کو قبول کرنا ایک بے ضرر ذاتی تسلیم نہیں ہوگی۔ یہ بیانیے ماضی کو تبدیل نہیں کرتے ہیں، لیکن وہ ہمارے مستقبل پر منفی اثر ڈالنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

ان کے کھلاڑیوں نے جلد ہی ثابت کر دیا کہ کہانی کو ان کے سروں تک پہنچانے میں موجود خطرات موجود ہیں۔ ہم میں سے زیادہ تر کی طرح، وہ بھی یقین کرنا چاہتے تھے کہ ان کی غیر متوقع فتح ہوئی کیونکہ وہ خاص تھے۔ اپنے پہلے سپر باول کے بعد دوسیز میں، ٹیم بری طرح ناکام رہی۔ جزوی طور پر اس طرح کی فتوحات کے ساتھ خطرناک اعتماد کی وجہ سے 22 میں سے 12 میچوں میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب آپ وقت سے پہلے اپنے آپ کو ان اختیارات کا کریڈٹ دیتے ہیں جن پر آپ کا ابھی تک کنٹرول نہیں ہے۔ جب آپ یہ سوچنا شروع کرتے ہیں کہ آپ کی تیز رفتار کا میابیاں آپ کے بارے میں کیا کہتی ہیں اور ان کو ششوں اور معیارات کو سست کرنا شروع کرتی ہیں جو ابتدائی طور پر انہیں ہوا دیتے ہیں۔

جب ٹیم پورے دل سے اسٹینڈرڈ آف پرفارمنس پرواپس آئی تو انہوں نے دوبارہ جیت حاصل کی (ایک دہائی میں مزید تین سپر باولز اور نو کا نفرنس یا ڈویژن چیمپیشن شپ)۔ جب وہ کہانیوں کے ساتھ رک گئے اور اپنے کام پر توجہ مرکوز کی تو انہوں نے پہلے کی طرح جیتنا شروع کیا۔

یہاں دوسری حصہ ہے: ایک بار جب آپ جیت جاتے ہیں، تو ہر کوئی آپ کے لئے گولی مار رہا ہے۔

یہ آپ کے سب سے اوپر کے لمحے کے دوران ہے کہ آپ کم سے کم ان کو برداشت کر سکتے ہیں۔

کیونکہ داؤ بہت زیادہ ہیں، غلطی کامار جن بہت کم ہے۔ اگر کچھ بھی ہو، تو آپ کی سننے، رائے سننے، بہتر

بنانے اور بڑھنے کی صلاحیت اب پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

حقائق کہانیوں اور تصویر سے بہتر ہیں۔ بیسویں صدی کے فناں بر نار ڈبار ووج نے ایک بہت اچھی لائِن رکھی تھی: "ینچے سے خریدنے اور سب سے اوپر ینچنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ کام جھوٹے لوگوں کے سوانحیں کیا جاسکتا۔ یعنی، مارکیٹ میں وہ کیا کر رہے ہیں اس کے بارے میں لوگوں کے دعووں پر شاذ و نادر ہی بھروسہ کیا جاتا ہے۔ ایمیزون کے بانی جیف بیزوں نے اس فتنے کے بارے میں بات کی ہے۔ وہ اپنے آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ ان کے اربوں ڈالر کے بڑے بیٹے کے لیے 'کوئی لمحہ' نہیں تھا، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ اپنی پر لیں کلپنگ میں کچھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ کسی کمپنی کا قیام، مارکیٹ میں پیسہ کمانا، یا کسی خیال کی تشکیل گنداب ہے۔ اسے ایک بیانیے تک محدود کرنے سے ایک ایسی وضاحت پیدا ہوتی ہے جو کبھی نہ کبھی تھی اور نہ ہی کبھی ہو گی۔

جب ہم خواہش مند ہوتے ہیں تو ہمیں دوسرے لوگوں کی کہانیوں سے انجینئر کی کامیابی کو پہنچ کے جذبے کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ جب ہم اپنے آپ کو حاصل کرتے ہیں، تو ہمیں خواہش کی مزاحمت کرنی

چاہئے

یہ دکھاوا کرنے کے لئے کہ سب کچھ بالکل اسی طرح ہوا جیسا کہ ہم نے منصوبہ بنایا تھا۔ کوئی عظیم بیانیہ نہیں تھا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے۔ جب یہ ہوا تو آپ وہاں موجود تھے۔

چند سال قبل گوگل کے بانیوں میں سے ایک نے ایک تقریر کی تھی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ جس طرح وہ ممکنہ کمپنیوں اور کاروباری افراد کا فیصلہ کرتے ہیں وہ ان سے پوچھتے ہیں کہ "کیا وہ دنیا کو تبدیل کرنے جا رہے ہیں۔ جو ٹھیک ہے، سوائے اس کے کہ گوگل نے اس طرح آغاز نہیں کیا۔ (لیری ٹچ اور سرگئی برن اسٹینفورڈ میں دوپی ایچ ڈی کام کر رہے تھے۔ ان کے مقابلوں پر) یہ نہیں ہے کہ یو ٹیوب کا آغاز کیسے ہوا۔ (اس کے بانی کوشش نہیں کر رہے تھے ہی وی کوئی کونے سے تخلیق کرنے کے لئے؛ وہ مضائقہ خیز ویدیو کلپس شیر کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ حقیقت میں یہ نہیں ہے کہ سب سے زیادہ حقیقی دولت کیسے پیدا کی گئی تھی۔

سرماہیہ کا رپال گرا ہم (جنہوں نے ایری بی این بی، ریڈٹ، ڈریپ باکس اور دیگر میں سرماہیہ کاری کی تھی) جو کچھ دھائیوں بعد والش کی طرح اسی شہر میں کام کر رہے تھے، واضح طور پر اسٹارٹ اپس کو خبردار کرتے ہیں کہ وہ ابتدائی طور پر جرات مندانہ، وسیع و وزن رکھنے کے خلاف ہیں۔ یقیناً، ایک سرماہیہ دار کی حیثیت سے، وہ ان کمپنیوں کو فنڈ کرنا چاہتا ہے جو بڑے پیمانے پر صنعتوں میں خلل ڈالتی ہیں اور دنیا کو تبدیل کرتی ہیں۔

- یہ وہ جگہ ہے جہاں پیسہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے پاس "خوفناک طور پر جوش" خیالات ہوں، لیکن وہ وضاحت کرتے ہیں، "واقعی بڑی چیزوں کو کرنے کا طریقہ یہ لگتا ہے کہ دھوکہ دہی سے چھوٹی چیزوں سے شروع کریں۔ وہ کہہ رہا ہے کہ آپ انکی وجہ سے براہ راست حملہ نہیں کرتے ہیں۔ اس کے بجائے، آپ ایک چھوٹی سی شرط سے شروع کرتے ہیں اور جیسے جیسے آپ جاتے ہیں اپنے عزم کو دوبارہ بڑھاتے ہیں۔ ان کا ایک اور مشہور مشورہ، "اپنی شناخت کو چھوٹا کھیں" یہاں

اچھی طرح سے فٹ بیٹھتا ہے۔ اسے کام اور اس کے پچھے موجود اصولوں کے بارے میں بنائیں۔ نہ کہ ایک شاندار وژن کے بارے میں جو ایک اچھی سرخی بناتا ہے۔

نپولین نے اپنی بیوی کو جو شادی کی انگوٹھی دی تھی اس پر "تقدیر کے لئے!" کے الفاظ کندہ تھے۔ تقدیر وہی تھی جس پر وہ ہمیشہ یقین رکھتے تھے، یہ وہ طریقہ تھا جس میں انہوں نے اپنے سب سے بہادر، سب سے زیادہ پر عزم خیالات کو صحیح ٹھہرایا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بار بار آگے بڑھتا رہا، یہاں تک کہ اس کا اصل مقدر طلاق، جلاوطنی، نکست اور بدنامی تھی۔ سینیکا ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ایک عظیم تقدیر عظیم علامی ہے۔

جب لوگ "جینیس" کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس پر یقین کرنے میں ایک حقیقی خطرہ ہوتا ہے۔ اور یہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے جب ہم اپنے آپ کو یہ بتانے دیتے ہیں کہ ہم ایک ہیں۔ کیریئر کے ساتھ آنے والے کسی بھی لیبل کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے: کیا ہم اچانک "فلمساز"، "مصنف"، "سرمایہ کار"، "انٹرپرینیور" یا "ایگزیکٹو" ہیں کیونکہ ہم نے ایک کام کیا ہے؟ یہ لیبل آپ کو نہ صرف حقیقت کے ساتھ بلکہ حقیقی حکمت عملی کے ساتھ اختلافات میں ڈالتے ہیں جس نے آپ کو پہلی جگہ پر کامیاب بنایا۔ اس جگہ سے، ہم سوچ سکتے ہیں کہ مستقبل میں کامیابی کہانی کا صرف اگلا حصہ ہے۔

- جب واقعی اس کی جڑیں کام، تخلیقی صلاحیت، استقامت اور قسمت میں ہوتی ہیں۔ یقینی طور پر گوگل کا اپنی جڑوں سے الگ تھلگ بونا (سامنسی اور تکنیکی مہارت کے ساتھ بصیرت اور صلاحیت کو الجھانا) اسے جلد ہی ٹھوکر کھانے کا سبب بنے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ گوگل گلاس اور گوگل پلس جیسے منصوبوں کی عوامی ناکامیاں پہلے ہی اس کا ثبوت ہو سکتی ہیں۔ وہ اکیلے نہیں ہیں۔ اکثر، فنا کار جو یہ سوچتے ہیں

"الہام" یا "درد" تھا جس نے ان کے فن کو فروغ دیا اور اس کے ارد گرد ایک تصویر بنائی۔ سخت محنت اور خلوص کے بجائے آخر کار خود کو بوتل کے نچلے حصے میں یاسوئی کے غلط سرے پر پائیں گے۔

ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں، ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ دکھاوا کرنے کے بجائے کہ ہم کسی عظیم کہانی کو جی رہے ہیں، ہمیں عمل درآمد پر توجہ مرکوز رکھنی چاہئے۔ اور عمدگی کے ساتھ انعام دینے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ ہمیں جھوٹے تاج سے دور رہنا چاہیے اور اس پر کام جاری رکھنا چاہیے جو ہمیں یہاں تک لے آیا۔

کیونکہ یہ واحد چیز ہے جو ہمیں یہاں رکھے گی۔

آپ کے لئے کیا ہم ہے؟

یہ جاننا کہ آپ کو کیا پسند ہے، حکمت اور بڑھاپے کا آغاز ہے۔

- رابرت لوئس اسٹیونسن

خانہ جنگلی کے اختتام پر، ایسیس ایس گرانٹ اور اس کے دوست ولیم سیکیش شر میں دو سب ساتھ کہا: جب تک آپ زندہ ہیں، جو کچھ بھی آپ کو پسند ہے، وہ آپ کا ہے۔ امریکہ بنیادی طور پر یونین کی فتح کے دوہرے معمار، ایک شکر گزار ملک نے انگلیوں کے جھٹکے کے ساتھ کہا: جب تک آپ زندہ ہیں، جو کچھ بھی آپ کو پسند ہے، وہ آپ کا ہے۔ اس آزادی کے ساتھ شیر میں اور گرانٹ نے مختلف راستے اختیار کیے۔

شر میں، جن کی راہ پر ہم پہلے عمل کرتے تھے، سیاست سے نفرت کرتے تھے اور بار بار عہدے کے لیے انتخاب لڑنے سے انکار کرتے تھے۔ "میرے پاس وہ تمام رینک ہے جو میں چاہتا ہوں،" انہوں نے ان سے کہا۔ بظاہر اپنی ان پر عبور حاصل کرنے کے بعد، وہ بعد میں نیویارک شہر چلے گئے، جہاں وہ ہر طرح کی ظاہری، خوشی اور اطمینان میں رہتے تھے۔

گرانٹ، جنہوں نے سیاست میں تقریباً کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی تھی، اور درحقیقت، ایک جزل کے طور پر کامیاب ہوئے تھے کیونکہ وہ سیاست کرنا نہیں جانتے تھے، اس کے بجائے ملک کے سب سے بڑے عہدے یعنی صدارت کا انتخاب کیا۔ بھاری اکثریت سے منتخب ہونے کے بعد انہوں نے امریکی تاریخ کی سب سے بد عنوان، متنازعہ اور سب سے کم موثر انتظامیہ کی صدارت کی۔ ایک حقیقی طور پر ایک اچھے اور وفادار شخص، وہ واشنگٹن کی گندی دنیا کے لئے کٹھے ہوئے نہیں تھے، اور اس نے ان کے لئے فوری کام کیا۔ انہوں نے دو تھکا دینے والی مدت والی مدت کے بعد ایک بدنام اور متنازعہ شخصیت کا عہدہ چھوڑ دیا، وہ اس بات پر حیران تھے کہ یہ کتنا خراب رہا ہے۔

صدارت کے بعد، گرانٹ نے فرڈینیڈ وارڈنامی ایک متنازعہ سرمایہ کار کے ساتھ مل کر ایک مالیاتی بروکر تج ہاؤس بنانے کے لئے تقریباً ہر پیسہ خرچ کیا۔ وارڈ، جو اپنے زمانے کے برلنی میڈوف تھے، نے اسے پونزی اسکیم میں تبدیل کر دیا، اور گرانٹ کو عوامی طور پر دیوالیہ کر دیا۔ جیسا کہ شرمن نے اپنے دوست کے بارے میں ہمدردی اور تفہیم کے ساتھ لکھا تھا، گرانٹ نے "کروڑ پتیوں کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا، جو اس کی کسی بھی لڑائی کو جیتنے کے لئے اپناسب کچھ دے دیتے تھے۔

گرانٹ نے بہت کچھ حاصل کیا تھا، لیکن اس کے لئے،

یہ کافی نہیں تھا۔ وہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے لئے کیا ہم ہے۔ اصل میں کیا ہم ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ اسی طرح چلتا ہے: ہم اپنے پاس جو کچھ ہے اس سے کبھی خوش نہیں ہوتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ دوسروں کے پاس بھی ہے۔ ہم سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ ہم یہ جاننا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا ہم ہے، لیکن ایک بار جب ہم اسے حاصل کر لیتے ہیں، تو ہم اپنی ترجیحات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ انا ہمیں متاثر کرتی ہے، اور ہمیں تباہ کر سکتی ہے۔

فرم کے قرضوں کو پورا کرنے کے لئے اپنے اعزاز کے احساس سے مجبور، گرانٹ نے اپنے قیمتی جنگی یاد گاروں کو ضمانت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے قرض لیا۔ دماغ، روح اور جسم میں ٹوٹے ہوئے، ان کی زندگی کے آخری سالوں میں وہ گلے کے دردناک کینسر سے لڑ رہے تھے، اور اپنی یادداشتوں کو ختم کرنے کی دوڑ میں لگے تاکہ وہ اپنے خاندان کو زندہ رہنے کے لئے کچھ چھوڑ سکیں۔ اس نے اسے بمشکل بنایا۔

اس ہیرو سے نکالی گئی اہم قوتوں کے بارے میں سوچ کر کانپ اٹھتا ہے، جو صرف تریسٹھ سال کی عمر میں تکلیف اور شکست میں ہلاک ہو گئے، یہ سیدھا، ایماندار شخص جو خود کو روک نہیں سکا، جو توجہ مرکوز کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا، اور اپنی بے پناہ ذہانت کی حدود سے بہت دور چلا گیا۔ اس کے بجائے وہ ان سالوں کے ساتھ کیا کر سکتا تھا؟ امریکہ اس کے بر عکس کیسے نظر آتا تھا؟ وہ مزید کتنا کچھ کر سکتا تھا اور کتنا حاصل کر سکتا تھا؟

ایسا نہیں ہے کہ وہ اس سلسلے میں منفرد ہیں۔ ہم سبھی باقاعدگی سے بغیر سوچ سمجھے، یا مبہم کشش کی وجہ سے، یا لالج یا غرور کی وجہ سے ہاں کہتے ہیں۔ کیونکہ ہم انکار نہیں کر سکتے کیونکہ اگر ہم ایسا کرتے ہیں تو ہم کسی چیز سے محروم ہو سکتے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ "ہاں" ہمیں مزید کامیابیاں حاصل کرنے دے گا، جب کہ حقیقت میں یہ بالکل وہی روکتا ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ ہم سب اپنی قیمتی زندگی

ان کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں جو ہمیں پسند نہیں ہیں، اپنے آپ کو ان لوگوں کے سامنے ثابت کرنے کے لئے جن کا ہم احترام نہیں کرتے ہیں، اور وہ چیزیں حاصل کرنے کے لئے جو ہم نہیں چاہتے ہیں۔

ہم ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ٹھیک ہے، یہ اب تک واضح ہونا چاہئے۔

ان احسد کا باعث بنتی ہے اور یہ بڑے اور چھوٹے لوگوں کی ہڈیوں کو سڑاتی ہے۔ ان اپنے مالک کو دھوکہ دے کر عظمت کو کمزور کرتی ہے۔

ہم میں سے زیادہ تر اس واضح خیال کے ساتھ شروع کرتے ہیں کہ ہم زندگی میں کیا چاہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا ہم ہے۔ ہم جو کامیابی حاصل کرتے ہیں، خاص طور پر اگر یہ جلدی یا کثرت میں آتی ہے تو، ہمیں ایک غیر معمولی جگہ پر ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ اب، اچانک، ہم ایک نئی جگہ پر ہیں اور ہمیں اپنے بیرونگ رکھنے میں دشواری ہے۔

آپ کامیابی کے اس راستے پر جتنا دور سفر کرتے ہیں، چاہے وہ کچھ بھی ہو، اتنا ہی زیادہ آپ دوسرے کامیاب لوگوں سے ملتے ہیں جو آپ کو غیر اہم محسوس کرتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ کتنا اچھا کر رہے ہیں۔ آپ کی انا اور ان کی کامیابیاں آپ کو کچھ بھی محسوس نہیں کرتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے دوسرے انہیں محسوس کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا چکر ہے جو ایفینیٹیم پر چلتا ہے...

جب زمین پر ہمارا مختصر وقت

یا یہاں ہمارے پاس م الواقع کی ایک چھوٹی سی کھڑکی نہیں ہے۔

لہذا ہم لاشوری طور پر دوسروں کے ساتھ چلنے کے لئے رفتار پکڑتے ہیں۔ لیکن کیا ہو گا اگر مختلف لوگ مختلف وجوہات کی بنا پر دوڑ رہے ہیں؟ اگر ایک سے زیادہ دوڑ چل رہی ہے تو کیا ہو گا؟ شیر میں گرانٹ کے بارے میں یہی کہہ رہا تھا۔ ایک خاص "میگی کا تحفہ" ستمن ظریفی ہے کہ ہم کس طرح بری طرح اس چیز کا تعاقب کرتے ہیں جو واقعی خوشگوار نہیں ہو گی۔ کم از کم، یہ برقرار نہیں رہے گا۔ کاش ہم سب ایک سینڈ کے لیے رک جاتے۔

آئیے واضح کریں: مسابقت زندگی میں ایک اہم طاقت ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو مارکیٹ کو چلاتی ہے اور بنی نوع انسان کی کچھ سب سے زیادہ متاثر کن کامیابیوں کے پیچھے ہے۔ انفرادی سطح پر، تاہم، یہ بالکل اہم ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کس کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں اور کیوں، کہ آپ کو اس جگہ کا واضح احساس ہے جس میں آپ ہیں۔

صرف آپ ہی جانتے ہیں کہ آپ کس روی میں حصہ لے رہے ہیں۔ یعنی، جب تک آپ کی انا یہ فیصلہ نہیں کرتی کہ آپ کی قدر کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اگر آپ ہر جگہ ہر ایک سے بہتر ہیں، اس سے زیادہ ہیں۔ مزید فوری طور پر، ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک منفرد صلاحیت اور مقصد ہے؛ اس کا مطلب ہے کہ ہم واحد ہیں جو اپنی زندگی کی شرائط کا جائزہ لے سکتے ہیں اور مقرر کر سکتے ہیں۔ اکثر اوقات ہم دوسرے لوگوں کی طرف دیکھتے ہیں اور ان کی منظوری کو اس معیار پر پورا اترنے پر مجبور کرتے ہیں جس پر پورا اترنے پر ہم مجبور ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ہم اپنی صلاحیت اور مقصد کو ضائع کر دیتے ہیں۔

سینیکا کے مطابق، یونانی لفظ یو تھیسیا ایک ایسا لفظ ہے جس کے بارے میں ہمیں اکثر سوچنا چاہئے: یہ ہمارے اپنے راستے کا احساس ہے اور اس کو کاٹنے والے دیگر تمام لوگوں سے بھٹکے بغیر اس پر کیسے رہنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، یہ دوسرے آدمی کو مارنے کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ

دوسروں سے زیادہ ہونے کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ وہ ہونے کے بارے میں ہے جو آپ ہیں، اور اس میں جتنا ممکن ہوا چھاہونا، ان تمام چیزوں کے سامنے جھکے بغیر جو آپ کو اس سے دور کھینچتی ہیں۔

یہ وہاں جانے کے بارے میں ہے جہاں آپ جانے کے لئے نکلے ہیں۔ اپنے انتخاب میں سب سے زیادہ کامیابی حاصل کرنے کے بارے میں جو آپ منتخب کرتے ہیں۔ بس پہی ہے۔ نہ زیادہ اور نہ کم۔ (ویسے، انگریزی میں یو تھیمیا کا مطلب "سکون" ہے۔

یہ بیٹھنے اور سوچنے کا وقت ہے کہ آپ کے لئے واقعی کیا اہم ہے اور پھر باقی کو چھوڑنے کے لئے اقدامات کریں۔ اس کے بغیر، کامیابی خوشگوار نہیں ہو گی، یا تقریباً اتنی مکمل ہو گی جتنی یہ ہو سکتی ہے۔ یا اس سے بھی بدتر، یہ ختم نہیں ہو گا۔

یہ خاص طور پر پیسے کے ساتھ سچ ہے۔ اگر آپ نہیں جانتے کہ آپ کو کتنی ضرورت ہے تو، ڈیفالٹ آسانی سے بن جاتا ہے: زیادہ۔ اور اس طرح بغیر سوچے سمجھے تلقیدی توانائی کو کسی شخص کی کال سے نکال کر بینک اکاؤنٹ بھرنے کی طرف موڑ دیا جاتا ہے۔ چوری کرنے والے اور بدنام صحافی یوناہ لہر رنے اپنے زوال کے بارے میں سوچتے ہوئے کہا، "جب آپ عدم تحفظ اور عزم کو سیکھا کرتے ہیں، تو آپ چیزوں کو نہ کہنے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔

انا تجارت کو مسترد کرتی ہے۔ سمجھوتہ کیوں؟ انا یہ سب چاہتا ہے۔

انا آپ کو دھوکہ دینے کے لئے کہتی ہے، حالانکہ آپ اپنے شریک حیات سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے پاس کیا ہے اور جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ انا کہتی ہے کہ یقینی طور پر، اگرچہ آپ ابھی ایک چیز کو پکڑنا شروع کر رہے ہیں، کیوں نہ دوسری چیز کے پیچ میں چھلانگ لگائیں؟ آخر کار، آپ بہت زیادہ کے لئے ہاں کہتے ہیں، پیلے پن سے کہیں زیادہ دور کی چیز کے لئے۔ ہم کیپٹن اہاب کی طرح ہیں، جو موبی ڈک کا پیچھا کر رہے ہیں، ان وجوہات کی بنابر ہمیں اب سمجھ بھی نہیں آتی۔

شاید آپ کی ترجیح واقعی پیسے ہے۔ یا شاید یہ خاندان ہے۔ شاید یہ اثربا تبدیلی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ایسی تنظیم کی تعمیر ہو جو قائم رہے، یا کسی مقصد کو پورا کرے۔ یہ سب بالکل اچھے حرکات ہیں۔ لیکن آپ کو جانے کی ضرورت ہے۔ آپ کو یہ جانے کی ضرورت ہے کہ آپ کیا نہیں چاہتے ہیں اور آپ کے انتخاب کیا روکتے ہیں۔ کیونکہ حکمت عملی اکثر باہمی طور پر مخصوص ہوتی ہے۔ ایک ہی وقت میں اوپر اگلوکار اور نو عمر پاپ آئیڈل نہیں ہو سکتا۔ زندگی کو ان تجارتوں کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن انا اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔

تو آپ وہ کیوں کرتے ہیں جو آپ کرتے ہیں؟ یہ وہ سوال ہے جس کا آپ کو جواب دینے کی ضرورت ہے۔ جب تک آپ کر سکتے ہیں اسے گھورتے رہیں۔ اس کے بعد ہی آپ سمجھ پائیں گے کہ کیا اہم ہے اور کیا نہیں۔ تبھی آپ انکار کر سکتے ہیں، کیا آپ احمقانہ نسلوں سے باہر نکل سکتے ہیں جن سے کوئی فرق نہیں پڑتا، یا یہاں تک کہ موجود بھی نہیں ہے۔ صرف اس کے بعد ہی "کامیاب" لوگوں کو نظر انداز کرنا آسان ہے، کیونکہ زیادہ تر وقت وہ نہیں ہوتے ہیں۔ کم از کم آپ کے رشتہ دار، اور اکثر خود سے بھی۔ تبھی آپ اس پر سکون اعتماد کو فروغ دے سکتے ہیں جس کے بارے میں سینیکانے بات کی تھی۔

جتنا زیادہ آپ کے پاس ہو گا اور کریں گے، اپنے مقصد کے ساتھ وفاداری برقرار رکھنا اتنا ہی مشکل ہو گا، لیکن آپ کو اتنا ہی زیادہ تنقیدی طور پر ضرورت ہو گی۔ ہر کوئی اس مفروضے کو قبول کرتا ہے کہ اگر صرف ان کے پاس وہی ہوتا جو عام طور پر کسی اور کے پاس ہوتا ہے تو وہ خوش ہوتے۔ اس وہم کے خالی پن کا احساس کرنے کے لئے جلنے میں کچھ بارگ سکتا ہے۔

ہم سب کبھی کھار اپنے آپ کو کسی منصوبے یا ذمہ داری کے درمیان میں پاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھ پاتے کہ ہم وہاں کیوں ہیں۔ اپنے آپ کو روکنے کے لئے ہمت اور یقین کی ضرورت ہو گی۔

معلوم کریں کہ آپ جس چیز کے پیچھے ہیں اس کے پیچھے کیوں ہیں۔ ان لوگوں کو نظر انداز کریں جو آپ کی رفتار میں گڑ بڑ کرتے ہیں۔ انہیں اس چیز کا لائق کرنے دیں جو آپ کے پاس ہے، اس کے بر عکس نہیں۔ کیونکہ یہ آزادی ہے۔

استحقاق، کنٹرول، اور پیرانیا

اعصابی ٹوٹ پھوٹ کے قریب پہنچنے کی علامات میں سے ایک یہ یقین ہے کہ کسی کا کام بہت اہم ہے۔

-برٹرینڈر سل

فارسی شہنشاہ ہین زرکسنس نے یونان پر حملے کے دوران، سلیسیپونٹ کو عبور کیا، پانی بڑھ
اس کے پل تباہ ہو گئے۔

انجینئروں نے کئی دن تعمیر میں گزارے تھے۔ چنانچہ اس نے دریا میں زنجیریں پھینک دیں اور حکم دیا کہ اسے تین سو کوڑے مارے جائیں اور اسے گرم لو ہے سے رنگ دیا جائے۔ جب اس کے آدمیوں

نے اس کی سزا سنائی تو انہیں حکم دیا گیا کہ تم نمک اور کڑو اپانی تم پر اس لیے عذاب ڈالتے ہو کہ اس نے تمہیں زخمی کیا جس نے تمہیں کبھی زخمی نہیں کیا۔ اور اس نے ان لوگوں کے سر کاٹ دیے جنہوں نے پل بنائے تھے۔

عظمیم مورخ ہیر و ڈو ڈس نے اس نمائش کو "مضحکہ خیز" قرار دیا، جو شاید ایک کم بیانی ہے۔ یقینی طور پر "احمقانہ" اور "گمراہ کن" زیادہ مناسب ہیں۔ پھر، یہ ان کی شخصیت کا حصہ تھا۔ اس سے کچھ عرصہ قبل زرکس نے قربی پہاڑ کو ایک خط لکھا تھا جس میں اسے ایک نہر کاٹنے کی ضرورت تھی۔ انہوں نے لکھا کہ آپ لمبے قد اور فخر محسوس کر سکتے ہیں، لیکن کیا آپ مجھے کوئی پریشانی پیدا کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔ ورنہ میں تمہیں سمندر میں گراؤں گا۔

یہ کتنا مضحکہ خیز ہے؟ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ یہ کتنا افسوسناک ہے؟

زرکس کی گمراہ کن دھمکیاں بد قسمتی سے ایک تاریخی بے ترتیبی نہیں ہیں۔ کامیابی کے ساتھ، خاص طور پر طاقت کے ساتھ، کچھ سب سے بڑے اور سب سے خطرناک وہم آتے ہیں: حق داری، کنٹرول، اور پا گل پن۔

امید ہے کہ آپ اپنے آپ کو اتنا پا گل نہیں پائیں گے کہ آپ انسان دوستی کرنا شروع کر دیں، اور بے جان اشیاء کو انتقام دینا شروع کر دیں۔ یہ خالص، قابل شناخت پا گل ہے، اور شکر ہے کہ نایاب ہے۔ جو چیز زیادہ امکان ہے، اور زیادہ عام ہے، وہ یہ ہے کہ ہم اپنی طاقت کو زیادہ اہمیت دینا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر ہم نقطہ نظر کھو دیتے ہیں۔

آخر کار، ہم زرکس کی طرح اختتام کر سکتے ہیں، جو ایک خوفناک مذاق ہے۔

شاعر ولیم بلیک نے لکھا کہ "اب تک کا سب سے طاقتو رزہر سیز رکے لوریل تاج سے آیا تھا۔

کامیابی ہم پر ایک جادو ڈالتی ہے۔

مسئلہ اس راستے میں ہے جس نے ہمیں سب سے پہلے کامیابی تک پہنچایا۔ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اس کے لئے اکثر خام طاقت اور قوت ارادی کے کارناموں کی ضرورت ہوتی ہے۔

انٹرپرینیور شپ اور آرٹ دونوں کو کسی ایسی چیز کی تخلیق کی ضرورت تھی جہاں پہلے کچھ بھی موجود نہیں تھا۔ دولت کا مطلب ہے بازار اور مشکلات کو شکست دینا۔ ایتھلیٹک چیمپئن نے مخالفین پر اپنی جسمانی برتری ثابت کی ہے۔

کامیابی حاصل کرنے میں ہمارے آس پاس کے لوگوں کے شکوک و شبہات اور تحفظات کو نظر انداز کرنا شامل تھا۔ اس کا مطلب انکار کو مسترد کرنا تھا۔ اس کے لئے کچھ خطرات مول لینے کی ضرورت تھی۔ ہم کسی بھی وقت ہار مان سکتے تھے، لیکن ہم یہاں اس لیے موجود ہیں کیونکہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔

مضنکہ خیز مشکلات کے سامنے ثابت قدمی اور ہمت جزوی طور پر غیر منطقی خصوصیات ہیں۔ کچھ معاملات میں واقعی غیر منطقی جب یہ کام کرتا ہے تو، ان رجحانات کو ایسا محسوس ہو سکتا ہے جیسے وہ درست ثابت ہو گئے ہیں۔

اور انہیں کیوں نہیں کرنا چاہئے؟ یہ سوچنا انسان ہے کہ چونکہ یہ ایک بار کیا گیا تھا۔ کہ دنیا کو کسی بڑے یا چھوٹے طریقے سے تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اب ہمارے قبضے میں ایک جادوئی طاقت ہے۔ ہم یہاں ہیں کیونکہ ہم بڑے، مضبوط، ہوشیار ہیں۔ کہ ہم وہ حقیقت بناتے ہیں جس میں ہم رہتے ہیں۔ اپنی ہی اربوں ڈالر کی کمپنی کو تباہ کرنے سے ٹھیک پہلے بینی بیسیز کے خالق ٹائی وارز نے اپنے ایک ملازم کے محتاط اعتراضات کو مسترد کرتے ہوئے کہا، "میں ٹائی ہارٹ کو کھاد پر رکھ سکتا ہوں اور وہ اسے خرید لیں گے!" وہ غلط تھا۔ اور یہ کمپنی نہ صرف تباہ کن طور پر ناکام رہی بلکہ بعد میں وہ جیل جانے سے بھی بچ گئے۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ ارب پتی ہیں، کروڑ پتی ہیں، یا صرف ایک بچہ ہے جس نے جلدی سے اچھی نوکری حاصل کر لی ہے۔ اگر آپ محتاج نہیں ہیں تو یقین کا مکمل اور مکمل احساس جس نے آپ کو یہاں پہنچایا وہ ایک ذمہ داری بن سکتا ہے۔ ایک بہتر زندگی کے لئے آپ کے مطالبات اور خواب کیا تھے؟ وہ عزم جس نے آپ کی کوشش کو تقویت دی؟ یہ سنجیدہ ڈرائیور کے طور پر شروع ہوتے ہیں لیکن بغیر کسی روک ٹوک کے چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور یہ تکبر اور حق داری بن جاتے ہیں۔

ذمہ داری سنبھالنے کی جبت کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اب آپ کنٹرول کے عادی ہیں۔ شک کرنے والوں کو غلط ثابت کرنے کے لئے مجبور کیا گیا؟ پاگل پن کے بھوں میں خوش آمدید۔

بھی ہاں، جائز تنا و اور تکلیف ہے جو آپ کی نئی زندگی کی ذمہ داریوں کے ساتھ آتی ہے۔ وہ تمام چیزیں جن کا آپ انتظام کر رہے ہیں، ان لوگوں کی مایوس کن غلطیاں جنہیں بہتر جانا چاہیے، ذمہ داریوں کی لامتناہی رینگ۔ کوئی بھی ہمیں اس کے لئے تیار نہیں کرتا ہے، جس سے احساسات سے نہ مٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔

وعدہ شدہ زمین اچھی ہونی چاہیے تھی، نہ کہ بڑھنے والی۔ لیکن آپ دیواروں کو اپنے اوپر بند نہیں ہونے دے سکتے۔ آپ کو اپنے آپ کو اور اپنے تصورات کو قابو میں رکھنا ہو گا۔

جب آرٹھر لی کو انقلابی جنگ کے دوران امریکہ کے سفارت کاروں میں سے ایک کے طور پر خدمات انجام دینے کے لئے فرانس اور انگلینڈ بھیجا گیا تو انہوں نے اپنے ساتھی سفارت کار سیلاس ڈین اور بزرگ سیاستدان کے ساتھ کام کرنے کا موقع حاصل کیا۔

بنجمن فرینکلن، اس نے ان سے ناراضگی کا اظہار کیا اور ان پر شک کیا کہ وہ اسے ناپسند کر رہے ہیں۔ آخر میں، فرینکلن نے اسے ایک خط لکھا (جو شاید ہم سب کسی نہ کسی موقع پر حاصل کرنے کے مستحق ہیں): "اگر آپ اپنے آپ کو اس غصے کا علاج نہیں کرتے ہیں،" فرینکلن نے مشورہ دیا، "یہ پاگل پن میں ختم ہو جائے گا، جس میں سے یہ علامتی پیش رو ہے۔" شاید اس لیے کہ وہ اپنے مزاج پر قابو پارہا تھا، فرینکلن نے فیصلہ کیا کہ خط لکھنا کافی مشکل تھا۔ اس نے اسے کبھی نہیں بھیجا۔

اگر آپ نے کبھی رچڈ نکسن کی اول آفس ٹیپ سنی ہے تو آپ کو بھی یہی بیماری سنائی دے گی اور کاش کوئی انہیں ایسا خط بھیجتا۔ یہ ایک ایسے شخص کے بارے میں ایک تکلیف دہ بصیرت ہے جس نے نہ صرف اس بات پر اپنی گرفت کھودی ہے کہ اسے کیا کرنے کی قانونی اجازت ہے، اس کا کام کیا تھا (عوام کی خدمت کرنا)، بلکہ حقیقت پر بھی۔ وہ انتہائی اعتماد سے خوف اور خوف کی طرف بے تحشا درور رہتا ہے۔ وہ اپنے ماتحتوں پر بات کرتا ہے اور ایسی معلومات اور آراء کو مسترد کرتا ہے جو اس بات کو چیلنج کرتی ہے جس پر وہ یقین کرنا چاہتا ہے۔ وہ ایک ایسے بلبلے میں رہتا ہے جس میں کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، یہاں تک کہ اس کا ضمیر بھی نہیں۔

جزل ون فیلڈ سکاٹ کی جانب سے جیفرسن ڈیوس کو ایک خط لکھا گیا ہے، جو اس وقت امریکہ کے وزیر جنگ تھے۔ ڈیوس نے اسکاٹ کو کسی معمولی بات کے بارے میں بار بار پریشان کیا۔ سکاٹ نے اسے نظر انداز کر دیا یہاں تک کہ آخر کار، اسے مخاطب کرنے پر مجبور کیا گیا، اس نے لکھا کہ اس نے ڈیوس کو پیٹا۔ اس نے اس سے کہا، "رحم دلی ہمیشہ اس غصے میں آنے والے بے وقوف کے لیے ہوتی ہے، جو اس کے بارے میں ایسے وار کرتا ہے جس سے صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچتا ہے۔

انا اس کا بدترین دشمن ہے۔ یہ ان لوگوں کو بھی تکلیف دیتا ہے جن سے ہم محبت کرتے ہیں۔ ہمارے اہل خانہ اور دوست اس کا خمیازہ بھگلتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے گاہوں، پرستاروں، اور گاہوں۔

پولین کے ایک ناقد نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: "وہ اس قوم سے نفرت کرتا ہے جس کی تالیاں وہ چاہتا ہے۔ وہ فرانسیسی عوام کو ٹکڑوں کے طور پر دیکھے بغیر نہ رہ سکے، جن لوگوں سے انہیں بہتر ہونا تھا، وہ لوگ جو، جب تک کہ وہ مکمل طور پر، غیر مشروط طور پر ان کی حمایت نہ کریں، ان کے خلاف

تھے۔

ایک ہوشیار مرد یا عورت کو باقاعدگی سے اپنی طاقت اور رسانی کی حدود کے بارے میں خود کو یاد دلانا چاہئے۔

حق داری فرض کرتی ہے: یہ میرا ہے۔ میں نے یہ کمایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی، حق داری دوسرے لوگوں کو کم کر دیتی ہے کیونکہ یہ کسی دوسرے شخص کے وقت کو اس کے وقت کی اتنی قدر کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی جتنی اس کے اپنے وقت کی۔ اس میں ایسے بیانات اور اعلانات کیے جاتے ہیں جو ان لوگوں کو تھکا دیتے ہیں جو ہمارے لیے اور ہمارے ساتھ کام کرتے ہیں، جن کے پاس ساتھ چلنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ ہماری صلاحیتوں کو اپنے آپ پر بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے، یہ ہمارے امکانات کے بارے میں فرائد لانہ فیصلہ کرتا ہے، اور یہ مضجعہ خیز توقعات پیدا کرتا ہے۔

کنٹرول کہتا ہے، یہ سب میرے طریقے سے کیا جانا چاہئے۔ یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں، یہاں تک کہ غیر اہم چیزیں بھی۔ یہ محض اپنی بات منوانے کے لیے لڑی جانے والی ایک لاکھ بے معنی جنگوں میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ یہ بھی تھک جاتا ہے۔

وہ لوگ جن کی مدد کی ہمیں ضرورت ہے، خاص طور پر خاموش لوگ جو اس وقت تک اعتراض نہیں کرتے جب تک کہ ہم انہیں ان کے بریکنگ پوائنٹ پرنہ دھکیل دیں۔ ہم ہوائی اڈے پر گلرک، ٹیلی فون پر کسٹمر سروس کے نمائندے، ہمارے دعوے کی جانچ کرنے والے ایجنسٹ سے لڑتے ہیں۔ آخر کس حد تک؟ حقیقت میں، ہم موسم کو کنٹرول نہیں کرتے ہیں، ہم مارکیٹ کو کنٹرول نہیں کرتے ہیں، ہم دوسرے لوگوں کو کنٹرول نہیں کرتے ہیں، اور اس کے باوجود ہماری کوششیں اور توانائیاں خالص فضلہ ہیں۔

پیر انویا سوچتا ہے، میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ میں اس میں مکمل طور پر اپنے آپ اور اپنے لئے ہوں۔ وہ کہتا ہے، میں احمدقوں سے گھرا ہوا ہوں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اپنے کام، میری ذمہ داریوں، خود پر توجہ مرکوز کرنا کافی نہیں ہے۔ مجھے پر دے کے پیچھے بھی مختلف سازشوں کو منظم کرنا پڑتا ہے۔ تاکہ وہ مجھے حاصل کرنے سے پہلے انہیں حاصل کر سکیں۔ تاکہ انہیں اس روشنی کے لئے واپس لا یا جاسکے جو میں محسوس کرتا ہوں۔

ہر کسی کے پاس اس طرح کا ایک بس، ایک ساتھی، ایک والدین ہوتا ہے۔ یہ تمام کشمکش، غصہ، افرا تفری اور تصادم۔ یہ ان کے لئے کیسے ہوا؟ یہ کیسے ختم ہوا؟

سینیکا نے لکھا کہ 'جو شخص خالی خوف میں مبتلا رہتا ہے وہ اپنے آپ کو حقیقی خوف میں مبتلا کر لیتا ہے۔' انہوں نے ایک سیاسی مشیر کی حیثیت سے اعلیٰ ترین سطح پر تباہ کن خوف کا مشاہدہ کیا۔

افسوشاک فیڈبیک لوپ یہ ہے کہ مسلسل "نمبر ایک کی تلاش" دوسرے لوگوں کو ہمیں کمزور کرنے اور لڑنے کی ترغیب دے سکتی ہے۔ وہ اس طرز عمل کو اس لئے دیکھتے ہیں کہ یہ واقعی کیا ہے: کمزوری، عدم تحفظ اور عدم استحکام کے لئے ایک نقاب۔ اپنے آپ کو بچانے کے جنون میں، پاگل پن اس ظلم و ستم کو جنم دیتا ہے جس سے وہ بچنا چاہتا ہے، جس سے مالک اپنے ہی وہم اور افرا تفری کا قیدی

بن جاتا ہے۔

کیا یہ وہ آزادی ہے جس کا آپ نے تصور کیا تھا جب آپ نے اپنی کامیابی کا خواب دیکھا تھا؟
شاید نہیں۔ تو

رکو۔

اپنے آپ کو منظم کریں

بڑی خوبیوں کا ہونا کافی نہیں ہے۔ ہمیں ان کا انتظام بھی کرنا چاہئے۔

- ایل اے روشنے فوکا دا ایل ڈی

I 1953 میں، ڈوائیٹ ڈی آئزن ہاور اپنی افتتاحی پریڈ سے واپس آئے اور شام دیر گئے صدر کی حیثیت سے پہلی بار ڈوائٹ ہاؤس میں داخل ہوئے۔ جیسا وہ ایگریکلیو مینشن میں داخل ہوا، اس کے چیف نے آئزن ہاور کو "خفیہ اور خفیہ" کے نشان والے دو خطوط دیئے جو اسے دن کے شروع میں بھیجے گئے تھے۔ آئزن ہاور کا رد عمل بہت تیز تھا: "مجھے کبھی بھی مہربند لفافہ نہ لائیں،" انہوں نے مضبوطی سے کہا۔ یہی وہ چیز ہے جس کے لیے میرے پاس ایک

عملہ ہے۔

کتنا مضمکہ خیز ہے، ٹھیک ہے؟ کیا دفتر واقعی اس کے سر پر چلا گیا تھا؟
بلکل بھی نہیں۔ آئزن ہاور نے بظاہر غیر اہم واقعہ کو تسلیم کیا: ایک غیر منظم، غیر فعال تنظیم کی علامت۔ ہر چیز کو اس کے ذریعے چلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ کون کہہ رہا تھا کہ لفافہ اس سے بھی زیادہ اہم تھا؟ کسی نے اس کی اسکریننگ کیوں نہیں کی؟

صدر کی حیثیت سے ان کی پہلی ترجیح ایک یکلوب رانچ کو ایک ہموار، فعال اور نظم و ضبط پر منی یونٹ میں منظم کرنا تھا، بالکل اسی طرح جیسے ان کے فوجی یونٹ تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ خود کام نہیں کرنا چاہتے تھے، بلکہ اس لئے کہ ہر ایک کے پاس ایک نوکری تھی اور انہوں نے اسے کرنے کے لئے ان پر اعتماد اور با اختیار بنایا۔ جیسا کہ ان کے چیف آف اسٹاف نے بعد میں کہا، "صدر سب سے اہم کام کرتے ہیں۔ میں اگلے سب سے اہم کام کرتا ہوں۔"

آئزن ہاور کی عوامی تصویر گولف کھیلنے والے شخص کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا شخص نہیں تھا جس نے کبھی آرام کیا ہو، لیکن اس کے پاس جو فارغ وقت تھا وہ دستیاب تھا کیونکہ وہ ایک تنگ جہاز چلاتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فوری اور اہم مترادف نہیں ہیں۔ ان کا کام ترجیحات کا تعین کرنا، بڑی تصویر بنانا اور پھر اپنے ماتحت لوگوں پر بھروسہ کرنا تھا کہ وہ ان کاموں کو انجام دیں جن کے لیے انہیں کام پر رکھا گیا تھا۔

ہم میں سے زیادہ تر لوگ صدر یا کسی کمپنی کے صدر بھی نہیں ہیں، لیکن زندگی کی سیڑھیاں چڑھنے میں، نظام اور کام کی عادات جو ہمیں اس مقام تک پہنچاتی ہیں، ضروری نہیں کہ ہمیں وہاں رکھیں۔ جب ہم خواہش مند یا چھوٹے وقت میں ہوتے ہیں، تو ہم کر سکتے ہیں

انفرادی طور پر، ہم سخت محنت اور تھوڑی سی قسمت کے ساتھ بے ترتیبی کی تلافی کر سکتے ہیں۔ اس سے بڑے شعبوں میں اس میں کٹوتی نہیں ہوگی۔ درحقیقت، اگر آپ بڑے اور منظم نہیں ہو سکتے ہیں تو یہ آپ کو ڈوب جائے گا۔

ہم وائٹ ہاؤس میں آئزناں ہاور کے نظام کا موازنہ جان ڈیلورین کی بنائی ہوئی بدنام زمانہ کار کمپنی سے کر سکتے ہیں، جب وہ جی ایم سے نکل کر مستقبل کی گاڑیوں کا برانڈ تیار کر رہے تھے۔ چند دہائیوں کے بعد کمپنی کی شاندار کار کر دگی سے دور، ہمیں یہ سوچنے کے لئے معاف کیا جا سکتا ہے کہ وہ شخص اپنے وقت سے بالکل آگے تھا۔ درحقیقت ان کا عروج وزوال اتنا ہی لازوال کہانی ہے جتنی کہ یہ ہے: طاقت کے بھوکے نار سیسیست اپنے وزن کو کمزور کرتے ہیں، اور اس عمل میں دوسروں کے لاکھوں ڈالر کے پیسے کھو دیتے ہیں۔

ڈیلورین کو یقین تھا کہ جی ایم میں نظم و ضبط اور نظم و ضبط کی ثقافت نے ان جیسے شاندار تخلیق کاروں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ جب وہ اپنی کمپنی تلاش کرنے کے لئے نکلا، تو اس نے جان بوجھ کر روایتی حکمت اور کار و باری طریقوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سب کچھ مختلف طریقے سے کیا۔ اس کا نتیجہ فری وہیلینگ، تخلیقی پناہ گاہ نہیں تھا جس کا ڈیلورین نے سادہ انداز میں تصور کیا تھا۔ اس کے بجائے، یہ ایک انتہائی طاقتوں سیاسی، غیر فعال اور یہاں تک کہ بد عنوان تنظیم تھی جو اپنے ہی وزن کے تحت تباہ ہو گئی، بالآخر جرائم اور دھوکہ دہی کا سہارا لیا، اور تقریباً 250 ملین ڈالر کا نقصان ہوا۔

ڈیلورین ایک کار اور ایک کمپنی دونوں کے طور پر ناکام رہا کیونکہ اسے اوپر سے نیچے تک غلط انتظام کیا گیا تھا۔ اوپر سے اوپر کی بد انتظامی پر زور دیا گیا تھا۔ یعنی: ڈیلورین خود ہی مسئلہ تھا۔ آئزناں ہاور کے مقابلے میں، انہوں نے بہت مختلف نتائج کے ساتھ مسلسل کام کیا۔

جیسا کہ ایک ایگزیکٹو نے کہا، ڈیلورین "ایک اچھے موقع کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا تھا لیکن وہ

نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے انجام دیا جائے۔ ایک اور ایگزیکٹو نے اپنے انتظامی انداز کو "رنگین غباروں کا تعاقب" کے طور پر بیان کیا۔ وہ مسلسل توجہ ہٹاتا تھا اور ایک منصوبے کو دوسرے کے لئے چھوڑ دیتا تھا۔ وہ ایک ذہین شخص تھا۔ بد قسمتی سے، یہ شاذ و نادر ہی کافی ہے۔

اگرچہ شاید جان بوجھ کر نہیں، ڈیلورین نے ایک ایسی ثقافت تشکیل دی جس میں انا آزاد تھی۔

اس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ مسلسل کامیابی صرف ان کے حق میں ہے، وہ نظم و ضبط، تنظیم یا اسٹریچ ٹک منصوبہ بندی جیسے تصورات پر براہم نظر آتے تھے۔ ملاز میں کو مناسب ہدایات نہیں دی گئیں، اور پھر بعض اوقات، معمولی ہدایات سے مغلوب ہو جاتے تھے۔ ڈیلورین ان لوگوں کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے جن کی اندھی وفاداری کو قابلیت یا مہارت پر قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس سب کے علاوہ، وہ اکثر دری سے یا مصروف رہتا تھا۔

ایگزیکٹو کمپنی کے ڈائم پر غیر نصابی سرگرمیوں پر کام کرنے کی اجازت دی گئی تھی، خاص طور پر سائیڈ پروجیکٹس کا تعاقب کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی تھی جو کمپنی کی قیمت پر ان کے باس کو فائدہ پہنچاتے تھے۔ سی ای او کی حیثیت سے، ڈیلورین اکثر سرمایہ کاروں کے سامنے سچ جھکاتے ہیں،

ساتھی افسران، اور سپلائرز، اور یہ عادت پوری کمپنی میں متعددی تھی۔

بہت سے لوگوں کی طرح جو شیطان سے متاثر ہوتے ہیں، ڈیلویرین کے فیصلے ہر چیز سے متاثر ہوتے تھے لیکن کیا موثر، قابل انتظام یا ذمہ دار ہوتا۔ جی ایم کے نظام کو بہتر بنانے یا ٹھیک کرنے کے بجائے، ایسا لگتا ہے جیسے انہوں نے آرڈر کو مکمل طور پر ختم کر دیا۔ اس کے نتیجے میں افراتفری پیدا ہوئی جس میں کسی نے بھی قواعد پر عمل نہیں کیا، کوئی جواب دنہیں تھا، اور بہت کم کام کیا گیا تھا۔ اس کے فوری طور پر ختم نہ ہونے کی واحد وجہ یہ تھی کہ ڈیلویرین تعلقات عامہ کے ماحر تھے۔ ایک ایسی مہارت جس نے پوری کہانی کو اس وقت تک متدرکھا جب تک کہ پہلی خراب کاریں اس بمبی لائن سے باہر نہیں آئیں۔

حیرت کی بات نہیں، گاڑیاں خوفناک تھیں۔ انہوں نے کام نہیں کیا۔ فی یونٹ لاگت بڑے پیمانے پر بجٹ سے زیادہ تھی۔ انہوں نے کافی ڈیلرز کو محفوظ نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے پاس موجود گاڑیوں کو گاڑیاں فراہم نہیں کر سکتے تھے۔ لاخ ایک تباہی تھی۔ ڈیلویرین موڑ کمپنی کبھی بحال نہیں ہوئی۔

یہ پتہ چلا ہے کہ ایک عظیم رہنمابنا مشکل ہے کون جانتا تھا؟!

ڈیلویرین اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا تھا، اور لہذا اسے دوسروں کو سنبھالنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا۔

اور اس طرح وہ اپنے آپ کو اور خواب دونوں کو ناکام بنانے میں کامیاب رہا۔

انتظام؟ یہ آپ کی تمام تخلیقی صلاحیتوں اور نئے خیالات کا انعام ہے؟

مرد بننا؟ جی ہاں۔ آخر میں، ہم سب کو بالغوں کی نگرانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے خلاف ہم نے اصل میں بغاوت کی تھی۔ پھر بھی اکثر ہم سخت رد عمل ظاہر کرتے ہیں اور سوچنے کو ترجیح دیتے ہیں: اب جب میں انچارج ہوں، تو چیزیں مختلف ہونے جا رہی ہیں!

آنزن ہاور کے بارے میں سوچیں۔ وہ دنیا کے سب سے طاقتور صدر تھے۔ وہ پچھے ہٹ سکتا تھا اور اپنی پسند کے مطابق کام کر سکتا تھا۔ اگر وہ غیر منظم ہوتے تو لوگوں کو صرف اس سے نمٹنا پڑتا (اس سے پہلے بھی ایسے بہت سے صدور رہ چکے ہیں)۔ لیکن وہ نہیں تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ملک کو نظم و ضبط اور ذمہ داری کی ضرورت ہے۔ اور یہ ان کے اپنے خدشات سے کہیں زیادہ تھا۔

ڈیلوین کے بارے میں سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ، بہت سے باصلاحیت لوگوں کی طرح، ان کے خیالات بھی نقطہ نظر پر تھے۔ ان کی گاڑی ایک دلچسپ اختراع تھی۔ اس کا ماذل کام کر سکتا تھا۔ اس کے پاس تمام اثاثے اور ٹیلنٹ تھا۔ یہ ان کی انا اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے ترتیبی تھی جس نے اجزاء کو ایک ساتھ آنے سے روکا۔ بالکل اسی طرح جیسے وہ ہم میں سے بہت سے لوگوں کے لئے کرتے ہیں۔

جیسے جیسے آپ اپنے شعبے میں کامیاب ہوتے ہیں، آپ کی ذمہ داریاں تبدیل ہونا شروع ہو سکتی ہیں۔ دن کرنے کے بارے میں کم سے کم اور فیصلے کرنے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ یہی قیادت کی فطرت ہے۔ اس منتقلی کے لئے آپ کی شاخت کا از سر نوجائزہ لینے اور اپ ڈیٹ کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی پچھلی ملازمت کے کچھ زیادہ خوشگوار یا اطمینان بخش حصوں کو ایک طرف رکھنے کے لئے ایک خاص عاجزی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے

یہ تسلیم کرنا کہ دوسرے لوگ ان شعبوں میں زیادہ اہل یاماہر ہو سکتے ہیں جن میں آپ اپنے آپ کو قابل سمجھتے ہیں۔ یا کم از کم ان کا وقت آپ کے مقابلے میں ان پر بہتر خرچ ہوتا ہے۔

جی ہاں، ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں مسلسل شامل رہنا زیادہ مزہ آئے گا، اور ہمیں آگ بجھانے کے لئے بلا یا جانے والا شخص بننے کے لئے اہم محسوس ہو سکتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں لا محدود دلچسپ اور اکثر خوش کن ہوتی ہیں، جبکہ بڑی تصویر کو سمجھنا مشکل ہو سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ مزہ نہیں ہے، لیکن یہ کام ہے۔ اگر آپ بڑی تصویر نہیں سوچتے ہیں

کیونکہ آپ "باس مین" کا کردار ادا کرنے میں بہت مصروف ہیں۔ کون کرے گا؟

یقیناً، کوئی "صحیح" نظام نہیں ہے۔ بعض اوقات نظام بہتر طور پر غیر مرکزی ہوتے ہیں۔ بعض اوقات وہ سخت درجہ بندی میں بہتر ہوتے ہیں۔ ہر منصوبہ اور ہدف ایک ایسے نقطے نظر کا مستحق ہے جو کامل طور پر اس کے مطابق ہو جو کرنے کی ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں اس کے لئے ایک تحلیقی، آرام دہ ماحول سب سے زیادہ معنی رکھتا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ آپ اپنا کار و بار دور سے چلا سکیں، یا شاید ہر کسی کے لئے ایک دوسرے کو آمنے سامنے دیکھنا بہتر ہو۔

اہم بات یہ ہے کہ آپ سیکھیں کہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو کیسے منظم کرنا ہے، اس سے پہلے کہ آپ کی صنعت آپ کو زندہ کھا جائے۔ مانگرو یا بخراز مغروہ ہیں جو دوسروں کا انتظام نہیں کر سکتے ہیں اور وہ تیزی سے اور لوڈ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح کر شما تی بصیرت رکھنے والے بھی ہیں جو اس وقت دلچسپی کھو دیتے ہیں جب عمل درآمد کا وقت آتا ہے۔ اس سے بھی بد تروہ لوگ ہیں جو اپنے ارد گردہاں کے مردیا چاپلوسی کرتے ہیں جو اپنی گندگیوں کو صاف کرتے ہیں اور ایک ایسا بلبلہ بناتے ہیں جس میں وہ یہ بھی نہیں دیکھ سکتے کہ وہ حقیقت سے کتنے منقطع ہیں۔

ذمہ داری کے لئے دوبارہ ایڈ جسمیٹ اور پھر وضاحت اور مقصد میں اضافہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ سب سے پہلے، تنظیم اور آپ کی زندگی کے اعلیٰ سطح کے اهداف اور ترجیحات کا تعین۔ پھر ان کو نافذ کرنا اور ان کا مشاہدہ کرنا۔ صرف نتائج اور نتائج پیدا کرنے کے لئے۔

محفلی کے سر سے بدبو آتی ہے، یہ کہاوت ہے۔ ٹھیک ہے، اب آپ سر ہیں۔

میری بیماری سے ہوشیار رہو

اگر میں اپنے لئے نہیں ہوں تو میرے لئے کون ہو گا؟ اگر میں صرف
اپنے لئے ہوں تو میں کون ہوں؟
—بلیل

بیہاں دوسری جنگ عظیم کے عظیم اتحادی جرنیل تھے۔ پیئن، بریڈلی، موئنگری، آئزن ہاؤ،
میک آر تھر، زو کوف۔ اور پھر جارج تھا۔
کیٹلٹ مارشل جونیئر اگرچہ ان سبھی نے اپنے ملکوں کی خدمت کی اور بہادری سے لڑائی لڑی اور
قیادت کی، لیکن ایک الگ کھڑا ہے۔

آج ہم دوسری جنگ عظیم کو ایک واضح جنگ کے طور پر دیکھتے ہیں جس میں اچھائی برائی کے خلاف بے لوث طور پر متحد ہوتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فتح اور وقت گزرنے نے ان لوگوں کی انسانیت کو پوشیدہ کر دیا ہے جو اس اٹرائی کے دائیں طرف تھے۔

یعنی: ہم اتحادیوں کے درمیان سیاست، پیٹھ میں چھرا گھونپنے، اسپاٹ لائٹ کی لائچ، دکھاوے، لائچ اور گدھوں کو چھپانے کو بھول جاتے ہیں۔ جبکہ دوسرے جر نیلوں نے اپنے میدان کی حفاظت کی، ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کی، اور تاریخ میں اپنے مقام کی خواہش رکھتے تھے، لیکن یہ طرز عمل ایک شخص میں تقریباً غائب تھا: جزل جارج مارشل۔

اس سے بھی زیادہ متاثر کن بات یہ ہے کہ مارشل نے خاموشی سے اپنی کامیابیوں کی وسعت کے ساتھ ان سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس کا راز کیا تھا؟

لاس انجلس لیکر ز اور میامی ہیٹ کو متعدد چیمپیئن شپس تک پہنچانے والے مشہور کونج اور نیجر پیٹ رائلی کا کہنا ہے کہ عظیم ٹیمیں ایک راستے پر چلتی ہیں۔ جیتنے سے پہلے جب وہ شروع کرتے ہیں تو ایک ٹیم بے قصور ہوتی ہے۔ اگر حالات ٹھیک ہیں، تو وہ ایک ساتھ آتے ہیں، وہ ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور اپنے اجتماعی مقصد کے لئے مل کر کام کرتے ہیں۔ اس مرحلے کو وہ "معصوم چڑھائی" کہتے ہیں۔

جب ایک ٹیم جیتنا شروع کرتی ہے اور میڈیا کی توجہ شروع ہوتی ہے، تو وہ سادہ رشتہ جو افراد کو ایک ساتھ جوڑتے ہیں، میدان میں اترنا شروع ہو جاتے ہیں۔ کھلاڑی اپنی اہمیت کا حساب لگاتے ہیں۔ سینے پھول جاتے ہیں۔ مایوسیاں جنم لیتی ہیں۔ اناطہر ہوتی ہے۔ پیٹ ریلی کا کہنا ہے کہ انوسنٹ کلامب کے بعد تقریباً ہمیشہ "میری بیماری" کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ "کسی بھی سال اور کسی بھی لمحے جیتنے والی کسی بھی ٹیم کو نشانہ بن سکتا ہے" اور خطرناک باقاعدگی کے ساتھ کرتا ہے۔

یہ شاک اور کوبے ہیں، جو ایک ساتھ کھلنے سے قاصر ہیں۔ جورڈن نے اسٹیو کیر، ہوریس گرانٹ اور ول پرڈو کو اپنی ٹیم کے ارکان کے طور پر نشانہ بنایا ہے۔ اس نے اپنی ہی ٹیم کے لوگوں پر حملہ کیا! یہ ایزروں کے ملازمین ہیں جو ذاتی منافع کے لئے کیلیفورنیا کو اندر ھیرے میں دھکیل رہے ہیں۔ یہ ایک ناراض ایگزیکٹو کی جانب سے میدیا میں لیک ہو رہا ہے جو اس منصوبے کو ناکام بنانے کی امید کر رہا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ یہ غنڈہ گردی اور ڈرانے دھمکانے کا ہر دوسرا حرб ہے۔

ہمارے لئے، یہ سوچنا شروع ہو گیا ہے کہ ہم بہتر ہیں، ہم خاص ہیں، کہ ہمارے مسائل اور تجربات دوسروں سے اتنے ناقابل یقین حد تک مختلف ہیں کہ کوئی بھی ممکنہ طور پر سمجھ نہیں سکتا۔ یہ ایک ایسا روایہ ہے جس نے ہم سے کہیں بہتر لوگوں، ٹیموں اور اساب کو غرق کر دیا ہے۔

جزل مارشل کے ساتھ، جنہوں نے 1939 میں جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کرنے کے دن امریکی فوج کے چیف آف اسٹاف کی حیثیت سے اپنی مدت کا آغاز کیا تھا اور پوری جنگ میں خدمات انجام دیں، ہم اس رجحان کے لئے تاریخ کے چند مستثنیات میں سے ایک دیکھتے ہیں۔ مارشل نے کبھی بھی میری بیماری کو پکڑا نہیں، اور بہت سے طریقوں سے، اکثر اس کو ان لوگوں سے شرمندہ کیا جو ایسا کرتے تھے۔

اس کا آغاز ان کے متوازن تعلقات سے ہوتا ہے، جوان کے کام کی لائے میں زیادہ تر لوگوں کے لئے ایک جنون ہے۔

وہ ایسا شخص نہیں تھا جو عہدے یا حیثیت کے ہر عمومی شو سے دور رہتا تھا۔ انہوں نے اصرار کیا کہ صدر انہیں جزل مارشل کہیں، مثال کے طور پر جارج کو نہیں۔ (اس نے یہ کہا یا، ہے نا؟) لیکن جبکہ دوسرے جر نیل با قاعدگی سے پروموشن کے لئے لابی کرتے تھے۔

- جزل میک آرٹھر نے جنگ سے پہلے کے سالوں میں دیگر افسران پر سبقت حاصل کی جس کی بڑی

وجہ اس کی والدہ کی جارحانہ کو ششیں تھیں۔ مارشل نے فعال طور پر اس کی حوصلہ شکنی کی۔ جب دوسروں نے مارشل کو چیف آف اسٹاف بنانے پر زور دینا شروع کیا، تو انہوں نے ان سے رکنے کو کہا، کیونکہ "[اس سے] مجھے فوج میں نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے۔ حقیقت میں بہت واضح ہے۔" بعد ازاں انہوں نے ایوان کی جانب سے انہیں فیلڈ مارشل کا عہدہ دینے کا بل منظور کرنے کی کوشش کی حوصلہ شکنی نہیں کی، نہ صرف اس لیے کہ ان کے خیال میں فیلڈ مارشل مارشل کا نام مضمحلہ خیز لگے گا، بلکہ اس لیے کہ وہ اپنے سر پرست جزل پر شنگ کو پیچھے نہیں چھوڑنا چاہتے تھے، جو موت کے قریب تھے اور مشورے اور رہنمائی کا مستقل ذریعہ تھے۔

کیا آپ تصور کر سکتے ہیں؟ ان تمام معاملات میں، ان کی عزت کے احساس کا مطلب اعزازات کو رد کرنا تھا، اور اکثر انہیں دوسرے لوگوں کے پاس جانے دینا تھا۔ کسی بھی عام انسان کی طرح، وہ انہیں صرف صحیح طریقے سے چاہتا تھا۔ اس سے بھی اہم بات یہ تھی کہ وہ جانتا تھا کہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، وہ ان کے بغیر کام کر سکتا ہے جبکہ شاید دوسرے نہیں کر سکتے۔ اناکی توثیق کے لئے اعزازات کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوسری طرف، اعتماد، بیرونی شناخت سے قطع نظر ہاتھ میں موجود کام پر انتظار کرنے اور توجہ مرکوز کرنے کے قابل ہے۔

اپنے کیریئر کے آغاز میں، ہم ان قربانیوں کو زیادہ آسانی سے کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ ہم اپنی کمپنی شروع کرنے کے لئے ایک مشہور کالج چھوڑ سکتے ہیں۔ یا ہم کر سکتے ہیں

کبھی کبھار نظر آنے کو برداشت کریں۔ ایک بار جب ہم اسے "بنالیتے ہیں" تو یہ رجحان "جو میرا ہے اسے حاصل کرنے" کے ذہن میں تبدیل ہونے کا ہوتا ہے۔ اب، اچانک ایوارڈز اور پہچان وسیل کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ حالانکہ وہ وہ چیزیں نہیں تھیں جو ہمیں یہاں تک لے آئیں۔ ہمیں اس پسیے کی ضرورت ہے، اس عنوان کی ضرورت ہے، میڈیا کی توجہ کی ضرورت ہے۔ ٹیم یا مقصد کے لیے نہیں، بلکہ اپنے لیے۔ کیونکہ ہم نے اسے کمایا ہے۔

آئیں ایک بات واضح کر دیں: ہم کبھی بھی لاپھی ہونے یادوسروں کی قیمت پر اپنے مفادات کی پیروی کرنے کا حق حاصل نہیں کرتے ہیں۔ اس کے بر عکس سوچناہ صرف تکبر پر مبنی ہے بلکہ اس کے مضر اثرات بھی ہیں۔

مارشل کو اس پر انتہائی حد تک آزمایا گیا۔ ایک ایسا کام جس کے لیے انہوں نے اپنی پوری زندگی تربیت حاصل کی تھی: ڈی ڈے پر فوجوں کی کمان، بنیادی طور پر دنیا پر اب تک کا سب سے بڑا مر بوط حملہ۔ روزویلٹ نے یہ واضح کیا کہ اگر وہ چاہتا ہے تو یہ مارشل کا تھا۔ تاریخ میں ایک جزوں کا مقام جنگ میں اس کے کارناموں سے یقینی ہے، لہذا اگرچہ واشنگٹن میں مارشل کی ضرورت تھی، روزویلٹ اسے کمان سنبحا لئے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ مارشل کے پاس اس میں سے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ "فیصلہ آپ کا ہے جناب صدر۔ میری خواہشات کا اس معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ کردار اور عظمت آئزناں ہا اور کے حصے میں آئی۔"

یہ ہوا کہ آئزناں ہا اور درحقیقت اس کام کے لئے بہترین آدمی تھا۔ انہوں نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور جنگ جتنے میں مدد کی۔ کیا کوئی اور چیز تجارت کے قابل ہوتی؟

اس کے باوجود ہم باقاعدگی سے ایسا کرنے سے انکار کرتے ہیں؛ ہماری اناکسی بھی بڑے مشن کی خدمت کرنے سے روکتی ہے جس کا ہم حصہ ہیں۔

ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟ کیا کسی کو ہم پر قبضہ کرنے دیں؟

مصنفہ شیرل اسٹریڈ نے ایک بار ایک نوجوان قاری سے کہا تھا، "آپ وہ بن رہے ہیں جو آپ بننے جا رہے ہیں اور اس طرح آپ گدھے بھی نہیں بن سکتے ہیں۔ یہ کامیابی کی سب سے خطرناک خامیوں میں سے ایک ہے۔ یہ ہمیں ایک ایسا شخص بناسکتا ہے جسے ہم پہلے کبھی نہیں بننا چاہتے تھے۔ میری بیماری سب سے معصوم چڑھائی کو خراب کر سکتی ہے۔"

ایک جزل تھا جس نے مارشل کے ساتھ برا سلوک کیا۔ بنیادی طور پر اسے اپنے کیریئر کے وسط میں کچھ غیر واضح پوسٹنگوں پر جلاوطن کر دیا۔ بعد میں، مارشل نے اس سے آگے نکل گیا اور اس کے پاس بدلہ لینے کا موقع تھا۔ سوائے اس کے کہ اس نے اسے قبول نہیں کیا۔ کیونکہ اس شخص کی خامیاں جو بھی ہوں، مارشل نے دیکھا کہ وہاب بھی کام کا ہے اور اس کے بغیر ملک بدتر ہو گا۔ انا کے اس خاموش دباؤ کا کیا شکر یہ تھا؟ صرف ایک اور کام اچھی طرح سے انجام دیا گیا ہے۔ اور اس سے زیادہ نہیں۔

اس کے لئے لفظ وہ ہے جو ہم اب زیادہ استعمال نہیں کرتے ہیں: عظیم۔ یقیناً یہ ایک اچھی حکمت عملی بھی تھی، لیکن زیادہ تر مارشل مہربان، معاف کرنے والا اور فیاض تھا کیونکہ یہ صحیح تھا۔ مبصرین کے مطابق

صدر ٹرو مین، جس چیز نے مار شل کو فوج اور سیاست میں تقریباً ہر ایک سے الگ کیا وہ یہ ہے کہ "جزل مار شل نے کبھی اپنے بارے میں نہیں سوچا۔

مار شل کی ایک اور کہانی ہے جس میں وہ بہت سی سرکاری تصویروں میں سے ایک کے لئے بیٹھا تھا جس کی اس سے ضرورت تھی۔ کئی بار پیش ہونے اور صبر سے درخواستوں کا احترام کرنے کے بعد، مار شل کو آخر کار مصور نے مطلع کیا کہ وہ ختم ہو گیا ہے اور جانے کے لئے آزاد ہے۔ مار شل کھڑا ہوا اور جانے لگا۔ "کیا تم پینٹنگ نہیں دیکھنا چاہتے؟" آرٹسٹ نے پوچھا۔ "نہیں، شکریہ۔" مار شل نے احترام سے کہا اور چلے گئے۔

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تصویر کا انتظام کرنا اہم نہیں ہے؟ بالکل نہیں۔ اپنے کیریئر کے آغاز میں، آپ دیکھیں گے کہ آپ ایسا کرنے کے لئے ہر موقع پر چھلانگ لگاتے ہیں۔ جیسے جیسے آپ زیادہ کامیاب ہوتے ہیں، آپ کو احساس ہو گا کہ اس میں سے بہت کچھ آپ کے کام سے توجہ ہٹانے کا باعث ہے۔ رپورٹروں کے ساتھ گزارے گئے وقت، ایوارڈز کے ساتھ، اور مارکینگ کے ساتھ گزارے گئے وقت اس سے دور ہیں جس کی آپ واقعی پرواہ کرتے ہیں۔

کس کے پاس اپنی تصویر دیکھنے کا وقت ہے؟ کیا بات ہے؟

جیسا کہ اس کی بیوی نے بعد میں مشاہدہ کیا، جو لوگ جارج مار شل کو محض معمولی یا خاموش کے طور پر دیکھتے تھے وہ اس شخص کے بارے میں خاص بات کو بھول گئے۔ ان میں وہی خصوصیات تھیں جو ہر ایک میں پائی جاتی تھیں۔ انا، خود غرضی، غرور، وقار، عزائم۔ لیکن وہ "عاجزی اور بے غرضی کے احساس سے متاثر تھے۔

یہ آپ کو یاد رکھنے کے لئے ایک برا شخص نہیں بناتا ہے۔ اسے سب سے اوپر بنانا چاہتے ہیں۔ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو فراہم کرنے کے لئے۔ آخر کار، یہ سب کشش کا حصہ ہے۔

ایک توازن ہے۔ فٹ بال کوچ ٹونی ایڈمز نے اس کا اظہار اچھی طرح سے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جرسی کے سامنے والے نام کے لیے کھلیں، اور وہ پچھے کا نام یاد رکھیں گے۔

جب مارشل کی بات آتی ہے، تو یہ پر اندازیاں کہ بے غرضی اور دیانت داری کمزوری ہو سکتی ہے یا کسی کو پچھے دھکیل سکتی ہے، مضجعہ خیز طور پر غلط ثابت ہوتی ہے۔ یقیناً، کچھ لوگوں کو آپ کو اس کے بارے میں بہت کچھ بتانے میں دشواری ہو سکتی ہے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک ایک ایسی دنیا میں رہتا ہے جس کی تشکیل کے لئے وہ بڑی حد تک ذمہ دار تھا۔

کریڈٹ کیا ہے؟ کون پرواہ کرتا ہے۔

ایمانیت پر غور کریں

ایک راہب ایک ایسا شخص ہے جو سب سے الگ ہے اور جو سب کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔
ایو اگر یوس پونٹس

1879 میں، تحفظ پسند اور ایکسپلورر جان میور نے الاس کا اپنا پہلا سفر کیا۔ جیسا کہ انہوں نے الاس کے اب کے پہاڑی اور پتھریلے مناظر کا کھوچ لگایا مشہور گلیشیر بے، ایک طاق تو راحساس نے اسے ایک ہی وقت میں متاثر کیا۔ وہ ہمیشہ سے فطرت سے محبت کرتا تھا، اور یہاں شمال کے انوکھے موسم گرم کے موسم میں، اس ایک لمحے میں، ایسا لگتا تھا جیسے پوری دنیا ہم آہنگ ہے۔ گویا وہ اپنے سامنے زندگی کے پورے ماحولیاتی نظام اور دائرے کو دیکھ سکتا

تھا۔ اس کی نبض زور پکڑنے لگی، اور وہ اور ان کا گروپ "ہر چیز کے ساتھ ہمدردی میں گرم اور تیز ہو گئے، فطرت کے دل میں واپس لے جایا گیا" جہاں سے ہم سب آئے تھے۔

شکر ہے کہ میور نے اپنے رسائلے میں اپنے ارد گرد کی دنیا کی خوبصورت ہم آہنگی کو نوٹ کیا اور ریکارڈ کیا، جس کا اس کے بعد سے بہت کم لوگوں نے مقابلہ کیا ہے۔

ہم اپنے ارد گرد کی زندگی اور حرکت کو محسوس کرتے ہیں، اور عالمگیر خوبصورتی کو محسوس کرتے ہیں: تھکی ہوئی صنعت کے ساتھ آگے پچھے چلنے والی لہریں، خوبصورت ساحلوں کو ڈھانپتی ہیں، اور سمندر کے وسیع میدانوں کے جامنی رنگ کی لہریں جہاں مجھیلوں کو کھلایا جاتا ہے، قطاروں میں جنگلی ندیاں آبشاروں سے سفید ہوتی ہیں، ہمیشہ کھلتی رہتی ہیں اور ہمیشہ گاتی رہتی ہیں۔ ایک ہزار پہاڑوں پر اپنی شاخیں پھیلائے ہیں۔ وسیع و عریض جنگلات دھوپ کی شعاعوں کو کھار ہے ہیں، ہر خلیہ لطف اندوں ہو رہا ہے۔ کیڑے مکوڑوں کے دھنڈ لے جھنڈ جو پوری ہوا کوہلا رہے ہیں، جنگل کے اوپر گھاس کی پہاڑیوں پر جنگلی بھیڑیں اور بکریاں، بیری کی ٹانگوں میں ریپھ، بہت سے دریاؤں اور جھیلوں پر منک اور بیور اور اوڑر۔ ہندوستانی اور مہم جو اپنے تھا طریقوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ پرندے اپنے جوانوں کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ ہر جگہ، ہر جگہ، خوبصورتی اور زندگی، اور خوشی، خوشی کا عمل۔

اس لمحے میں، وہ اس بات کا تجربہ کر رہا تھا جسے اسٹوکس سمپاٹھیا کہتے ہیں۔

- کائنات کے ساتھ ایک رابطہ۔ فرانسیسی فلسفی پیر ہیدوٹ نے اسے "سمندری احساس" کے طور پر حوالہ دیا ہے۔ کسی بڑی چیز سے تعلق کا احساس، یہ احساس کہ "انسانی چیزوں لا محدودیت میں ایک لا محدود نقطہ ہیں۔ یہ ان لمحات میں ہے کہ ہم نہ صرف آزاد ہیں بلکہ اہم سوالات کی طرف راغب ہوتے ہیں: میں کون ہوں؟ میں کیا کر رہا ہوں؟ اس دنیا میں میرا کیا کردار ہے؟ مادی کامیابی جیسے سوالات سے کوئی چیز ہمیں دور نہیں کر سکتی، جب ہم ہمیشہ مصروف رہتے ہیں، دباؤ میں رہتے ہیں، توجہ ہٹاتے ہیں، روپورٹ کرتے ہیں، ان پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جب ہم امیر ہوتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ہم اہم یا طاقتور ہیں۔ انا ہمیں بتاتی ہے کہ معنی سرگرمی سے آتے ہیں، کہ توجہ کا مرکز ہونا ہی مادہ کا واحد راستہ ہے۔

جب ہم اپنے سے بڑی یا بڑی کسی چیز سے تعلق نہیں رکھتے ہیں، تو ایسا لگتا ہے جیسے ہماری روح کا ایک ٹکڑا غائب ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنے آپ کو ان روایات سے الگ کر لیا ہے جن سے ہم تعلق رکھتے ہیں، چاہے جو بھی ہو (ایک ہنر، ایک کھیل، ایک بھائی چارہ یا بھائی چارہ، ایک خاندان)۔ انا ہمیں دنیا کی خوبصورتی اور تاریخ سے روکتی ہے۔ یہ راستے میں کھڑا ہے۔

کوئی تعجب نہیں کہ ہم کامیابی کو خالی پاتے ہیں۔ کوئی تعجب نہیں کہ ہم تھک چکے ہیں۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسا لگتا ہے جیسے ہم ٹریڈ مل پر ہیں۔ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ہم اس تو انائی سے رابطہ کھو دیتے ہیں جس نے کبھی ہمیں ایندھن دیا تھا۔

یہاں ایک مشق ہے: قدیم میدان جنگ یا تاریخی اہمیت کی جگہ پر چلیں۔ مجسموں کو دیکھیں اور آپ یہ دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ لوگ کتنے ملتے جلتے نظر آتے ہیں، اس کے بعد سے اب تک کتنی کم تبدلی آتی ہے، اور یہ بعد میں ہمیشہ کے لئے کیسار ہے گا۔ یہاں ایک بار ایک عظیم آدمی کھڑا تھا۔

یہاں ایک اور بہادر عورت مر گئی۔

یہاں ایک ظالم امیر آدمی رہتا تھا، اس محل نما گھر میں... یہ احساس ہے کہ دوسرے لوگ آپ سے پہلے، ان کی نسلوں سے پہلے یہاں رہے ہیں، در حقیقت۔

ان لمحات میں، ہمیں دنیا کی عظمت کا احساس ہوتا ہے۔ اننا ممکن ہے، کیونکہ ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ایک سن کا مطلب کیا تھا جب اس نے کہا تھا کہ "ہر انسان اپنے تمام آباء اجداد کا اقتباس ہے۔ وہ ہمارا حصہ ہیں، ہم ایک روایت کا حصہ ہیں۔ اس عہدے کی طاقت کو گلے لگائیں اور اس سے سیکھیں۔ اس بات کو سمجھنا ایک خوشگوار احساس ہے، جیسا کہ موڑ نے الاس کا میں محسوس کیا تھا۔ جی ہاں، ہم چھوٹے ہیں۔ ہم بھی اس عظیم کائنات کا ایک ٹکڑا اور ایک عمل ہیں۔

فلکی طبیعت دان نیل ڈی گراس ٹاؤن نے اس دوہرے پن کو اچھی طرح بیان کیا ہے۔ کائنات کے ساتھ آپ کی مطابقت اور غیر مطابقت دونوں کو سمجھنا ممکن ہے۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں، "جب میں کائنات میں دیکھتا ہوں، تو مجھے پتہ چلتا ہے کہ میں چھوٹا ہوں، لیکن میں بڑا بھی ہوں۔ میں بہت بڑا ہوں کیونکہ میں کائنات سے جڑا ہوا ہوں اور کائنات مجھ سے جڑی ہوئی ہے۔ ہم یہ نہیں بھول سکتے کہ کون سا بڑا ہے اور کون سا یہاں طویل عرصے سے ہے۔

آپ کیوں سوچتے ہیں کہ تاریخ بھر کے عظیم رہنما اور مفکرین "بیابان میں چلے گئے ہیں" اور حوصلہ افزائی کے ساتھ، ایک منصوبہ بندی کے ساتھ، ایک تجربے کے ساتھ واپس آئے ہیں جو انہیں ایک ایسے راستے پر لے جاتا ہے جو دنیا کو تبدیل کر دیتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے میں انہوں نے نقطہ نظر تلاش کیا، انہوں نے بڑی تصویر کو اس طرح سے سمجھا جو روزمرہ کی زندگی کی ہلچل میں ممکن نہیں تھا۔ اپنے ارد گرد کے شور کو خاموش کرتے ہوئے، وہ آخر کار وہ خاموش آواز سن سکتے تھے جسے انہیں سننے کی ضرورت تھی۔

تحقیقی صلاحیت قبولیت اور پہچان کا معاملہ ہے۔ اگر آپ کو یقین ہو کہ دنیا آپ کے ارد گرد گھومتی ہے تو ایسا نہیں ہو سکتا۔

انا کو دور کر کے، یہاں تک کہ عارضی طور پر۔ ہم اس چیز تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں جو راحت میں کھڑی ہے۔ ہمارے نقطہ نظر کو وسیع کرنے سے، مزید نظر آتا ہے۔

یہ افسوس ناک ہے کہ ہم میں سے زیادہ تر لوگ ماضی اور مستقبل سے کتنے کٹے ہوئے ہیں۔

ہم بھول جاتے ہیں کہ اہرام کی تعمیر کے دوران اونی میمتھ زمین پر چلتے تھے۔ ہمیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ کلیوپیٹر ان مشہور اہراموں کی تعمیر کے مقابلے میں ہمارے وقت کے قریب رہتی تھی جو اس کی بادشاہی کی نشاندہی کرتے تھے۔ جب برطانوی مزدوروں نے نیلسن کے کالم اور اس کے مشہور پتھر کے شیروں کی تعمیر کے لئے ٹرافلگر اسکوازر میں زمین کی کھدائی کی تو زمین میں انہیں اصل شیروں کی ہڈیاں ملیں، جو چند ہزار سال پہلے اسی مقام پر گھومتے تھے۔ حال ہی میں کسی نے اندازہ لگایا ہے کہ

براک او باما کو جارج واشنگٹن سے جوڑنے کے لیے صدیوں سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملانے والے چھ افراد کی ایک زنجیر درکار ہے۔ 1956 میں سی بی ایس کے ایک گیم شو "آئی ہیو اے سیکریٹ" میں ایک شخص کی ایک ویڈیو آپ یو ٹیوب پر دیکھ سکتے ہیں، ایک قسط میں جس میں لو سیل بال نامی مشہور

اداکارہ بھی شامل تھیں۔ اس کاراز؟ جب لنکن کو قتل کیا گیا تو وہ فوراً کے تھیٹر میں تھے۔ انگستان کی حکومت نے حال ہی میں بچیرہ جنوپی بلبل، پولین جنگلوں، سلطنت کی غلامی کے خاتمے اور آرٹش آلو کے نقط جیسے واقعات سے 1720 تک کے قرضوں کی ادائیگی کی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اکیسویں صدی میں بھی اٹھا رہویں اور انیسویں صدی سے براہ راست اور روزانہ کا تعلق تھا۔

جیسے جیسے ہماری طاقت یا صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، ہم یہ سوچنا پسند کرتے ہیں جو ہمیں خاص بناتا ہے۔ کہ ہم مبارک، بے مثال وقت میں رہتے ہیں۔ اس بات کو اس حقیقت سے مزید تقویت ملتی ہے کہ پچاس سال پہلے بھی ہم جو تصاویر دیکھتے ہیں ان میں سے بہت سی اب بھی سیاہ اور سفید رنگ میں ہیں، اور ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ دنیا سیاہ اور سفید میں تھی۔ ظاہر ہے، ایسا نہیں تھا۔ ان کا آسمان ہمارے جیسا ہی رنگ کا تھا (کچھ جگہوں پر ہم سے زیادہ روشن)، انہوں نے بھی اسی طرح خون بھایا جس طرح ہم نے کیا تھا، اور ان کے گال بالکل ہماری طرح بہرہ رہے تھے۔
ہم ان کی طرح ہیں، اور ہمیشہ رہیں گے۔

محمد علی نے ایک بار کہا تھا کہ "جب آپ میرے جیسے عظیم ہیں تو عاجزی کرنا مشکل ہے۔ جی ہاں، ٹھیک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عظیم لوگوں کو اس مشکل سے لڑنے کے لئے اور بھی زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ خود کو جذب کرنا اور اپنے آپ پر قائل ہونا مشکل ہے

حسی محرومی کے ٹینک کی تہائی اور خاموشی کے اندر عظمت۔ رات گئے ساحل پر اکیلے چلنا مشکل ہے کیونکہ ایک لامتناہی سیاہ سمندر آپ کے بغل میں زمین سے زور سے ٹکر رہا ہے۔

ہمیں فعال طور پر اس کا سنتا ہی ہمدردی کی تلاش کرنی ہو گی۔ بلیک کی مشہور نظم ہے جس کا آغاز "ریت کے دانے میں ایک دنیا کو دیکھنا / اور جنگلی پھول میں جنت دیکھنا / اپنے ہاتھ کی ہتھیلی میں لا محدودیت کو پکڑنا / اور ایک گھنٹے میں ابدیت" سے ہوتا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے پیچھے ہم یہاں ہیں۔ یہ وہ روحانی تجربہ ہے جو ہماری چھوٹی سی اناکونا ممکن بنادیتا ہے۔

عناسیر یاقتوں یا آس پاس کے ماحول کے خلاف غیر محفوظ محسوس کریں۔ اپنے آپ کو یاد دلائیں کہ غصہ کرنا اور لڑنا اور اپنے آس پاس کے لوگوں کو کیجا کرنے کی کوشش کرنا کتنا ضروری ہے۔ جاؤ اور اپنے آپ کو لا محدود کے ساتھ رابطے میں رکھو، اور دنیا سے اپنی شعوری علیحدگی کو ختم کرو۔ اپنے آپ کے کو زندگی کی حقیقوں کے ساتھ تھوڑا سا بہتر طریقے سے ہم آہنگ کریں۔ محسوس کریں کہ آپ کے سامنے کتنا کچھ آیا ہے، اور کس طرح اس کے صرف ٹکڑے باقی رہ گئے ہیں۔

جب تک ممکن ہو اس احساس کو آپ کو لے جانے دیں۔ پھر جب آپ اس سے بہتر یا بڑا محسوس کرنا شروع کریں تو جائیں اور اسے دوبارہ کریں۔

اپنے سوبریٹی کو برقرار رکھیں

کاشت کاری کی اونچائی سادگی پر منحصر

ہے۔

-بروس لی

انگلیا میر کل سربراہِ مملکت کے بارے میں ہمارے تقریباً ہر مفروضے کی مخالف ہیں، خاص ہو
پر جرمنی کے سربراہ کے بارے میں۔ وہ سادہ ہے۔ وہ شاستہ ہے۔ وہ
پریزنسٹیشن یا فلیش کے لئے بہت کم پرواہ کرتا ہے۔ وہ کوئی اشتغال انگلیز تقاریر نہیں کرتی ہیں۔ اسے
توسع یا غلبے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ زیادہ تر، وہ خاموش اور محفوظ ہے۔

چانسلر انگلیا میر کل اس وقت پر سکون ہیں جب بہت سے رہنمائی میں دھت ہیں، انا کے ساتھ، طاقت کے ساتھ، عہدے کے ساتھ۔ یہی وہ چیز ہے جس نے انہیں تین مرتبہ بے حد مقبول رہنمابنادیا ہے اور الیہ یہ ہے کہ وہ جدید یورپ میں آزادی اور امن کے لیے ایک طاقتوار و سعیق قوت بن چکی ہیں۔

میر کل کے بارے میں ایک کہانی ہے جو ایک نوجوان لڑکی کے طور پر تیراکی کے سبق میں ہے۔ وہ غوطہ خوری کے بورڈ پر چلی گئی اور وہیں کھڑی ہو کر سوچنے لگی کہ کیا اسے چھلانگ لگانی چاہیے۔ منٹ گزر گئے۔ مزید منٹ۔ آخر میں، جیسے ہی سبق کے اختتام کی گھنٹی بجنے لگی، وہ چھلانگ لگادی۔ کیا وہ خوفزدہ تھا یا صرف محتاط تھا؟ کئی سال بعد، وہ ایک بڑے بحران کے دوران یورپ کے رہنماؤں کو یاد دلاتی تھیں کہ "خوف ایک برا مشیر ہے۔ اس ڈائیوںگ بورڈ پر ایک بچے کے طور پر، وہ ہر مختص سینئر کو صحیح فیصلہ کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتی تھی، نہ کہ لاپرواہی یا خوف کی وجہ سے۔ زیادہ تر معاملات میں، ہم سوچتے ہیں کہ لوگ سراسر توانائی اور جوش و خروش کے ذریعے کامیاب ہوتے ہیں۔ ہم انا کو تقریباً معاف کر دیتے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ شخصیت کا ایک حصہ ہے جو "اسے بڑا بنانے" کے لئے ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس حد سے تھوڑا سا غالبہ ہی آپ کو اس مقام پر پہنچا دے جہاں آپ ہیں۔ لیکن آئیے پوچھتے ہیں: کیا یہ واقعی اگلی کئی دہائیوں تک پائیدار ہے؟ کیا آپ واقعی کام کر سکتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے سب کو پچھے چھوڑ سکتے ہیں؟ اس کا جواب نہیں ہے۔ انا ہمیں بتاتی ہے کہ ہم ناقابل تسلیم ہیں، کہ ہمارے پاس لا محدود طاقت ہے جو کبھی ختم نہیں ہو گی۔ لیکن یہ وہ چیز نہیں ہو سکتی جس کی عظمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر کسی اختتام کے توانائی؟

میر کل کچھوے کے بارے میں ایسوپ کے افسانے کا مجسمہ ہیں۔ وہ سست اور مستحکم ہے۔ جس

تاریخی رات دیوار برلن گری، اس کی عمر پینتیس برس تھی۔ اس کے پاس ایک تھا

بیئر، بستر پر گیا، اور اگلے دن کام کے لئے جلدی آگیا۔ کچھ سال بعد، اس نے ایک معزز لیکن غیر معروف طبیعت دان بننے کے لئے کام کیا تھا۔ اس کے بعد ہی وہ سیاست میں داخل ہوئیں۔ پچاس سال کی عمر میں وہ چانسلر بن گئیں۔ یہ ایک محنتی، محنتی راستہ تھا۔

پھر بھی ہم میں سے باقی لوگ انسانی طور پر جتنی جلدی ممکن ہو چوٹی پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ ہمارے پاس انتظار کرنے کے لئے صبر نہیں ہے۔ ہم اعلیٰ درجے پر اوپر جانے کے لئے بلند ہیں۔ ایک بار جب ہم اسے بنالیتے ہیں تو، ہم سوچتے ہیں کہ انا اور تو انہی وہاں رہنے کا واحد طریقہ ہے۔ ایسا نہیں ہے۔

جب روسی صدر ولاد میر پیوٹن نے ایک بار میر کل کوڈرانے دھمکانے کی کوشش کی تو انہوں نے اپنے بڑے شکاری کتے کو ایک مینگ میں آنے کی اجازت دے دی (وہ مبینہ طور پر کتوں سے محبت نہیں کرتی ہیں)، تو وہ پچھے نہیں ہٹیں اور بعد میں اس کے بارے میں مذاق کیا۔ تیجتا، وہ وہ شخص تھا جو احمد اور غیر محفوظ نظر آتا تھا۔ اپنے عروج کے دوران اور خاص طور پر اقتدار میں اپنے وقت کے دوران، انہوں نے فوری تناویا محركات سے قطع نظر مستقل طور پر اپنا توازن اور صاف مزاج برقرار رکھا ہے۔

اسی طرح کی پوزیشن میں، ہم "جرات مندانہ" کارروائی میں ابھرے ہوں گے؛ ہو سکتا ہے کہ ہم غصے میں آگئے ہوں یا ریت میں ایک لکیر کھینچ لی ہو۔ ہمیں اپنے لئے کھڑا ہونا ہو گا، ٹھیک ہے؟ لیکن ہم کرتے ہیں؟ الہذا اکثر، یہ صرف انا ہے، جس سے نہنے سے زیادہ تناویں میں اضافہ ہوتا ہے۔ میر کل پختہ، واضح اور صبر کرنے والی ہیں۔ وہ داؤ پر لگے اصول کے علاوہ ہر چیز پر سمجھوتہ کرنے کو تیار ہے جسے بہت سے لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں۔

یہ صداقت ہے۔ یہ اپنے آپ کا حکم ہے۔

وہ حادثاتی طور پر مغربی دنیا کی سب سے طاقتور خاتون نہیں بن یہ۔ اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ

ہے کہ انہوں نے ایک ہی فارمولے کے ساتھ تین مدتیں تک اپنا مقام برقرار رکھا ہے۔

عظمیم فلسفی بادشاہ مارکوس اور بیلس اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اپنی مرضی کے خلاف سیاست میں آئے اور انہوں نے اپنی جوانی سے لے کر اپنی موت تک مسلسل اعلیٰ عہدوں پر رومی عوام کی خدمت کی۔ وہاں ہمیشہ دباؤ ڈالنے والا کاروبار تھا

- سننے کی اپیلیں، لڑنے کے لئے جنگیں، پاس کرنے کے لئے قوانین، اجازت دینے کے حق۔ انہوں نے "بادشاہت" سے بچنے کی کوشش کی۔ مطلق طاقت کے داغ جس نے پچھلے شہنشاہوں کو تباہ کر دیا تھا۔ ایسا کرنے کے لیے، انہوں نے اپنے آپ کو کھکھا، "وہ شخص بننے کے لئے لڑنا ہو گا جو فلسفے نے آپ کو بنانے کی کوشش کی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ زین فلسفی زوگین کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہر روز اپنے آپ کو پکارتے تھے:

"ماستر -"

"جی ہاں صاحب؟"

اس کے بعد وہ مزید کہے گا:

"خاموش ہو جاؤ۔" "جی

ہاں صاحب۔"

وہ اپنی بات کا اختتام یہ کہتے ہوئے کریں گے:

"دوسروں کے دھو کے میں نہ پڑو۔" "ہاں

جناب، ہاں صاحب۔"

آج، ہم اس میں اضافہ کر سکتے ہیں:

"اپنے بینک اکاؤنٹ میں حاصل کردہ شناخت یار قم کی مقدار سے دھو کہ نہ دیں۔"

ہمیں اپنی انکے گرد گھونمنے والی بہت سی مختلف قوتوں کے باوجود پر سکون رہنے کے لئے لڑنا ہو گا۔

مورخ شیلیبی فٹ نے مشاہدہ کیا کہ "طااقت اتنی بد عنوان نہیں ہوتی ہے۔ یہ بہت آسان ہے۔ یہ ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے، اختیارات کو بند کرتا ہے، مسحور کر دیتا ہے۔ انایہی کرتی ہے۔ جب اسے واضح ہونے کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ ذہن کو ٹھیک ٹھیک ڈھانپ دیتا ہے۔ صبراً ایک توازن، ایک بینگ اور علاج۔ یا اس سے بہتر، روک تھام کا طریقہ ہے۔

دوسرے سیاست دان جرات مند اور کر شما تی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میر کل نے کہا تھا، "آپ حل نہیں کر سکتے... کر شمہ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔" وہ عقلمند ہے۔ وہ تجزیہ کرتا ہے۔ وہ حالات کے بارے میں بات کرتی ہیں، اپنے بارے میں نہیں، جیسا کہ اقتدار میں بیٹھے لوگ اکثر کرتے ہیں۔ سائنس میں اس کا پس منظر یقینی طور پر یہاں مددگار ہے۔ سیاست دان اکثر بیکار ہوتے ہیں اور اپنی شبیہ کے بارے میں ضد کرتے ہیں۔ میر کل اس کے لیے بہت معروضی ہیں۔ اسے نتائج کی پرواہ ہے اور کچھ اور نہیں۔ ایک جرمن مصنفہ نے ان کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ بے باکی میر کل کا بنیادی ہتھیار ہے۔

پیٹریاٹس کے کوچ بل سلیچک کے بارے میں لکھتے ہوئے ڈیوڈ ہبر سٹم نے کہا کہ یہ "شخص" نہ صرف اسٹیک کے کاروبار میں تھا، بلکہ اس کے دل میں سجل کے لئے توہین بھی تھی۔ آپ میر کل کے بارے میں بھی یہی کہہ سکتے ہیں۔ سلیچک اور میر کل جیسے رہنمای جانتے ہیں کہ سٹیک وہی ہے جو کھیل جیتا ہے اور قوموں کو آگے بڑھاتا ہے۔ دوسری جانب سیز ل کی وجہ سے صحیح فیصلے کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ کس طرح بات چیت کی جائے، کس کو فروغ دیا جائے، کون سا کھیل چلانا ہے، کون سافیڈ بیک سننا ہے، کسی مسئلے پر کہاں آنا ہے۔

چر چل کے یورپ کو ایک قسم کے لیڈر کی ضرورت تھی۔ آج کی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی دنیا کو اپنی ضرورت ہے۔ کیونکہ بہت ساری معلومات کو ترتیب دینے کی ضرورت ہے، لہذا

بہت زیادہ مسابقت، اتنی تبدیلی، واضح سر کے بغیر... سب کچھ کھو گیا ہے۔

ہم واضح طور پر منشیات یا شراب سے پرہیز کے بارے میں بات نہیں کر رہے ہیں، لیکن یقینی طور پر انا پرستی کے لئے روک تھام کا ایک عضر موجود ہے۔ غیر ضروری اور تباہ کن کا خاتمه۔ اپنی تصویر کے بارے میں مزید ضد نہ کریں۔ اپنے نیچے یا تم سے اوپر کے لوگوں کے ساتھ حقارت سے پیش آنا۔ فرست کلاس ٹریننگ اور اسٹار ٹرینمنٹ کی ضرورت ہے۔ غصہ کرنا، لڑنا، پیش قدمی کرنا، پرفارم کرنا، غلبہ حاصل کرنا، خوش کرنا، اور اپنی حیرت انگیزی یا خود ساختہ اہمیت پر حیرت زدہ ہونا۔ صبر وہ جوابی وزن ہے جسے کامیابی کو متوازن کرنا چاہئے۔ خاص طور پر اگر چیزیں بہتر سے بہتر ہوتی رہتی ہیں۔

جیسا کہ جیمز باسفورڈ نے تبصرہ کیا، "خوشحالی کے بار بار حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مضبوط آئین کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں اب ہم ہیں۔

ایک پرانی لائے ہے کہ اگر آپ خوش رہنا چاہتے ہیں تو چھپ کر زندگی گزاریں۔ یہ سچ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ ہم میں سے باقی لوگ واقعی اچھی مثالوں سے محروم ہیں۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم میر کل جیسی شخصیت کو عوام کی نظر و میں دیکھ رہے ہیں کیونکہ وہ ایک بہت بڑی اور خاموش اکثریت کی نمائندہ ہیں۔

ہم میڈیا میں جو کچھ دیکھتے ہیں اس پر یقین کرنا جتنا مشکل ہو سکتا ہے، حقیقت میں کچھ کامیاب لوگ معمولی اپارٹمنٹس کے ساتھ ہیں۔ میر کل کی طرح، وہ بھی اپنے شریک حیات کے ساتھ معمول کی نجی زندگی گزارتی ہیں (ان کے شوہرنے ان کی پہلی حلف برداری میں شرکت نہیں کی تھی)۔ ان میں آرٹ کی کمی ہے، وہ نارمل کپڑے پہنتے ہیں۔ زیادہ تر کامیاب لوگ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں آپ نے کبھی نہیں سنائے۔ وہ اسے اسی طرح چاہتے ہیں۔

یہ انہیں پر سکون رکھتا ہے۔ اس سے انہیں اپنا کام کرنے میں مدد ملتی ہے۔

اس کے بعد جو اکثر آتا ہے، اناد شمن ہے ...

ثبوت موجود ہیں، اور آپ فیصلہ کر
رہے ہیں۔

- این لاموٹ

H اگر تم چوٹی پر ہو۔ تم نے کیا پایا ہے؟ اس کا انتظام کرنا کتنا مشکل اور مشکل ہے۔ آپ نے سوپا چھا
کہ جب آپ پہنچیں گے تو یہ آسان ہو جائے گا۔
اس کے بجائے، یہ اور بھی مشکل ہے۔ مکمل طور پر ایک مختلف جانور۔ آپ نے جو پایا وہ یہ ہے کہ آپ کو
اپنی کامیابی کو برقرار رکھنے کے لئے خود کو منظم کرنا ہو گا۔

فلسفی ار سطوانا اور طاقت اور سلطنت کی دنیا سے نا آشنا نہیں تھا۔ اس کا سب سے مشہور شاگرد الیگزینڈر اعظم تھا، اور جزوی طور پر ارسطو کی تعلیمات کے ذریعہ، نوجوان نے پوری معروف دنیا کو فتح کیا۔ الیگزینڈر بہادر اور ذہین تھا اور اکثر سخنی اور دانشمند تھا۔ پھر بھی، یہ واضح ہے کہ انہوں نے ارسطو کے سب سے اہم سبق کو نظر انداز کیا۔ اور جزوی طور پر یہی وجہ ہے کہ وہ بتنیس سال کی عمر میں گھر سے بہت دور، ممکنہ طور پر اپنے ہی آدمیوں کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے، جنہوں نے آخر کار کہا تھا، "بہت ہو گیا۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ بڑے عزم رکھنے میں غلط تھا۔ الیگزینڈر نے ارسطو کے "سنہری معنی" یعنی درمیانی راستے کو کبھی نہیں سمجھا۔ بار بار ارسطو نیکی اور عمدگی کی بات کرتا ہے اور اسے ایک اسپیکٹرم کے ساتھ پاؤنسٹس کے طور پر بیان کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، مت ایک طرف بزدلی اور دوسرا طرف لاپرواہی کے درمیان ہے۔ سخاوت، جس کی ہم سب تعریف کرتے ہیں، کو کسی بھی کام کے لئے بے حیائی اور بے حیائی سے محروم ہونا چاہئے۔ یہ بتانا مشکل ہو سکتا ہے کہ یہ سنہری مطلب کہاں ہے، لیکن اسے تلاش کیے بغیر، ہم خطرناک انتہاؤں کا خطرہ مول لیتے ہیں۔ ارسطو نے لکھا کہ یہی وجہ ہے کہ بہترین ہونا بہت مشکل ہے۔ "ہر معاملے میں، انظر میدیٹ کو تلاش کرنا مشکل کام ہے۔ مثال کے طور پر، ہر کوئی نہیں، بلکہ صرف وہی جو جانتا ہے، ایک دائرے میں وسط کو تلاش کرتا ہے۔" ہم اپنی انا اور حاصل کرنے کی اپنی خواہش کو چلانے کے لئے سنہری ذریعہ کا استعمال کر سکتے ہیں۔ لامتناہی عزم آسان ہے؛ کوئی بھی گیس پر اپنے پاؤں مضبوطی سے رکھ سکتا ہے۔

اطمینان بھی آسان ہے؛ یہ صرف گیس سے اس پاؤں کو ہٹانے کا معاملہ ہے۔ ہمیں اس سے بچنا چاہئے جسے کار و باری حکمت عملی ساز جم کو لنز "غیر نظم و ضبط" کہتے ہیں۔

مزید کی تلاش" ، اور ساتھ ہی وہ تسلیم جو تعریف کے ساتھ آتی ہے۔ ارسطو سے دوبارہ قرض لینے کے لئے، جو چیز مشکل ہے وہ یہ ہے کہ صحیح وقت پر، صحیح طریقے سے، صحیح وقت کے لئے، صحیح وقت کے لئے، صحیح کار میں، صحیح سمت میں جانے کے لئے صحیح مقدار میں دباؤ کا اطلاق کیا جائے۔ اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو اس کے سلیمانی نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

نپولین کی طرف سے ایک لائن ہے، جو سکندر کی طرح بری طرح مر گیا۔ انہوں نے کہا، "عظمیم عزم رکھنے والے لوگوں نے خوشی کی تلاش کی ہے... اور شہرت حاصل کر لی ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مقصد کے پیچھے خوش رہنے اور پورا ہونے کی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن جب تکبر زور پکڑتا ہے تو، ہم اپنے مقصد کا سراغ کھو دیتے ہیں اور ایک ایسی جگہ ختم ہو جاتے ہیں جس کا ہم نے کبھی ارادہ نہیں کیا تھا۔ ایمرسن نے نپولین کے بارے میں اپنے مشہور مضمون میں اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ اس کی موت کے چند سال بعد ہی یورپ بالکل ویسا ہی تھا جیسا نپولین نے اپنے عروج کے آغاز سے پہلے کیا تھا۔ یہ سب موت، وہ کوشش، وہ لائق، اور وہ اعزازات۔ کس لئے؟ بنیادی طور پر کچھ بھی نہیں۔ انہوں نے لکھا کہ نپولین جلد ہی اپنے توپ خانے سے نکلنے والے دھوئیں کی طرح غائب ہو گیا۔

ہاورڈ ہیوز اپنی موجودہ شہرت کے باوجود ایک خوش مزاج انسان نہیں تھے، چاہے ان کی زندگی تاریخ یا فلموں سے کتنی ہی شاندار کیوں نہ لگے۔ جب وہ موت کے قریب تھا، تو اس کے ایک ساتھی نے دکھی ہیوز کو یقین دلانے کی کوشش کی۔ معاون نے کہا، "آپ نے کتنی ناقابل یقین زندگی گزاری ہے۔ ہیوز نے اپنا سر ہلا کیا اور کسی ایسے شخص کی اداس، پر زور ایمانداری کے ساتھ جواب دیا جس کا وقت واضح طور پر آچکا ہے،" اگر آپ نے کبھی میرے ساتھ زندگی میں جگہ وں کا تبادلہ کیا ہوتا، تو میں شرط لگانے کے لئے تیار ہوتا کہ آپ پہلے ہفتے کے گزرنے سے پہلے ہی تبادلے کا مطالبہ کرتے۔

ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمیں اس گھناؤ نے، یہاں

تک کہ افسوسناک انجام سے بچنے کے لئے کیا فیصلے کرنے ہوں گے: اپنی بے رحمی کی حفاظت کرنا، لائق اور پاگل پن سے بچنا، عاجزی سے رہنا، اپنے مقصد کے احساس کو برقرار رکھنا، اپنے ارد گرد کی وسیع تر دنیا سے جڑنا۔

کیونکہ اگر ہم اپنے آپ کو اچھی طرح سے سنبھال بھی لیں تو بھی خوشحالی کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ دنیا ہمارے خلاف کئی طریقوں سے سازشیں کرتی ہے اور قدرت کے قوانین کہتے ہیں کہ ہر چیز معنی کی طرف پلٹ جاتی ہے۔ کھلیوں میں، جتنے والے سیزن کے بعد شیڈوں مشکل ہو جاتا ہے، خراب ٹیکیوں کو بہتر ڈرافٹ انتخاب مل جاتا ہے، اور تنخواہ کی حد کسی ٹیکم کو متعدد رکھنا مشکل بنادیتی ہے۔ زندگی میں، ٹیکس ووں میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے جتنا آپ کرتے ہیں، اور معاشرہ آپ پر اتنی ہی زیادہ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ میڈیا ان لوگوں کے بارے میں زیادہ سخت ہے جن کی اس نے پہلے کو رنج کی ہے۔ افواہیں اور گپ شپ شہرت کی قیمت ہیں: وہ نشے میں دھست ہے۔ وہ ہم جنس پرست ہے۔ وہ منافق ہے۔ وہ ایک کتیا ہے۔ بحوم کی جڑیں کمزور لوگوں کے لیے ہیں، اور جڑیں جتنے والوں کے خلاف ہیں۔

یہ صرف زندگی کے حقائق ہیں۔ کون اس سب میں انکار کو شامل کرنے کا متحمل ہو سکتا ہے؟

طاقت کو ہمیں گمراہ کرنے کی بجائے اور ہمارے پاس جو کچھ ہے اسے معمولی سمجھنے کے بجائے،
بہتر ہو گا کہ ہم اپنا وقت قسمت کی تبدیلوں کی تیاری میں صرف کریں جو زندگی میں ناگزیر طور پر
رو نما ہوتی ہیں۔ یعنی مصالح، مشکلات، ناکامی۔

کون جانتا ہے۔ شاید ایک گراٹ وہی ہے جو آگے آنے والی ہے۔ اس سے بھی بدتر، شاید آپ
نے اس کی وجہ بنی۔ صرف اس لئے کہ آپ نے ایک بار کچھ کیا تھا، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ
اسے ہمیشہ کے لئے کامیابی سے کرنے کے قابل ہوں گے۔
پلٹنا اور رد عمل زندگی کے چکر کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا کہ کسی اور چیز کا۔
لیکن ہم اسے بھی سنبھال سکتے ہیں۔



PART III

ناکامی

یہاں ہم کسی بھی سفر کے لئے مخصوص آزمائشوں کا تجربہ کر رہے ہیں۔ شاید ہم ناکام ہو گئے ہیں، شاید ہمارا مقصد توقع سے کہیں زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ کوئی بھی مستقل طور پر کامیاب نہیں ہوتا ہے، اور ہر کوئی پہلی کوشش میں کامیابی حاصل نہیں کرتا ہے۔ ہم سب راستے میں ناکامیوں سے نمٹتے ہیں۔ اناہ صرف ہمیں ان حالات کے لئے تیار نہیں کرتی ہے، بلکہ اس نے اکثر ان کے وقوع پذیر ہونے میں کردار ادا کیا ہے۔ دوبارہ اٹھنے کے راستے کے لیے ایک نئی سمت اور خود آگاہی میں اضافے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمیں رحم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے اپنے یا کسی اور کے۔ ہمیں مقصد، شاشتھی اور صبر کی ضرورت ہے۔



**TO WHATEVER FAILURE AND
CHALLENGES YOU WILL FACE,
EGO IS THE ENEMY . . .**



اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے غم سے زیادہ ہماری خوشی سے ہمدردی رکھتا ہے، ہم اپنی دولت کی پریڈ بناتے ہیں، اور اپنی غربت کو چھپاتے ہیں۔ کوئی بھی چیز اتنی تکلیف دہ نہیں ہے کہ ہم اپنی تکلیف کو عوام کے سامنے بے نقاب کریں اور یہ محسوس کریں کہ اگرچہ ہماری صورت حال تمام بني نوع انسان کی آنکھوں کے لیے کھلی ہے، لیکن کوئی بھی انسان ہمارے لیے اس آدھے حصے کا تصور نہیں کر سکتا جو ہم بھگت رہے ہیں۔

- ایڈم سمتح

یا اپنی زندگی کے پہلے نصف حصے میں، کیتھرین گراہم نے دیکھا کہ سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے ان کے والد، یوجین میر، ایک مالیاتی ذہین تھے جنہوں نے اسٹاک مارکیٹ میں قسمت بنائی۔ ان کی والدہ ایک خوبصورت اور ذہین سماجی شخصیت تھیں۔ ایک بچے کے طور پر، کیتھرین کے پاس ہر چیز میں سب سے بہتر تھا: بہترین اسکول، بہترین اساتذہ، بڑے گھر، اور نو کراس کا انتظار کرنے کے لئے۔ 1933 میں ان کے والد نے واشنگٹن پوسٹ خریدا، جو اس وقت ایک جدوجہد کرنے والا لیکن اہم اخبار تھا، جسے انہوں نے پلٹنا شروع کیا۔ کیتھرین واحد بچہ تھا جس نے اس میں سنجیدگی سے دلچسپی کا اظہار کیا، جب وہ بڑی تھی تو اسے یہ کاغذوراشت میں ملا اور اس نے اپنے اتنے ہی متاثر کن شوہر فلپ گراہم کو اس کا انتظام سونپ دیا۔

وہ کوئی اور ہاورد ہیوز نہیں تھی، جس نے اپنے خاندان کی دولت کو ضائع کر دیا۔ وہ کوئی اور امیر بچہ نہیں تھا جس نے زندگی میں آسان راستہ اختیار کیا کیونکہ وہ کر سکتی تھی۔ لیکن یہ ایک پرکشش زندگی تھی، اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں۔ ان کے الفاظ میں، وہ اپنے شوہر (اور والدین) کی پنگ کی دم بننے پر مطمئن تھیں۔

اس کے بعد زندگی نے ایک موڑ لیا۔ فل گراہم کا رو یہ تیزی سے بے ترتیب ہوتا گیا۔ اس نے بہت زیادہ شراب پی۔ انہوں نے لاپرواہی سے کاروباری فیصلے کیے اور ایسی چیزوں خریدیں جو وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس نے معاملات کرنا شروع کر دیئے۔ اس نے اپنی بیوی کو تقریباً ہر اس شخص کے سامنے سر عام ذلیل کیا جسے وہ جانتے تھے۔ امیر لوگوں کے مسائل، ٹھیک ہے؟ یہ پتہ چلا کہ وہ شدید ذہنی ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا، اور جیسے ہی کیتھرین نے اسے صحت مند کرنے کی کوشش کی، اس نے شکاری رائفل سے خود کو ہلاک کر دیا جب وہ اگلے کمرے میں تھی۔

1963ء میں چھیالیس سال کی عمر میں تین بچوں کی ماں کیتھرین گراہم نے خود کو واشنگٹن پوسٹ

کمپنی کا انچارج پایا۔

ہزاروں ملازمین کے ساتھ ایک وسیع کارپوریشن۔ وہ غیر تیار، ڈرپوک اور سادہ لوح تھی۔

اگرچہ یہ المناک تھے، لیکن یہ واقعات بالکل ایک تباہ کن ناکامی نہیں تھے۔ گراہم ابھی بھی امیر تھا، اب بھی سفید فام تھا، اب بھی مرااعات یافتہ تھا۔ پھر بھی، یہ وہ نہیں تھا جو اس نے سوچا تھا کہ زندگی نے اس کے لئے منصوبہ بندی کی تھی۔ یہی بات ہے۔ ناکامی اور مصالحہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے نسبتاً اور منفرد ہیں۔ تقریباً بغیر کسی استثناء کے، زندگی یہی کرتی ہے: یہ ہمارے منصوبوں کو لے جاتی ہے اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ کبھی ایک بار، کبھی بہت بار۔

جیسا کہ مالیاتی فلسفی اور ماہر معاشیات جارج گلڈ میں نے ایک بار مشاہدہ کیا تھا، ایسا لگتا ہے جیسے "ہم ایک حیرت انگیز گیند پر ہیں جہاں ہر گلاس میں شیمپین چمکتی ہے اور نرم ہنسی موسم گرم کی ہوا پر پڑتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کسی لمحے کا لگھوڑے والے چھت کے دروازوں سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے اور بدله لینے اور زندہ نجج جانے والوں کو منتشر کر دیں گے۔ جو جلدی چلے جاتے ہیں وہ نجج جاتے ہیں، لیکن گیندا تین شاندار ہوتی ہے کہ کوئی بھی چھوڑنا نہیں چاہتا جبکہ ابھی بھی وقت ہے۔ تو ہر کوئی پوچھتا رہتا ہے۔ یہ کون سا وقت ہے؟ لیکن کسی بھی گھری کے ہاتھ نہیں ہیں۔

وہ معاشی بحر انوں کی بات کر رہے تھے، حالانکہ وہ شاید اس بارے میں بھی بات کر رہے تھے کہ ہم سب اپنی زندگی میں صرف ایک بار نہیں، بلکہ اکثر اپنے آپ کو کہاں پاتے ہیں۔ چیزیں اچھی طرح چل رہی ہیں۔ شاید ہم کسی بڑے مقصد کے خواہاں ہیں۔ شاید ہم آخر کار اپنی محنت کے ثمرات سے لطف اندوڑ ہو رہے ہیں۔ کسی بھی موقع پر، قسمت مداخلت کر سکتی ہے۔

اگر کامیابی اناکا نشہ ہے، تو ناکامی ایک تباہ کن انکا جھٹکا ہو سکتا ہے۔ زوال میں پھسل جاتا ہے اور چھوٹی پریشانیوں کو بڑے انکشافات میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اگر انہا کثربڑی کا میابی کا ایک برا ضمیمنی اثر ہے تو، یہ ناکامی کے دوران مہلک ہو سکتا ہے۔

ہمارے پاس ان مسائل کے بہت سے نام ہیں: تخریب کاری۔ نا انصافی۔ مصیبتیں۔ آزمائشیں۔ المیہ۔ کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لیبل ہے، یہ ایک آزمائش ہے۔ ہمیں یہ پسند نہیں ہے، اور ہم میں سے کچھ اس سے ڈوب جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ دوسراے اسے حاصل کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ دونوں صورتوں میں، یہ ایک آزمائش ہے جو ہر شخص کو برداشت کرنا ہو گا۔

یہ قسمت ہمارے لیے اتنی ہی لکھی گئی ہے جتنی پانچ ہزار سال پہلے گلگا میش کے نوجوان بادشاہ کے لیے لکھی گئی تھی:

اسے ایک ایسی جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا
جسے وہ نہیں جانتا، وہ ایک ایسی سڑک پر
سوار ہو گا جسے وہ نہیں جانتا۔

کیتھرین گراہم کے پاس یہی بات آئی۔ یہ پتہ چلا کہ اخبار کو سنبھالنا تقریباً دو دہائیوں تک جاری رہنے والے کوشش اور دل دھلادینے والے واقعات کے سلسلے میں پہلا تھا۔

تمام پین نے جارج واشنگٹن کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے ایک بار لکھا تھا کہ "کچھ ذہنوں میں ایک فطری پختگی ہوتی ہے جسے ٹرائفلز کے ذریعے کھولا نہیں جاسکتا ہے، لیکن

جسے جب کھو لاجاتا ہے تو اس میں حوصلے کی ایک کابینہ نظر آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ گراہم کے پاس بھی اسی طرح کی کابینہ تھی۔

جیسے ہی وہ اپنی قائدانہ پوزیشن پر بیٹھیں، گراہم نے پایا کہ اخبار کا قدامت پسند بورڈ ایک مستقل رکاوٹ تھا۔ وہ سرپرستی کر رہے تھے اور خطرے سے گریز کر رہے تھے اور انہوں نے کمپنی کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔ کامیاب ہونے کے لئے، اسے اپنا کمپاس تیار کرنا ہو گا اور دوسروں کو اس طرح ٹالنا نہیں ہو گا جس طرح اس نے ہمیشہ کیا تھا۔ آخر کار یہ واضح ہو گیا کہ اسے ایک نئے ایگزیکٹو ایڈیٹر کی ضرورت ہے۔ بورڈ کے مشورے کے بر عکس، انہوں نے ایک پسندیدہ اچھے بوڑھے لڑکے کی جگہ ایک نامعلوم نوجوان اپ اسٹارٹ کو شامل کیا۔

کافی آسان ہے۔

سکرود کا اگلا موڑ نہیں تھا۔ جیسے ہی کمپنی عوامی سطح پر آنے کے لیے درخواست دائر کر رہی تھی، پوسٹ کو چوری شدہ سرکاری دستاویزات کا ایک مجموعہ موصول ہوا جسے ایڈیٹر نے گراہم سے پوچھا کہ کیا وہ ان کی اشاعت کرو کنے کے عدالتی حکم کے باوجود چلا سکتے ہیں۔ انہوں نے کمپنی کے وکلاء سے مشاورت کی۔ انہوں نے بورڈ سے مشورہ کیا۔ سبھی نے اس کے خلاف مشورہ دیا۔ اس خوف سے کہ یہ آئی پی او کو ڈبو سکتا ہے یا کمپنی کو سالوں تک مقدمات میں باندھ سکتا ہے۔ پریشان ہو کر، اس نے آگے بڑھنے اور انہیں شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک ایسا فیصلہ جس کی بنیادی طور پر کوئی مثال نہیں تھی۔ اس کے کچھ ہی عرصے بعد اخبار کی جانب سے ڈیمو کریکٹ نیشنل کمپنی کے ہیڈ کوارٹر میں چوری کی تحقیقات میں ایک گمنام ذرائع پر انحصار کرتے ہوئے کمپنی کو وائٹ ہاؤس اور واشنگٹن کی طاقتوں اشرافیہ کے ساتھ مستقل طور پر اختلافات پیدا کرنے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا (اور ساتھ ہی ان ٹی وی اسٹیشنوں کے لیے درکار سرکاری لائنسنس وں کو بھی خطرے میں ڈال دیا گیا تھا جن کی انہیں پوسٹ

کی ملکیت تھی)۔ ایک موقع پر نکسن کے وفادار اور ریاستہائے متعددہ امریکیہ کے اٹارنی جزیں جان محل نے دھمکی دی کہ گراہم نے اس حد سے تجاوز کر لیا ہے کہ ان کی "چوٹ" "ایک بڑے موٹے گھوڑے میں پھنس جائے گی۔" ایک اور معاون نے کہا کہ وائٹ ہاؤس اب اس بارے میں سوچ رہا ہے کہ کاغذ کو کس طرح ختم کیا جائے۔ اپنے آپ کو اس کے جوتے میں ڈالیں: دنیا کا سب سے طاقتور دفتر واضح طور پر حکمت عملی تیار کرتا ہے، "ہام پوسٹ کو سب سے زیادہ نقصان کیسے پہنچاسکتے ہیں؟"

اس کے اوپر، پوسٹ کے اسٹاک کی قیمت شاندار سے کم تھی۔ بازار خراب تھا۔ 1974 میں، ایک سرمایہ کارنے جا رہا تھا طور پر کمپنی میں حص خریدنا شروع کیا۔ بورڈ خوف زدہ تھا۔ اس کا مطلب دشمنانہ قبضہ ہو سکتا ہے۔ گراہم کو اس سے نہنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اگلے سال، اخبار کے پر نظر زکی یونین نے ایک خوفناک، طویل ہڑتال شروع کی۔ ایک موقع پر یونین کے ارکان نے شرٹس پہن رکھی تھیں جن پر لکھا تھا کہ فل نے غلط گراہم کو گولی مار دی۔ ان ہتھکنڈوں کے باوجود یا شاید ان کی وجہ سے انہوں نے ہڑتال سے لڑنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے جوابی لڑائی لڑی۔ ایک صبح چار بجے ایک زوردار کال آئی: یونین نے کمپنی کی مشینری کو سبو تاڑ کیا، ایک بے گناہ ملازم کو مارا پیٹا، اور پھر ایک پرنٹنگ پر لیں کو آگ لگادی۔

عام طور پر، پرنٹنگ ہڑتا لوں کے دوران حریف ساتھی اخبارات کو باہر نکالنے میں مدد کریں گے

ان کی پرنسپل لیکن گراہم کے حریفوں نے انکار کر دیا، جس سے پوسٹ کو اشتہاری آمدنی میں روزانہ \$300,000 کا نقصان اٹھانا پڑا۔

اس کے بعد، بڑے سرمایہ کاروں کے ایک گروپ نے واشنگٹن پوسٹ کمپنی میں اپنے اسٹاک پوزیشنوں کو فروخت کرنا شروع کر دیا، بنظاہر اس کے امکانات پر ان کا اعتماد ختم ہو گیا تھا۔ گراہم نے فیصلہ کیا کہ ان کا بہترین آپشن یہ ہے کہ وہ کمپنی کے پیسے کا ایک بڑا حصہ عوامی مارکیٹوں میں اپنے حصص خریدنے پر خرچ کریں۔ ایک خطرناک اقدام جو اس وقت کوئی نہیں کر رہا تھا۔

یہ ان مسائل کی ایک فہرست ہے جن کے بارے میں پڑھنا تھا کہ ادینے والا ہے۔ اس کے باوجود گراہم کی ثابت قدمی کی وجہ سے، یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر تھا جس کی کسی نے بھی پیش گوئی نہیں کی تھی۔

کیتھرین گراہم کی شائع کردہ لیک ہونے والی دستاویزات پینٹا گون پیپرز کے نام سے مشہور ہوئیں اور صحافت کی تاریخ کی سب سے اہم کہانیوں میں سے ایک تھیں۔ اخبار کی واٹر گیٹ روپورٹنگ، جس نے نکسن وائٹ ہاؤس کو اس قدر ناراض کیا، نے امریکی تاریخ کو تبدیل کر دیا اور ایک پوری انتظامیہ کو گرا دیا۔ اس نے اخبار کو پلٹزر انعام بھی جیتا۔ جس سرمایہ کار سے دوسروں کو ڈر تھا وہ ایک نوجوان وارن بفیٹ تھا، جو اس کا کار و باری سرپرست اور کمپنی کا ایک بہت بڑا کیل اور اسٹیورڈ بن گیا۔ (ان کے خاندان کی کمپنی میں ان کی چھوٹی سی سرمایہ کاری ایک دن سینکڑوں ملین کی ہو گی۔ وہ یونین کے ساتھ مذاکرات میں کامیاب رہی اور آخر کار ہڑتال ختم ہو گئی۔ واشنگٹن میں ان کے اہم حریف، جس نے ان کی مدد کے لیے آنے سے انکار کر دیا تھا، وہی اسٹار کو اچانک موڑ دیا گیا اور پوسٹ نے ان پر قبضہ کر لیا۔ اس کی سٹاک بائی بیک، جونہ صرف کار و باری دانش مندی کے بر عکس تھی، بلکہ مارکیٹ کے فیصلے کے بر عکس تھی۔ نے کمپنی کو اربوں ڈالر بنادیا۔

یہ پتہ چلا ہے کہ انہوں نے طویل جدوجہد برداشت کی، انہوں نے جو غلطیاں کیں، بار بار ناکامیاں، بحران اور حملے کہیں نہ کہیں آگے بڑھ رہے تھے۔ اگر آپ نے 1971 میں پوسٹ کے آئی پی او میں 1 ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے تو، 1993 میں گراہم کے عہدہ چھوڑنے تک اس کی قیمت 89 ڈالر ہو گی۔ اس کے مقابلے میں ان کی صنعت کے لئے 14 ڈالر اور ایس اینڈ پی کے لئے 5 ڈالر تھے۔

یہ انہیں نہ صرف اپنی نسل کی سب سے کامیاب خاتون سی ای اوز میں سے ایک بناتا ہے اور فارچیوں 500 کمپنی چلانے والی پہلی خاتون ہے، بلکہ اب تک کی بہترین سی ای اوز میں سے ایک ہے۔

منہ میں چاندی کا چیج لے کر پیدا ہونے والے کسی شخص کے لیے پہلی ڈیریٹھ دہائی وہ تھی جسے آپ آگ کا پتسرہ کہیں گے۔ گراہم کو مشکل کے بعد مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ایسی مشکلات جن سے نمٹنے کے لئے وہ واقعی تیار نہیں تھیں، یا ایسا لگتا تھا۔ ایسے وقت تھے جب شاید ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اسے صرف اس چیز کو فروخت کرنا چاہئے تھا اور اپنی بھاری دولت سے لطف اندوز ہونا چاہئے تھا۔

گراہم نے اپنے شوہر کی خودکشی کا سبب نہیں بنایا، لیکن اس کے بغیر کام کرنا اس پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ انہوں نے واٹر گیٹ اور پینٹنٹا گون پیپرز کا مطالبہ نہیں کیا، لیکن ان کی اشتغال انگلیز فطرت کا جائزہ لینے کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرے لوگ اسی کی دہائی میں خرید و فروخت اور انضمام کی دوڑ میں لگے ہوئے تھے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے آپ کو اور اپنی کمپنی کو دو گناہ کر دیا، اس حقیقت کے باوجود کہ اسے وال اسٹریٹ کی طرف سے ایک کمزور کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ وہ سوبار آسان راستہ اختیار کر سکتی تھی، لیکن ایسا نہیں ہوا۔

کسی بھی لمحے، ناکامی یا ناکامی کا امکان ہے۔ بل والش کہتے ہیں کہ 'تقریباً ہمیشہ آپ کی فتح کا راستہ ناکامی' نامی جگہ سے گزرتا ہے۔ دوبارہ کامیابی کا مزہ چھکھنے کے لئے، ہمیں یہ سمجھنا ہو گا کہ اس لمحے (یا ان سوالوں) کی مشکل کی وجہ کیا تھی، کیا غلط ہوا اور کیوں۔ ہمیں اس صورت حال سے آگے بڑھنے کے لئے اس سے نمٹنا ہو گا۔ ہمیں اسے قبول کرنے اور اسے آگے بڑھانے کی ضرورت ہو گی۔

گراہم اس میں سے زیادہ تر میں اکیلے تھے۔ وہ اندھیرے میں اندھادھندا پناہ راستہ محسوس کر رہی تھی، ایک مشکل صورت حال کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی جس کی اس نے کبھی توقع نہیں کی تھی۔ وہ ایک مثال ہے کہ کس طرح آپ سب کچھ ٹھیک کر سکتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو گہری گندگی میں پاتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ناکامی صرف انابرستوں کو ملتی ہے جو اس کے لئے بھیک مانگ رہے تھے۔ نکسن ناکام ہونے کے مستحق تھے۔ گراہم نے کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ ہاں، اکثر لوگ خود کو حادثے کا شکار کرنے کے لئے تیار کرتے ہیں، اچھے لوگ ہر وقت ناکام ہو جاتے ہیں (یادو سرے لوگ انہیں ناکام کرتے ہیں)۔ وہ لوگ جو پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر چکے ہیں وہ خود کو مزید کے ساتھ پھنسنے ہوئے پاتے ہیں۔ زندگی منصفانہ نہیں ہے۔

انا اس تصور سے محبت کرتی ہے، یہ خیال کہ کوئی چیز "منصفانہ" ہے یا نہیں۔ ماہر نفسیات اسے نفسانی چوت کہتے ہیں جب ہم ذاتی طور پر مکمل طور پر لا تعلق اور معروضی واقعات کو لیتے ہیں۔ ہم ایسا اس وقت کرتے ہیں جب ہمارا احساس نفس کمزور ہوتا ہے اور ہر وقت زندگی پر مخصر ہوتا ہے۔ چاہے آپ جس چیز سے گزر رہے ہیں وہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کا مسئلہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، کیونکہ اس وقت اس سے نہ مٹنا آپ کا کام ہے۔

گراہم کی انانے اسے ناکام نہیں کیا، لیکن اگر اس کے پاس ایسا ہوتا تو، یہ یقینی طور پر اسے دوبارہ کامیاب ہونے سے روکتا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ناکامی ہمیشہ بلا دعوت آتی ہے، لیکن ہماری انا کے ذریعے، ہم میں سے بہت سے لوگ اسے برقرار رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔

گراہم کو اس سب کے ذریعے کیا ضرورت تھی؟ پریشان نہیں۔ بے وقوف نہیں۔ اسے مضبوط ہونے کی ضرورت تھی۔ اسے اعتماد اور برداشت کرنے کی آمادگی کی ضرورت تھی۔ صحیح اور غلط کا احساس۔ مقصد۔ یہ اس کے بارے میں نہیں تھا۔ یہ ان کے خاندان کی وراثت کو محفوظ رکھنے کے بارے میں تھا۔ کاغذ کی حفاظت۔ اپنا کام کر رہے ہیں۔

اور تم؟ جب چیزیں مشکل ہو جائیں گی تو کیا آپ کی انا آپ کو دھوکہ دے گی؟ یا آپ اس کے بغیر آگے بڑھ سکتے ہیں؟

جب ہمیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص طور پر عوامی مشکلات (ٹک کرنے والے، اسکینڈلز، نقصانات) تو ہمارے دوست انا اپنے حقیقی رنگ دکھائیں گے۔

منفی تاثرات کو قبول کرتے ہوئے، اناکہتی ہے: میں جانتا تھا کہ آپ یہ نہیں کر سکتے ہیں۔ تم نے کبھی کوشش کیوں کی؟ یہ دعویٰ کرتا ہے: یہ اس کے قابل نہیں ہے۔ یہ منصفانہ نہیں ہے۔ یہ کسی اور کا مسئلہ ہے۔ آپ کوئی اچھا بہانہ کیوں نہیں نکالتے اور اس سے ہاتھ کیوں نہیں دھوتے؟ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں اس کا سامنا نہیں کرنا چاہئے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہم مسئلہ نہیں ہیں۔

یعنی یہ آپ کو محسوس ہونے والی ہر چوت میں خود کو چوت پہنچاتا ہے۔

ایمپیکورس کی تشریح کرنے کے لئے، نرگسیت کی طرف مائل افراد ایک "دیواروں سے محروم شہر" میں رہتے ہیں۔ خود کا ایک نازک احساس مسلسل خطرے میں رہتا ہے۔ وہم اور کامیابیاں دفاع نہیں ہیں، جب آپ کو خصوصی حساس اینٹینا کو ان سکنلز کو حاصل کرنے (اور تحقیق کرنے) کے لئے تربیت دی گئی ہے جو آپ کے غیر یقینی توازن کے عمل کو چینچ کرتے ہیں۔

یہ جینے کا ایک افسوسناک طریقہ ہے۔

والش کے 49 کھلاڑیوں کی قیادت سنبحا لئے سے ایک سال پہلے، وہ 14 اور 12 اور 14 تھے۔ ہیڈ کونج اور جزل نیجر کی حیثیت سے ان کا پہلا سال، وہ چلے گئے... 14 اور 12 کیا آپ ماہی سی کا تصور کر سکتے ہیں؟ تمام تبدیلیاں، وہ تمام کام جو اس پہلے سال میں ہوئے، اور بالکل اسی مقام پر ختم ہوئے جو آپ سے پہلے کے نااہل کوچ نے کیا تھا؟

ہم میں سے زیادہ تر اسی طرح سوچیں گے۔ اور پھر ہم شاید دوسرے لوگوں کو مورد الزام ٹھہرانا شروع کر دیں گے۔

والش کو احساس ہوا کہ اسے "کہیں اور ثبوت تلاش کرنا پڑے گا" کہ یہ پلٹ رہا ہے۔ ان کے لیے یہ اس بات پر منحصر تھا کہ کھیل کس طرح کھیلے جا رہے تھے، اچھے فیصلے اور تنظیم کے اندر کیا تبدیلیاں کی جا رہی تھیں۔ دو سیزن کے بعد، انہوں نے سپر باول جیتنا اور پھر اس کے بعد مزید کئی جیتے۔ سب سے

نیچے ان فتوحات کو ایک طویل سفر کی طرح محسوس ہوا ہو گا، یہی وجہ ہے کہ آپ کو ماضی کو دیکھنے کے قابل ہونا چاہئے۔

جیسا کہ گوئٹے نے ایک بار مشاہدہ کیا تھا، سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ "اپنے آپ کو آپ سے زیادہ دیکھنا اور اپنے آپ کو اپنی حقیقی قدر سے کم اہمیت دینا۔ ایک اچھا استعارہ یہ ہو سکتا ہے کہ کیتھرین گراہم نے ستر اور اسی کی دہائی کے آخر میں اسٹاک کی خریداری کی۔ اسٹاک باñی بیک متنازعہ ہیں۔ وہ عام طور پر ایک ایسی کمپنی سے آتے ہیں جو رکی ہوئی ہے یا جس کی ترقی سست روی کا شکار ہے۔ باñی بیک کے ساتھ، ایک سی ای اولیٰ ایک ناقابل یقین بیان دے رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے: بازار غلط ہے۔ یہ ہماری کمپنی کی اتنی غلط قدر کر رہا ہے، اور واضح طور پر اتنا کم اندازہ ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں، کہ ہم کمپنی کی قیمتی رقم کو اس شرط پر خرچ کرنے جا رہے ہیں کہ وہ غلط ہیں۔

اکثر، بے ایمان یا مغرور سی ای اولیٰ کمپنی کا اسٹاک واپس خریدتے ہیں کیونکہ وہ گمراہ ہوتے ہیں۔ یا کیونکہ وہ مصنوعی طور پر اسٹاک کی قیمت کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اس کے بر عکس، ڈرپُک یا کمزور سی ای اولیٰ ز خود پر شرط لگانے پر بھی غور نہیں کریں گے۔ گراہم کے معاملے میں، اس نے ایک قابل قدر فیصلہ کیا؛ بغیٹ کی مدد سے وہ دیکھ سکتی تھی۔

معروضی طور پر کہ مارکیٹ نے کمپنی کے اثاثوں کی حقیقی قیمت کی تعریف نہیں کی۔ وہ جانتی تھیں کہ شہرت کی ہے، سیکھنے کا موڑ، سب نے اسٹاک کی قیمت کو دبانے میں کردار ادا کیا تھا، جس نے ان کی ذاتی دولت کو کم کرنے کے علاوہ، کمپنی کے لئے ایک بہت بڑا موقع پیدا کیا۔ مختصر عرصے میں، وہ کمپنی کے تقریباً 40 فیصد حصص بعد میں ان کی قیمت کے ایک حصے پر خریدیں گی۔ کیتھرین گراہم نے جو اسٹاک تقریباً 20 ڈالرنی حصص میں خریدا تھا وہ ایک دہائی سے بھی کم عرصے میں 300 ڈالر سے زیادہ ہو گا۔

گراہم اور والش دونوں جو کچھ کر رہے تھے وہ اندرونی میٹر کس کے ایک سیٹ پر عمل کرنا تھا جس نے انہیں اپنی پیشرفت کا اندازہ لگانے اور اندازہ لگانے کی اجازت دی جبکہ باہر سے ہر کوئی ناکامی یا کمزوری کی مبینہ علامات سے بہت پریشان تھا۔
یہی وہ چیز ہے جو ہمیں مشکل میں رہنمائی کرتی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی پہلی پسند کے کالج میں داخل نہ ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو پروجیکٹ کے لئے منتخب نہ کیا جائے یا آپ پر موشن کے لئے پاس ہو جائیں۔ کوئی آپ کو نوکری، آپ کے خوابوں کے گھر، اس موقع کے لئے منع کر سکتا ہے جس پر آپ محسوس کرتے ہیں کہ سب کچھ مختصر ہے۔ یہ کل ہو سکتا ہے، یہ آج سے پچھیس سال بعد ہو سکتا ہے۔ یہ دو منٹ یا دس سال تک رہ سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر کوئی ناکامی اور مشکلات کا سامنا کرتا ہے، کہ ہم سب کشش ثقل اور اوسط کے اصولوں کے تابع ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ ہم بھی ان کا سامنا کریں گے۔

جیسا کہ پلوٹارک نے باریک بنی سے بیان کیا، "مستقبل ہم میں سے ہر ایک پر نامعلوم کے تمام خطرات کے ساتھ مختصر ہے۔ باہر نکلنے کا واحد راستہ ہے۔"

عاجز اور مضبوط لوگوں کو ان پریشانیوں سے وہ پریشانی نہیں ہوتی جو تکبر کرنے والوں کو ہوتی

ہے۔ شکایتیں کم ہیں اور خود سوزی بہت کم ہے۔

اس کے بجائے، اسٹوک-یہاں تک کہ خوش مزاج-لپک بھی ہے۔ افسوس کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی شناخت خطرے میں نہیں ہے۔ وہ مستقل توثیق کے بغیر حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ وہ چیز ہے جس کی ہم خواہش کر رہے ہیں۔ محض کامیابی سے کہیں زیادہ۔ اہم بات یہ ہے کہ زندگی ہم پر جو کچھ پھینکتی ہے اس کا جواب ہم دے سکتے ہیں۔ اور ہم اسے کیسے حاصل کرتے ہیں۔

زندہ وقت یا مردہ وقت؟

ٹواون ٹائم کے بغیر ہیں۔ (وقت ضائع کیے بغیر زندہ رہیں۔) پیرس کا سیاسی نعرہ

الکولم ایک مجرم تھا۔ وہ اس وقت میکلم ایکس نہیں تھا۔ وہ اسے ڈیٹرائیٹ ریڈ کہتا ہے اور وہ ایک مجرمانہ موقع پرست تھا جس نے تھوڑا سا کام کیا تھا۔ ہر چیز، وہ نمبر چلا تھا۔ وہ منشیات فروخت کرتا تھا۔ وہ ایک کے طور پر کام کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلح ڈکیتی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا اپنا چوری کا گینگ تھا، جس پر اس نے ڈرانے دھمکانے اور دلیری

کے امتراج کے ساتھ حکمرانی کی۔ اس حقیقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ وہ قتل یا مرنے سے خوفزدہ نہیں تھا۔

پھر، آخر کار، اسے ایک مہنگی گھڑی پر باڑ لگانے کی کوشش کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا جو اس نے چوری کی تھی۔ اس وقت اس کے پاس بندوق تھی، حالانکہ اس نے ان افسروں سے لڑنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا جنہوں نے اسے پھنسایا تھا۔ ان کے اپارٹمنٹ میں انہیں زیورات، کھالیں، بندوقوں کا ذخیرہ اور چوری کے تمام اوزار ملے۔

اس کے پاس دس سال تھے۔ یہ فروری 1946 کی بات ہے۔ اس کی عمر بمشکل اکیس سال تھی۔ یہاں تک کہ شرمناک امریکی نسل پرستی اور اس وقت جو بھی منظم قانونی ناصافیاں موجود تھیں، میلکم ایکس قصوردار تھے۔ وہ جانے کا مستحق تھا جیل۔ کون جانتا ہے کہ اگر اس نے اپنی بڑھتی ہوئی جرام کی زندگی جاری رکھی ہوتی تو وہ کس کو نقصان پہنچاتا یا قتل کرتا؟

جب آپ کے اعمال آپ کو طویل قید کی سزادیتے ہیں۔ صحیح طریقے سے مقدمہ چلا جاتا ہے اور مجرم ٹھہرا جاتا ہے۔ تو کچھ غلط ہو جاتا ہے۔ آپ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ معاشرے اور اخلاقیات کے بنیادی معیارات کو بھی ناکام بنانے کے ہیں۔ میلکم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔

اس لیے وہ جیل میں تھا۔ ایک نمبر۔ ایک ایسا جسم جس میں پنجربے میں بیٹھنے کے لئے تقریباً ایک دہائی ہے۔

انھیں رابرٹ گرین کا سامنا کرنا پڑا، جو ساٹھ سال بعد کئی وفاقي جیلوں میں اپنی بے حد مقبول کتابوں پر پابندی لگائیں گے۔ آخر کار یہ سات سال کیسے گزریں گے؟ میلکم اس بار کیا کرے گا؟

گرین کے مطابق، ہماری زندگی میں دو قسم کے وقت ہوتے ہیں: مردہ وقت، جب لوگ غیر فعال اور انتظار کر رہے ہوتے ہیں، اور زندہ وقت، جب لوگ سیکھ رہے ہوتے ہیں اور عمل کر رہے ہوتے ہیں اور ہر سینئنڈ کو استعمال کرتے ہیں۔ ناکامی کا ہر لمحہ، ہر لمحہ یا صور تھال جسے ہم نے جان بوجھ کر منتخب یا کنٹرول نہیں کیا، یہ انتخاب پیش کرتا ہے: زندہ وقت۔ مردہ وقت۔

یہ کیا ہو گا؟

میلکم نے زندہ وقت کا انتخاب کیا۔ اس نے سیکھنا شروع کیا۔ انہوں نے مذہب کی تلاش کی۔ انہوں نے جیل کی لا بھریری سے ایک پنسل اور ڈکشنری چیک کر کے خود کو قاری بننا سکھایا اور نہ صرف اسے شروع سے آخر تک استعمال کیا بلکہ اسے کورسے کو رنک لمبے وقت تک کاپی کیا۔ یہ تمام الفاظ جو وہ پہلے کبھی نہیں جانتے تھے ان کے دماغ میں منتقل ہو گئے۔

جیسا کہ انہوں نے بعد میں کہا، "اس وقت سے لے کر اس جیل سے نکلنے تک، میرے پاس موجود ہر فارغ لمحے میں، اگر میں لا بھریری میں نہیں پڑھ رہا تھا، تو میں اپنے بُنک میں پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے تاریخ پڑھی، انہوں نے سوشیال جی پڑھی، مذہب کے بارے میں پڑھا، انہوں نے کلاسیک کتابیں پڑھیں، انہوں نے کانت اور اسپینوزا جیسے فلسفیوں کو پڑھا۔ بعد ازاں ایک رپورٹر نے میلکم سے پوچھا کہ آپ کا مدرسہ کیا ہے؟ اس کا ایک لفظ جواب تھا: "کتابیں"۔ جیل ان کا کا لج تھا۔ انہوں نے اپنے جذب کردہ صفات کے ذریعے قید و بند سے تجاوز کیا۔ انہوں نے اس بات کی عکاسی کی کہ مہینوں گزر گئے اور انہوں نے اپنی مرضی کے خلاف حراست میں لیے جانے کے بارے میں سوچا بھی نہیں۔ وہ "ابنی زندگی میں کبھی بھی اتنا آزاد نہیں تھا۔

زیادہ تر لوگ جانتے ہیں کہ میلکم ایکس نے جیل سے جیل سے باہر آنے کے بعد کیا کیا، لیکن وہ اس بات کا احساس یا سمجھ نہیں پاتے ہیں کہ جیل نے یہ کیسے ممکن بنایا۔ کس طرح قبولیت، عاجزی اور طاقت کے

امتزاج نے اس تبدیلی کو تقویت بخشنی۔ وہ اس بات سے بھی واقف نہیں ہیں کہ تاریخ میں یہ کتنا عام ہے، کتنی شخصیات نے باظاً ہر خوفناک حالات کا سامنا کیا جیسے جبل کی سزا، جلا و طنی، ریچھ کا بازار یا ڈپریشن، فوجی بھرتی، یہاں تک کہ حراسی کیمپ میں بھیج دیا جانا اور اپنے رویے اور نقطہ نظر سے ان حالات کو اپنی منفرد عظمت کے ایندھن میں بدل دیا۔

فرانس اسکاٹ کی نے یہ نظم لکھی جو 1812 کی جنگ میں قیدیوں کے تبادلے کے دوران ایک جہاز پر پھنسنے کے دوران ریاستہائے متحدہ امریکہ کا قومی ترانہ بن گئی۔ وکٹر فرینکل نے تین نازی حراسی کیمپوں میں اپنی آزمائش کے دوران معنی اور مصائب کے بارے میں اپنی نفیسیات کو بہتر بنایا۔

ایسا نہیں ہے کہ یہ موقع ہمیشہ ایسے سنگین حالات میں آتے ہیں۔ مصنف ایان فلیمنگ بستر پر آرام پر تھے اور ڈاکٹروں کے احکامات کے مطابق ٹائپ رائٹر استعمال کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ وہ فکر مند تھے کہ وہ بانڈ کا ایک اور ناول لکھ کر اپنے آپ کو بڑھاوا دے گا۔ لہذا انہوں نے اس کے بجائے چٹی چٹی بینگ بینگ کو ہاتھ سے بنایا۔ والٹ ڈزنی نے کارٹونسٹ بننے کا فیصلہ اس وقت کیا جب وہ زنگ آلودناخن پر قدم رکھنے کے بعد لیٹ گئے تھے۔

جی ہاں، اس وقت غصہ کرنا، پریشان ہونا، افسردہ ہونا یادل برداشتہ ہونا بہت بہتر محسوس ہو گا۔

جب کسی کے ساتھ نا انصافی یا قسمت کی بے رحمی مسلط کی جاتی ہے، تو عام ردعمل چخنا، لڑنا، مراجحت کرنا ہوتا ہے۔ آپ اس احساس کو جانتے ہیں: میں یہ نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں ۔۔۔ میں اسے اپنے طریقے سے چاہتا ہوں۔ یہ دور اندیشی ہے۔

سوچیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ وہ مسائل جن سے آپ نے نہنٹنے سے انکار کر دیا۔ نظامی مسائل جن کو حل کرنے کے لئے بہت زیادہ محسوس ہوا۔ مردہ وقت اس وقت دوبارہ زندہ ہوتا ہے جب ہم اسے وہ کرنے کے موقع کے طور پر استعمال کرتے ہیں جو ہمیں طویل عرصے سے کرنے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ وہ کہتے ہیں، یہ لمحہ آپ کی زندگی نہیں ہے۔ لیکن یہ آپ کی زندگی کا ایک لمحہ ہے۔ آپ اسے کیسے استعمال کریں گے؟
میلکم اس زندگی کو دو گناہ کر سکتا تھا جس نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

مردہ وقت صرف سست روی یا تسلیم کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا ہے۔ وہ ان سالوں کو ایک بہتر مجرم بننے، اپنے رابطوں کو مضبوط بنانے، یا اپنے اگلے اسکور کی منصوبہ بندی کرنے میں گزار سکتا تھا، لیکن پھر بھی یہ ڈیڈ ٹائم ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا کرتے ہوئے زندہ محسوس کر رہا ہو، یہاں تک کہ وہ آہستہ آہستہ خود کو مار رہا تھا۔

جیسا کہ رابرٹ گرین نے کہا، "بہت سے سنجیدہ مفکرین کو جیلوں میں پیش کیا گیا ہے،" جہاں ہمارے پاس سوچنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جیلوں نے اپنی لغوی اور علامتی شکلوں میں کہیں زیادہ خستہ حال، ہارنے والے اور نیر ڈکنوں پیدا کیے ہیں۔ قیدیوں کے پاس سوچنے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ یہ صرف اتنا ہے کہ انہوں نے جس چیز کے بارے میں سوچنے کا انتخاب کیا اس

نے انہیں بدتر بنادیا اور بہتر نہیں۔

ہم میں سے بہت سے لوگ ایسا ہی کرتے ہیں جب ہم ناکام ہو جاتے ہیں یا خود کو مشکل میں ڈال دیتے ہیں۔

اپنے آپ کو جانچنے کی صلاحیت کی کمی کی وجہ سے، ہم اپنی توانائی کو طرزِ عمل کے بالکل نمونوں میں دوبارہ سرمایہ کاری کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے مسائل شروع ہوتے ہیں۔

یہ کئی شکلوں میں آتا ہے۔ میں مستقبل کے بارے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ ہمارا انتقام لینے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔

توجہ ہٹانے میں پناہ تلاش کرنا۔ اس بات پر غور کرنے سے انکار کرنا کہ ہمارے انتخاب ہمارے کردار کی عکاسی کرتے ہیں۔ ہم بنیادی طور پر کچھ اور کرنا پسند کریں گے۔ لیکن کیا ہو گا اگر ہم کہیں: یہ میرے لئے ایک موقع ہے۔ میں اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہوں۔ میں اسے اپنے لئے مردہ وقت نہیں بننے دوں گا۔

مردہ وقت وہ تھا جب ہم انا کے زیر کنٹرول تھے۔ اب ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ کون جانتا ہے کہ آپ اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ یہ جیل کی سزا نہیں ہے،

بھلے ہی یہ ایسا محسوس ہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کسی ہائی اسکول کی کلاس میں بیٹھے ہوں، ہو سکتا ہے کہ آپ رکے ہوئے ہوں، ہو سکتا ہے کہ یہ آزمائشی علیحدگی ہو، ہو سکتا ہے کہ آپ پسیے بچاتے ہوئے اسمو تھیز بنارہ ہوں، ہو سکتا ہے کہ آپ کسی معاہدے یا ڈیوٹی کے دورے کا انتظار کر رہے ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ صورت حال مکمل طور پر آپ کی اپنی بنائی ہوئی ہو، یا شاید یہ صرف بد قسمتی ہے۔

زندگی میں، ہم سب مردہ وقت میں پھنس جاتے ہیں۔ اس کا وقوع ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے۔ دوسری طرف، اس کا استعمال ہے۔

جیسا کہ بکری واشنگٹن نے سب سے زیادہ مشہور کہا تھا، "اپنی بائی کو وہیں پھینک دو جہاں تم ہو۔ جو کچھ آپ کے آس پاس ہے اس کا استعمال کریں۔ ضد کوبری صورت حال کو بدتر نہ بننے دیں۔

کوشش کافی ہے

ایک فعال انسان کے لئے جو چیز اہم ہے وہ صحیح کام کرنا ہے۔ کیا صحیح چیز سامنے آتی ہے اسے پریشان نہیں کرنا چاہئے۔

- گوستے

B الیس ریس پوری تاریخ کے سب سے بڑے لیکن نامعلوم فوجی جرنیلوں میں سے ایک ہے۔ نام تاریخ نے اتنا پوشیدہ اور فراموش کر دیا ہے کہ وہ کم تعریف کیے جانے والے جزل مارشل کو ثابت طور پر مشہور کرتے ہیں۔ کم از کم انہوں نے مارشل پلان کا نام جارج کے نام پر رکھا۔

باز نظیں شہنشاہ جسٹنین کے دور میں روم کے اعلیٰ ترین کمانڈر کی حیثیت سے، بیلیساریمیں نے کم از کم تین موقع پر مغربی تہذیب کو چایا۔ جیسے ہی روم کا خاتمه ہوا اور سلطنت کی نشست قسطنطینیہ منتقل ہو گئی، بیلیساریمیں عیسائیت کے لئے تاریک وقت میں واحد روشن روشنی تھی۔

اس نے دارا، کار تھیج، نیپلز، سملی اور قسطنطینیہ میں شاندار فتوحات حاصل کیں۔ دسیوں ہزار کے مجمع کے مقابلے میں مٹھی بھر محافظوں کے ساتھ، بیلیساریمیں نے تخت کو اس وقت چایا جب بغوات اتنی شدت اختیار کر گئی تھی کہ شہنشاہ نے تخت چھوڑنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس نے دور دراز کے علاقوں کو دوبارہ حاصل کیا جو کمزور اور وسائل سے محروم ہونے کے باوجود سالوں سے کھو چکے تھے۔ وحشیوں کے بر طرف ہونے اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے پہلی بار روم پر دوبارہ قبضہ کیا اور اس کا دفاع کیا۔ یہ سب اس سے پہلے کہ وہ چالیس سال کا تھا۔

اس کا شکر یہ؟ انہیں عوامی کامیابیاں نہیں دی گئیں۔ اس کے بجائے، اسے بار بار اس پاگل شہنشاہ جسٹنین کی طرف سے شک کے دائرے میں رکھا گیا تھا۔ اس کی فتوحات اور قربانیوں کو احمقانہ معاهدوں اور بد نیتی سے ختم کر دیا گیا۔ اس کے ذاتی سورخ، پرو کو پیس کو جسٹنین نے اس شخص کی شبیہ اور رواشت کو خراب کرنے کے لئے بد عنوان کیا تھا۔ بعد میں انہیں کمان سے فارغ کر دیا گیا۔ ان کا واحد باقی لقب جان بوجھ کر توہین آمیز "رائل اسٹیبل کا کمانڈر" تھا۔ اوہ، اور اپنے شاندار کیریئر کے اختتام پر، بیلیساریمیں سے اس کی دولت چھین لی گئی، اور افسانے کے مطابق، انہوں کا کردیا گیا، اور زندہ رہنے کے لئے گلیوں میں بھیک مانگنے پر مجبور کیا گیا۔

تاریخ دانوں، دانشوروں اور فنکاروں نے صدیوں سے اس سلوک پر افسوس اور بحث کی ہے۔ تمام منصفانہ سوچ رکھنے والے لوگوں کی طرح، وہ بھی اس بے وقوفی، ناشکری اور نا انصافی پر ناراض ہیں جس کا اس عظیم اور غیر معمولی آدمی کو نشانہ بنایا گیا تھا۔

ایک شخص جسے ہم اس میں سے کسی کے بارے میں شکایت کرتے نہیں سنتے ہیں؟ نہ اس وقت، نہ اس کی زندگی کے آخر میں، یہاں تک کہ بھی خطوط میں بھی نہیں: بیلیسار میں خود۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ شاید متعدد مواقع پر تخت سنہجات سکتے تھے، حالانکہ ایسا لگتا ہے کہ وہ کبھی لاچ میں بھی نہیں تھے۔ اگرچہ شہنشاہ جسٹینیون مطلق اقتدار کی تمام برائیوں کا شکار ہو گیا۔ کنٹرول، پاگل پن، خود غرضی، لاچ۔ ہم بیلیسار میں میں ان کا شاید ہی کوئی نشان دیکھتے ہیں۔

اس کی نظر میں، وہ صرف اپنا کام کر رہا تھا۔ جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ یہ اس کا مقدس فرض ہے۔

وہ جانتا تھا کہ اس نے یہ اچھی طرح سے کیا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اس نے وہی کیا ہے جو صحیح تھا۔ یہ کافی تھا۔

زندگی میں، ایسے وقت آئیں گے جب ہم سب کچھ ٹھیک سے کرتے ہیں، شاید مکمل طور پر بھی۔ پھر بھی نتناج کسی نہ کسی طرح منفی ہوں گے: ناکامی، بے عزتی، حسد، یا یہاں تک کہ دنیا سے ایک زبردست جھنجڑا ہٹ۔

اس بات پر مخصر ہے کہ ہمیں کیا تر غیب ملتی ہے، یہ رد عمل کچل سکتا ہے۔ اگر ان کا غلبہ ہے، تو ہم مکمل تعریف سے کم کچھ بھی قبول نہیں کریں گے۔

ایک خطرناک رویہ کیونکہ جب کوئی کسی منصوبے پر کام کرتا ہے۔ چاہے وہ کتاب ہو یا کار و بار یا کوئی اور۔ ایک خاص مقام پر، وہ چیزان کے ہاتھوں کو چھوڑ دیتی ہے اور دنیا کے دائرے میں داخل ہو جاتی

ہے۔ اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے، وصول کیا جاتا ہے، اور دوسرے لوگوں کے ذریعہ اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہ کچھ ایسا ہونا بند کر دیتا ہے جسے وہ کنٹرول کرتا ہے اور یہ ان پر منحصر ہے۔

بیلیسار میں اپنی جنگیں جیت سکتا تھا۔ وہ اپنے آدمیوں کی رہنمائی کر سکتا تھا۔ وہ اپنی ذاتی اخلاقیات کا تعین کر سکتا تھا۔ وہ اس بات پر قابو نہیں رکھ سکے کہ آیا ان کے کام کی تعریف کی گئی ہے یا اس سے شکوک و شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے پاس یہ کنٹرول کرنے کی صلاحیت نہیں تھی کہ آیا کوئی طاقتوڑ کثیر ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا یا نہیں۔

یہ حقیقت ہر طرح کی زندگی میں ہر ایک کے لئے بنیادی طور پر سچ ہے۔ بیلیسار میں کے بارے میں خاص بات یہ تھی کہ اس نے سودے بازی کو قبول کر لیا۔ صحیح کام کرنا کافی تھا۔ اپنے ملک، اپنے خدا کی خدمت کرنا، اور ایمانداری سے اپنا فرض ادا کرنا سب کچھ اہمیت کا حامل تھا۔ کسی بھی مصیبت کو برداشت کیا جا سکتا تھا اور کسی بھی انعام کو اضافی سمجھا جاتا تھا۔

جو اچھی بات ہے، کیونکہ نہ صرف اسے اس کے اچھے کاموں کا بدلہ نہیں دیا جاتا تھا، بلکہ اسے اس کی سزا بھی دی جاتی تھی۔ یہ سب سے پہلے پریشان کن گلتا ہے۔ غصہ وہ رد عمل ہے جو ہمیں ہوتا اگر یہ ہمارے ساتھ یا کسی ایسے شخص کے ساتھ ہوتا جو ہم جانتے ہیں۔ اس کا مقابل کیا تھا؟

کیا اس کے بجائے اسے غلط کام کرنا چاہیے تھا؟

ہم سب کو اپنے مقاصد کے حصول میں اسی چیلنج کا سامنا ہے: کیا ہم کسی ایسی چیز کے لئے سخت محنت کریں گے جو ہم سے چھینی جاسکے؟ کیا ہم سرمایہ کاری کریں گے

وقت اور تو انائی چاہے نتائج کی ضمانت نہ دی جائے؟ صحیح مقاصد کے ساتھ ہم آگے بڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ انا کے ساتھ، ہم نہیں ہیں۔

ہمارے پاس اپنے کام اور کوشش کے انعامات پر صرف کم سے کم کنٹرول ہے۔ دوسرے لوگوں کی توثیق، پہچان، انعامات۔ تو ہم کیا کرنے جا رہے ہیں؟ مہربانی نہ کرو، محنت نہ کرو، پیداوار نہ کرو، کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا؟ چلو۔

ان تمام کارکنوں کے بارے میں سوچیں جو دیکھیں گے کہ وہ اب تک صرف اپنے مقصد کو آگے بڑھاسکتے ہیں۔ وہ رہنمایوں اپنا کام مکمل ہونے سے پہلے ہی قتل کر دیے جاتے ہیں۔ وہ موجہ جن کے خیالات "اپنے وقت سے آگے" رہ جاتے ہیں۔ معاشرے کے بنیادی اعداد و شمار کے مطابق، ان لوگوں کو ان کے کام کے لئے انعام نہیں دیا گیا تھا۔ کیا انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا؟ پھر بھی انہیں، ہم میں سے ہر ایک نے بالکل ایسا کرنے پر غور کیا ہے۔

اگر یہ آپ کارویہ ہے، تو آپ مشکل وقت کو کیسے برداشت کرنے کا راہ درکھتے ہیں؟ اگر آپ وقت سے آگے ہیں تو کیا ہو گا؟ کیا ہو گا اگر مارکیٹ کچھ جعلی رجحان کی حمایت کرتی ہے؟ اگر آپ کے باس یا آپ کے گاہکوں کو سمجھ نہیں آتی ہے تو کیا ہو گا؟

یہ اس وقت بہتر ہے جب اچھا کام کرنا کافی ہو۔ دوسرے لفظوں میں، ہم نتائج سے جتنا کم منسلک ہوں گے اتنا ہی بہتر ہے۔ اپنے معیارات کو پورا کرتے وقت وہ چیز ہے جو ہمیں فخر اور عزت نفس سے بھر دیتی ہے۔ جب کوشش - نتائج نہیں، اچھے یا بے - کافی ہیں۔

انا کے ساتھ، یہ تقریباً کافی نہیں ہے۔ نہیں، ہمیں تسلیم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں معاوضہ دینے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر مسئلہ یہ ہے کہ، اکثر، ہمیں یہ مل جاتا ہے۔ ہماری تعریف کی جاتی ہے، ہمیں ادائیگی کی جاتی ہے، اور ہم یہ فرض کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ دونوں چیزوں ہمیشہ ایک ساتھ

چلتی ہیں۔ "توقع ہینگ اور" لازمی طور پر شروع ہوتا ہے۔

سکندر را عظیم اور مشہور سنک فلسفی ڈیو جیز کے درمیان ایک غیر معمولی ملاقات ہوتی۔ مبینہ طور پر، الیگزینڈر ڈیو جیز کے پاس گیا، جو لیٹا ہوا تھا، گرمیوں کی ہوا سے لطف اندوں ہو رہا تھا، اور اس کے اوپر کھڑا ہوا اور پوچھا کہ وہ، دنیا کا سب سے طاقتور شخص، اس بدنام غریب آدمی کے لئے کیا کر سکتا ہے۔ ڈیو جیز کچھ بھی مانگ سکتے تھے۔ انہوں نے جو درخواست کی وہ یہ تھی: "میرے سورج کو روکنا بند کرو۔ یہاں تک کہ دو ہزار سال بعد بھی ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ شمسی پلیکس میں کہاں ہے جس نے الیگزینڈر کو نشانہ بنایا ہو گا، ایک ایسا شخص جو ہمیشہ یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ وہ کتنا ہم ہے۔ جیسا کہ مصنف رابرت لوئس سٹیونسن نے بعد میں اس ملاقات کے بارے میں مشاہدہ کیا، "سخت پہاڑیوں کی چوٹیوں پر محنت کرنا اور سر کرنا ایک تکلیف دہ بات ہے، اور جب سب کچھ ہو جاتا ہے، تو انسانیت کو اپنی کامیابی سے لا تعلق پاتے ہیں۔

ٹھیک ہے، اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔ یہ ہو جائے گا۔ شاید آپ کے والدین کبھی متاثر نہیں ہوں گے۔ شاید آپ کی گرل فرینڈ کو پرواہ نہیں ہو گی۔ شاید سرمایہ کار کو اعداد و شمار نظر نہیں آئیں گے۔ شاید سامعین تالیاں نہیں بجائیں گے۔ لیکن ہمیں آگے بڑھنے کے قابل ہونا چاہئے۔ ہم ایسا نہیں ہونے دے سکتے جو ہمیں ترغیب دیتا ہے۔

بیلیسیار یئس کے پاس آخری رن تھا۔ وہ ازمات سے بے قصور پایا گیا اور اس کی عزتیں بحال کر دی گئیں۔ صرف وقت پر ایک سفید بالوں والے بوڑھے شخص کی طرح سلطنت کو بچانے کے لئے۔ سوائے اس کے کہ زندگی پر یوں کی کہانی نہیں ہے۔ اس پر ایک بار پھر شہنشاہ کے خلاف سازش کرنے کا غلط الزمہ لگایا گیا۔ ہمارے غریب جرنیل کے بارے میں مشہور لانگ فیلو نظم میں، وہ اپنی زندگی کے آخر میں غریب اور معذور ہے۔ پھر بھی وہ بڑی طاقت کے ساتھ اختتام کرتا ہے:

یہ بھی برداشت کر سکتا ہے؛ میں
اب بھی بیلیسیار یئس ہوں!

آپ کی تعریف نہیں کی جائے گی۔ آپ کو سبو تاثر کیا جائے گا۔ آپ حیران کن ناکامیوں کا تجربہ کریں گے۔ آپ کی توقعات پوری نہیں ہوں گی۔ آپ ہار جائیں گے۔ آپ ناکام ہو جائیں گے۔ تو پھر آپ کیسے آگے بڑھتے ہیں؟ آپ اپنے آپ پر اور اپنے کام پر فخر کیسے کرتے ہیں؟ جان و وڈن نے اپنے کھلاڑیوں کو جو مشورہ دیا ہے وہ یہ کہتا ہے: کامیابی کی تعریف کو تبدیل کریں۔ "کامیابی ذہنی سکون ہے، جو یہ جانے میں خود اطمینان کا براہ راست نتیجہ ہے کہ آپ نے بہترین بننے کے لئے اپنی پوری کوشش کی ہے جو آپ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔" مارکوس اور یلیس نے خود کو یاد دلایا، "عزم کا مطلب ہے کہ آپ کی فلاح و بہبود کو دوسرے لوگ جو کہتے ہیں یا کرتے ہیں اس سے باندھنا۔۔۔۔۔ پاکیزگی کا مطلب ہے اسے اپنے اعمال سے باندھنا۔۔۔۔۔ اپنا کام کرو۔ یہ اچھی طرح کرو۔ پھر "چھوڑ دو اور خدا کو چھوڑ دو۔" بس اتنا ہی ضروری ہے ہونا۔

پہچان اور انعامات۔ یہ صرف اضافی ہیں۔ انکار، یہ ان پر ہے، نہیں
ہم پر۔

جان کینیڈی ٹولے کی عظیم کتاب اے کنفیڈرنسی آف ڈونسیس کو پبلشرز نے عالمی سطح پر مسترد کر دیا تھا، اس خبر نے ان کا دل اتنا توڑ دیا کہ بعد میں انہوں نے مسیسپی کے علاقے بلوکسی میں ایک خالی سڑک پر اپنی کار میں خود کشی کر لی۔ ان کی موت کے بعد، ان کی والدہ نے کتاب کو دریافت کیا، اس کی اشاعت تک اس کی وکالت کی، اور آخر کار اس نے پلٹزر انعام جیت لیا۔

ایک سینڈ کے لئے اس کے بارے میں سوچیں۔ ان درخواستوں کے درمیان کیا تبدیلی آئی؟ کچھ نہیں۔ کتاب بھی ایسی ہی تھی۔ یہ اتنا ہی اچھا تھا جب ٹولے کے پاس یہ مختلطہ کی شکل میں تھا اور اس کے بارے میں مدیروں کے ساتھ لڑائی کی تھی جیسے اس وقت تھی جب کتاب شائع ہوئی تھی، کاپیاں فروخت کی گئیں اور انعامات جیتے گئے تھے۔ اگر اسے اس بات کا احساس ہوتا تو اس سے اس کا دل ٹوٹ جاتا۔ وہ ایسا نہیں کر سکے، لیکن ان کی دردناک مثال سے ہم کم از کم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ زندگی میں کتنے وقفے کتنے من مانے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم بیرونی لوگوں کو اس بات کا تعین کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے کہ کوئی چیز اس کے قابل ہے یا نہیں۔ یہ ہم پر ہے۔

آخر کار، دنیا اس بات سے لا تعلق ہے کہ ہم انسان کیا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اپنی خواہش، ضرورت پر قائم رہتے ہیں، تو ہم صرف ناراضگی یا اس سے بھی بدتر کے لئے خود کو تیار کر رہے ہیں۔
کام کرنا ہی کافی ہے۔

کلب کے لمحات سے لڑیں

اگر آپ سچ کو بند کر دیں گے اور اسے زمین کے نیچے دفن کر دیں گے تو یہ بڑھ جائے گا
اور اپنے اندر اتنی دھماکہ خیز طاقت جمع کر لے گا کہ جس دن یہ پھٹ جائے گا وہ اس کی
راہ میں حائل ہر چیز کو اڑادے گا۔

- ایمیل زولا

یہاں ان تمام کامیاب لوگوں کی فہرست بنانے کے لئے شاید ہی کوئی جگہ ہے جنہوں نے چٹاں
کے نیچے قدم رکھا ہے۔

یہ تصور کہ ہر کوئی پریشان کن، نقطہ نظر کو تبدیل کرنے والے لمحات کا تجربہ کرتا ہے، تقریباً ایک کلچ

ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ سچ نہیں ہے۔

جے کے رولنگ نے کانج کے سات سال بعد خود کو ناکام شادی، کوئی نوکری نہ ہونے، اکیلے والدین، بچوں کو مشکل سے کھلانے اور بے گھر ہونے کے قریب پایا۔ ایک نوجوان چارلی پار کر سوچتا ہے کہ وہ اسے اسٹیچ پر، باقی عملے کے ساتھ جیب میں پھاڑ رہا ہے، یہاں تک کہ جو جو نہ اس پر ایک جھنجھلا پھینکتا ہے اور اسے ذلت میں بھگا دیتا ہے۔ ایک نوجوان لندن جانسون کو ہل کنٹری کے ایک کسان لڑکے نے ایک لڑکی پر گودے سے مارا، جس کے نتیجے میں آخر کار اس کی تصویر ٹوٹ گئی۔

نیچے آنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ تقریباً ہر کوئی کسی نہ کسی موقع پر اپنے طریقے سے کرتا ہے۔

ناول فائٹ کلب میں کردار جیک کے اپارٹمنٹ کو دھماکے سے اڑا دیا گیا ہے۔ اس کا سارا مال "فرنیچر کی ہر چھٹری"، جس سے وہ بے حد محبت کرتا تھا، گم ہو گیا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ جیک نے اسے خود اڑا لیا۔ ان کے پاس متعدد شخصیات تھیں، اور "ٹائلر ڈرڈن" نے اس دھماکے کا منصوبہ بنایا تاکہ جیک کو صدمے سے جھٹکا دیا جاسکے جس کے بارے میں وہ کچھ بھی کرنے سے ڈر تا تھا۔ اس کا نتیجہ ان کی زندگی کے ایک بالکل مختلف اور تاریک حصے میں سفر تھا۔

یونانی اساطیر میں، کرداروں کو اکثر کشا بسس یا "نیچے جانے" کا تجربہ ہوتا ہے۔ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہیں، وہ ڈپریشن کا تجربہ کرتے ہیں، یا کچھ معاملات میں لفظی طور پر اندر ورلڈ میں اتر جاتے ہیں۔ جب وہ ابھرتے ہیں، تو یہ علم اور تفہیم میں اضافے کے ساتھ ہوتا ہے۔

آج، ہم اسے جہنم کہیں گے۔ اور کبھی کبھی ہم سب وہاں کچھ وقت گزارتے ہیں۔

ہم اپنے آپ کو بکواس سے گھیرے ہوئے ہیں۔ توجہ ہٹانے کے ساتھ جھوٹ کے ساتھ کہ کیا ہمیں خوش کرتا ہے اور کیا اہم ہے۔ ہم ایسے لوگ بن جاتے ہیں جو ہمیں نہیں بننا چاہئے اور تباہ کن، خوفناک طرز عمل میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہ غیر صحیت مند اور انسان سے پیدا ہونے والی حالت سخت ہو جاتی ہے اور تقریباً مستقل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کٹا بیس ہمیں اس کا سامنا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

فرانس سے تعلق رکھنے والا ہے۔ مشکل چیزیں مشکل چیزوں سے ٹوٹ جاتی ہیں۔

انا جتنی بڑی ہو گی زوال اتنا ہی مشکل ہو گا۔

یہ اچھا ہو گا اگر یہ اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ہمیں اپنے طریقوں کو درست کرنے کے لئے اچھی طرح سے مجبور کیا جاسکتا ہے، اگر ایک خاموش تنبیہ وہم کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے، اگر ہم اپنے طور پر انا کو دور کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ریورنڈ ولیم اے سوٹن نے تقریباً 120 سال پہلے مشاہدہ کیا تھا کہ "ہم ذلت برداشت کرنے کے بغیر عاجز نہیں ہو سکتے۔ اپنے آپ کو ان تجربات سے بچانا کتنا بہتر ہو گا، لیکن کبھی کبھی یہ واحد طریقہ ہوتا ہے جس سے ناپینا کو دیکھا جاسکتا ہے۔"

درحقیقت زندگی میں بہت سی اہم تبدیلیاں ان لمحات سے آتی ہیں جن میں ہم مکمل طور پر تباہ ہو جاتے ہیں، جس میں ہم دنیا کے بارے میں جو کچھ بھی جانتے تھے وہ غلط ہو جاتا ہے۔ ہم ان کو "فائنٹ کلب لمحات" کہہ سکتے ہیں۔ کبھی وہ خود ساختہ ہوتے ہیں، کبھی کبھی ہم پر مسلط کیے جاتے ہیں، لیکن جو بھی وجہ ہو وہ تبدیلیوں کے محرك ثابت ہو سکتے ہیں۔

اپنی زندگی میں ایک وقت منتخب کریں (یا شاید یہ وہ لمحہ ہے جس کا آپ اب تجربہ کر رہے ہیں)۔ ایک بار کی جانب سے پورے عملے کے سامنے آپ پر تنقید کی جاتی ہے۔ وہ اس شخص کے ساتھ بیٹھیں جس سے آپ محبت کرتے تھے۔ گوگل الٹ جس نے وہ مضمون فراہم کیا جس کی آپ کو امید تھی

وہ کبھی نہیں لکھا جائے گا۔ قرض دہنده کی کال۔ وہ خبر جس نے آپ کو اپس اپنی کرسی پر بٹھادیا،
بے زبان اور گونگا۔

یہ ان لمحات میں تھا۔ جب وقفہ کسی ایسی چیز کو بے نقاب کرتا ہے جو پہلے سے نظر نہیں آتی تھی۔
کہ آپ کو سچائی نامی چیز کے ساتھ آنکھ ملانے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اب آپ چھپ نہیں سکتے یاد کھاؤ انہیں
کر سکتے۔

اس طرح کالمجہ بہت سے سوالات اٹھاتا ہے: میں اس کو کیسے سمجھ سکتا ہوں؟ میں آگے اور اوپر
کیسے بڑھوں؟ کیا یہ سب سے نیچے ہے، یا مزید آنے والا ہے؟
کسی نے مجھے میرے مسائل بتائے، تو میں انہیں کیسے ٹھیک کروں؟ میں نے ایسا کیسے ہونے دیا؟ یہ
دوبارہ کبھی کیسے نہیں ہو سکتا؟

تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان واقعات کی تعریف تین خصوصیات سے ہوتی ہے:

1. وہ تقریباً ہمیشہ کسی نہ کسی بیرونی طاقت یا شخص کے ہاتھوں آتے تھے۔
2. وہ اکثر ان چیزوں کو شامل کرتے تھے جو ہم اپنے بارے میں پہلے سے جانتے تھے،
لیکن قبول کرنے سے بہت ڈرتے تھے۔
3. تباہی سے بڑی ترقی اور بہتری کا موقع آیا۔

کیا ہر کوئی اس موقع سے فائدہ اٹھاتا ہے؟ بالکل نہیں۔ انا اکثر حادثے کا سبب بنتی ہے اور پھر ہمیں بہتر ہونے سے روکتی ہے۔

کیا 2008 کا مالیاتی بحران ایک ایسا لمحہ نہیں تھا جس میں بہت سے لوگوں کے لئے سب کچھ خالی کر دیا گیا تھا؟ احتساب کا فقدان، حد سے زیادہ طرز زندگی، لاپچ، بد دیانتی، وہ رجحانات جو ممکنہ طور پر جاری نہیں رہ سکتے تھے۔ کچھ لوگوں کے لئے، یہ ایک بیدار کال تھی۔ دوسرے، صرف چند سال بعد، بالکل وہیں واپس آگئے ہیں جہاں وہ تھے۔ ان کے لئے، اگلی بار یہ بدتر ہو جائے گا۔

ہمینگوے کو ایک نوجوان کے طور پر اپنے چٹان کی تہہ کے احساسات تھے۔ انہوں نے ان سے جو تفہیم حاصل کی اس کا اظہار ان کی کتاب اے الوداعی ٹو آرمز میں لازوال طور پر کیا گیا ہے۔ انہوں نے لکھا کہ 'دنیا ہر ایک کو توڑ دیتی ہے اور اس کے بعد ٹوٹی ہوئی جگہوں پر بہت سے لوگ مضبوط ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اسے نہیں توڑیں گے وہ مارے جاتے ہیں۔

دنیا آپ کو سچ دکھا سکتی ہے، لیکن کوئی بھی آپ کو اسے قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ 12 مرحل پر مشتمل گروپوں میں، تقریباً تمام اقدامات انا کو دبائنے اور جمع شدہ حقوق، سامان اور ملے کو صاف کرنے کے بارے میں ہیں۔ تاکہ آپ دیکھ سکیں کہ جب یہ سب چیزوں لیا جاتا ہے اور آپ کو حقیقی چھوڑ دیا جاتا ہے تو کیا باقی رہ جاتا ہے۔

اس پر انسان دوست کے انکار کی طرف رجوع کرنا ہمیشہ بہت پر کشش ہوتا ہے (یعنی آپ کی انا اس بات پر یقین کرنے سے انکار کرتی ہے کہ جو آپ کو پسند نہیں ہے وہ سچ ہو سکتا ہے)۔

ماہرین نفسیات اکثر کہتے ہیں کہ دھمکی آمیز تکبر زمین پر سب سے خطرناک قوتوں میں سے ایک ہے۔ گینگ کا وہ رکن جس کی "عزت" کو جھٹلایا گیا ہے۔ وہ نرسٹ جسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔ وہ بد معاش جسے شرمندگی کا احساس دلایا جاتا ہے۔ وہ منافق جو بے نقاب ہو جاتا ہے۔ چوری کرنے والا

یا خوش حال جس کی کہانی میں اضافہ ہونا بند ہو جاتا ہے۔

یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن کے قریب آپ رہنا چاہتے ہیں جب انہیں گھیر لیا جاتا ہے۔ اور نہ ہی یہ ایک ایسا کوナ ہے جس میں آپ اپنے آپ کو پچھے رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ کو پتہ چلتا ہے: یہ لوگ مجھ سے اس طرح کیسے بات کر سکتے ہیں؟ ان کے خیال میں وہ کون ہیں؟ میں ان سب کو ادا گیگی کروں گا۔

بعض اوقات چونکہ ہم جو کچھ کہا گیا ہے یا کیا کیا گیا ہے اس کا سامنا نہیں کر سکتے ہیں، ہم ناقابل برداشت کے جواب میں ناقابل تصور کام کرتے ہیں: ہم بڑھ جاتے ہیں۔ یہ اپنی خالص ترین اور زہریلی شکل میں انا ہے۔

لانس آر مسٹر انگ کو دیکھو۔ اس نے دھو کہ دیا، لیکن بہت سے لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب یہ دھو کہ دی منظر عام پر آئی اور وہ یہ دیکھنے پر مجبور ہو گیا کہ وہ ایک دھو کے باز ہے کہ حالات واقعی خراب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے تمام ثبوت کے باوجود اس کی تردید کرنے پر اصرار کیا۔ انہوں نے دوسروں کی زندگیاں تباہ کرنے پر زور دیا۔ ہم اپنی عزت کھونے یا خدا نخواستہ دوسروں کی عزت کھونے سے اتنے ڈرتے ہیں کہ ہم خوفناک کام کرنے پر غور کرتے ہیں۔

یوحننا 20:3 میں کہا گیا ہے کہ "ہر وہ شخص جو برے کام کرتا ہے وہ نور سے نفرت کرتا ہے اور روشنی میں نہیں آتا، ایسا نہ ہو کہ اس کے کام بے نقاب ہو جائیں۔" یوحننا 20:3 بڑا اور چھوٹا، یہ ہے

ہم کیا کرتے ہیں۔ اس منظر نامے سے ٹکرانے سے اچھا محسوس نہیں ہوتا، چاہے ہم عام خود فریبی کی بات کر رہے ہوں یا حقیقی برائی کی بات کر رہے ہوں، لیکن منه موڑنے سے حساب کتاب میں تاخیر ہوتی ہے۔ کب تک، کوئی نہیں کہہ سکتا۔

علامات کا سامنا کریں۔ بیماری کا علاج کریں۔ ان اسے اتنا مشکل بنادیتی ہے کہ تاخیر کرنا، دو گناہ کرنا، جان بوجھ کر ان تبدیلیوں کو دیکھنے سے بچنا آسان ہے جو ہمیں اپنی زندگیوں میں کرنے کی ضرورت ہے۔

لیکن تبدیلی آپ کے آس پاس کے لوگوں کی تنقید اور الفاظ کو سننے سے شروع ہوتی ہے۔ بھلے ہی ان الفاظ کا مطلب پر جوش، غصہ، یا تکلیف دہ ہو۔ اس کا مطلب ہے ان کا وزن کرنا، ان لوگوں کو ترک کرنا جن سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اور ان پر غور کرنا جو آپ کرتے ہیں۔

فائنٹ کلب میں، کردار کو آخر کار توڑنے کے لئے اپنے ہی اپارٹمنٹ کو آگ لگانی پڑتی ہے۔ ہماری توقعات اور مبالغہ آرائیوں اور تحمل کے فقدان نے ایسے لمحات کو ناگزیر بنادیا اور اس بات کو یقینی بنایا کہ یہ تکلیف دہ ہو۔ اب یہ یہاں ہے، آپ اس سے کیا بنائیں گے؟ آپ بدل سکتے ہیں، یا آپ انکار کر سکتے ہیں۔

ونس لو مبارڈی نے ایک بار کہا تھا: "مردوں کی طرح ایک ٹیم کو دوبارہ اٹھنے سے پہلے گھٹنے لٹکنے کی ضرورت ہے۔ توہاں، نیچے سے ٹکرانا اتنا ہی سفا کا نہ ہے جتنا لگتا ہے۔"

لیکن اس کے بعد کا احساس - یہ دنیا کے سب سے طاقتور نقطہ نظر میں سے ایک ہے۔ صدر او باما نے اسے ایسے وقت میں بیان کیا جب وہ اپنی ہنگامہ خیز اور مشکل شرائط کے اختتام کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ "میں نیا گرا آبشار سے نیچے گرتے ہوئے بیرل میں تھا اور میں ابھرا، اور میں زندہ رہا، اور یہ ایک آزادی کا احساس ہے۔"

اگر ہم اس کی مدد کر سکتے ہیں، تو یہ بہتر ہو گا کہ ہمیں کبھی بھی وہم کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ بہتر ہو گا اگر ہمیں کبھی گھٹنے ٹکنے یا کنارے سے اوپر نہ جانا پڑے۔ اس کتاب میں اب تک ہم نے اسی کے بارے میں بات کرنے میں بہت وقت گزارا ہے۔ اگر یہ لڑائی ہار جاتی ہے، تو ہم یہیں ختم ہو جاتے ہیں۔

آخر میں، آپ اپنی ترقی کی تعریف کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنے لئے کھودے ہوئے سوراخ کے کنارے کھڑے ہوں، اس کے اندر نیچے دیکھیں، اور دیواروں پر آپ کے سفر کو نشان زد کرنے والے خونی پنجوں کے نشانات پر پیار سے مسکرائیں۔

لکیر کھنچیں

یہ آپ کی زندگی کو صرف اسی صورت میں تباہ
کر سکتا ہے جب یہ آپ کے کردار کو تباہ
کرے۔

-مارکس اور بیلیس

J او ہن ڈیلوئرین نے اپنی کار کمپنی کو بڑے عزم، لاپرواہی، نرگسیت، لائق اور بدانتظامی کے
امتزاج کے ساتھ میدان میں چلا�ا۔ جیسے جیسے بری خبروں کا انبار لگنا شروع ہوا اور تصویر واضح
اور عام ہو گئی، آپ کیسے کریں گے؟

کیا اس نے جواب دیا؟

کیا یہ استغفار کی قبولیت کے ساتھ تھا؟ کیا انہوں نے ان غلطیوں کو تسلیم کیا جن کے بارے میں ان کے ناراض ملاز میں پہلی بار بول رہے تھے؟ کیا وہ ان غلطیوں اور فیصلوں پر ذرا سا بھی غور کرنے کے قابل تھے جن کی وجہ سے انہیں، ان کے سرمایہ کاروں کو اور ان کے ملاز میں کو اتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا؟

بالکل نہیں۔ اس کے بجائے انہوں نے واقعات کا ایک سلسلہ شروع کیا جو ایک ہی وقت میں ختم ہو گا۔

60 ملین ڈالر کا نشیات کا سودا اور اس کے بعد اس کی گرفتاری۔ یہ درست ہے، جب ان کی کمپنی ناکام ہونا شروع ہوئی۔ ناکامی تقریباً خاص طور پر ان کے غیر پیشہ ورانہ انتظامی انداز سے وابستہ تھی۔ انہوں نے سوچا کہ اس سب کو بچانے کا بہترین طریقہ 220 پاؤند کو کیں کی غیر قانونی شپمنٹ کے ذریعے مالی اعانت حاصل کرنا ہو گا۔

یقینی طور پر، ان کی مشہور اور انتہائی شرمناک گرفتاری کے بعد، ڈیلورین کو آخر کار "پھنسنے" کی ناقابل یقین دلیل پر الزامات سے بری کر دیا گیا۔ سوائے اس کے کہ وہ ویدیو میں کیں کا بیگ تھا میں ہیں اور جوش و خروش کے ساتھ کہہ رہے ہیں، "یہ چیزیں سونے کی طرح اچھی ہیں۔ اس بارے میں کوئی سوال نہیں ہے کہ جان ڈیلورین کے ٹوٹنے کا سبب کون تھا۔

اس بارے میں بھی کوئی سوال نہیں ہے کہ کس نے اسے اتنا بدتر بنایا۔ جواب ہے: وہ۔ اس نے اپنے آپ کو ایک سوراخ میں پایا اور کھدائی کرتا ہایہاں تک کہ اس نے اسے جہنم تک پہنچا دیا۔

کاش وہ رک جاتا۔ اگر کسی موقع پر اس نے کہا: کیا یہ وہ شخص ہے جو میں بننا چاہتا ہوں؟

لوگ ہر وقت غلطیاں کرتے ہیں۔ وہ ایسی کمپنیاں شروع کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ سوچتے

ہیں کہ وہ انتظام کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس عظیم الشان اور جرات مندانہ تصورات ہیں جو قدرے شاندار تھے۔ یہ سب بالکل ٹھیک ہے۔ یہ ایک کاروباری یا تخلیقی یا یہاں تک کہ ایک کاروباری ایگزکیٹو ہونے کے بارے میں ہے۔

ہم خطرہ مول لیتے ہیں۔ ہم گڑ بڑ کرتے ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم اپنے کام میں اپنی شناخت باندھ لیتے ہیں تو ہمیں فکر ہوتی ہے کہ کسی بھی قسم کی ناکامی ایک شخص کی حیثیت سے ہمارے بارے میں کچھ برائی ہے گی۔ یہ ذمہ داری لینے کا خوف ہے، یہ تسلیم کرنے کا خوف ہے کہ ہم گڑ بڑ کر سکتے ہیں۔ یہ لاگت کا سب سے بڑا فریب ہے۔ اور اس طرح ہم اچھے پسے اور اچھی زندگی کو برے کے بعد پھینک دیتے ہیں اور آخر میں سب کچھ بہت خراب کر دیتے ہیں۔

فرض کریں کہ دیواریں ایسا محسوس کرتی ہیں جیسے وہ بند ہو رہی ہیں۔ ایسا محسوس ہو سکتا ہے کہ آپ کو دھوکہ دیا گیا ہے یا آپ کی زندگی کا کام چوری کیا جا رہا ہے۔ یہ عقلی، اچھے جذبات نہیں ہیں جو عقلی، اچھے اعمال کی طرف لے جائیں گے۔

اناپوچھتی ہے: میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ میں اسے کیسے محفوظ کروں اور ہر ایک کو ثابت کروں کہ میں اتنا ہی عظیم ہوں جتنا وہ سوچتے ہیں؟ یہ جانوروں کو کمزوری کی معمولی سی علامت کا خوف بھی ہے۔

تم نے یہ دیکھا ہے۔ تم نے یہ کیا ہے۔ کسی ایسی چیز کے لئے سخت جدوجہد کر رہے ہیں جسے ہم صرف بدتر بنارہے ہیں۔

یہ عظیم چیزوں کا راستہ نہیں ہے۔

اسٹیو جابز کو لے لو۔ وہ اپل سے اپنی بر طرفی کا 100 فیصد ذمہ دار تھا۔ بعد میں ان کی کامیابی کی وجہ سے، اپل کا انہیں بر طرف کرنے کا فیصلہ ناقص قیادت کی ایک مثال کی طرح لگتا ہے، لیکن اس وقت، وہ ناقابل برداشت تھے۔ اس کی انواضخ طور پر قابو سے باہر تھی۔ اگر آپ جان سکلی اور اپل کے سی ای او ہوتے تو آپ اسٹیو جابز کے اس ورثن کو بھی بر طرف کر دیتے۔

اب ان کی بہ طرفی پر اسٹیو جاہز کا رد عمل قابل فہم تھا۔ وہ رونے لگا۔ اس نے لڑائی کی۔ جب وہ ہار گئے تو انہوں نے اپل میں اپنے اسٹاک کا ایک حصہ فروخت کر دیا اور قسم کھائی کہ وہ دوبارہ کبھی اس جگہ کے بارے میں نہیں سوچیں گے۔ لیکن پھر اس نے ایک نئی کمپنی شروع کی اور اپنی پوری زندگی اس میں لگادی۔ انہوں نے اپنی پہلی ناکامی کی جڑ میں انتظامیہ کی غلطیوں سے زیادہ سے زیادہ سیکھنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور کمپنی بھی شروع کی، جس کا نام پکسر تھا۔ اسٹیو جاہز، مشہور انان پرست، جنہوں نے پارکنگ کی جگہوں پر صرف اس لیے پارکنگ کی تھی کہ وہ کر سکتے تھے، نے اس نازک لمحے میں حیرت انگیز انداز میں جواب دیا۔ ویسے بھی سی ای اوز کو ان کی اپنی ذہانت کا یقین ہے۔

انہوں نے اس وقت تک کام کیا جب تک کہ انہوں نے نہ صرف خود کو دوبارہ ثابت نہیں کیا، بلکہ ان خامیوں کو نمایاں طور پر حل کیا جن کی وجہ سے ان کے زوال کا آغاز ہوا تھا۔

اکثر ایسا نہیں ہوتا کہ کامیاب یا طاقتور لوگ ایسا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس وقت نہیں جب انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

امریکن اپریل کے باñی ڈوو چارنی اس کی ایک مثال ہیں۔ تقریباً 300 ملین ڈالر کے نقصان اور متعدد اسکینڈلز کے بعد، کمپنی نے انہیں ایک انتخاب کی پیش کش کی: سی ای او کی حیثیت سے دستبردار ہو جائیں اور تخلیقی کنسٹیٹنٹ (بڑی تنخواہ کے لئے) کے طور پر کمپنی کی رہنمائی کریں، یا بر طرف کر دیا جائے۔ انہوں نے دونوں آپشنز کو مسترد کر دیا اور اس سے بھی بدتر چیز کا انتخاب کیا۔

احتجاجاً مقدمه دائر کرنے کے بعد، انہوں نے کمپنی میں اپنی پوری ملکیت کو ہج فنڈ کے ساتھ دشمنانہ قبضے کا آغاز کرنے کے لئے جواہریلا اور اصرار کیا کہ ان کے طرز عمل کی تحقیقات اور فیصلہ کیا جائے۔ یہ تھا، اور اسے درست ثابت نہیں کیا گیا تھا۔ ان کی ذاتی زندگی سرخیوں میں چھائی رہی اور شرمناک تفصیلات سامنے آئیں۔ انہوں نے اپنے مقدمات میں ان کی نمائندگی کرنے کے لئے جس وکیل کا انتخاب کیا وہ وہی تھا جو پہلے ہی چارنی پر جنسی ہر اسانی اور مالی بے ضابطگیوں کے لئے تقریباً نصف درجن بار مقدمہ دائر کر چکا تھا۔ ماضی میں چارنی نے اس شخص پر الزام لگایا تھا کہ اس نے اسے ہلاکر رکھ دیا اور جھوٹے قانونی دعوے کیے۔ اب وہ ایک ساتھ کام کر رہے تھے۔

امریکن اپریل نے 10 ملین ڈالر سے زیادہ خرچ کیے اور اسے اس سے لڑنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ایک بھج نے حکم امتناع جاری کیا۔ فروخت میں گراوٹ آئی۔ آخر کار، کمپنی شروع ہوئی فیکٹری کے ملازمین اور دیرینہ ملازمین کو فارغ کرنا۔ وہی لوگ جو وہ صرف زندہ رہنے کے لئے لڑنے کا دعویٰ کیا۔ ایک سال بعد، وہ دیوالیہ ہو گئے اور اس کے پاس پسیے بھی نہیں تھے۔*

یہ بدنام سیاستدان اور جزل السیبیڈیز کی طرح ہے۔ پیلو پونیشن جنگ میں، انہوں نے پہلی بار اپنے آبائی ملک اور سب سے بڑی محبت، ایتھنز کے لئے لڑائی لڑی۔ اس کے بعد نشے کی حالت میں اس جرم کی پاداش میں اسے نکال دیا گیا اور وہ ایتھنز کے کھلے دشمن اسپارٹا میں چلا گیا۔ اس کے بعد سپارٹن وال سے بھاگتے ہوئے وہ فارس کی طرف روانہ ہو گیا جو دونوں کا کھلا دشمن تھا۔ آخر کار، اسے ایتھنز واپس بلا لیا گیا، جہاں سسلی پر حملہ کرنے کے اس کے پر جوش منصوبوں نے ایتھنز کے باشندوں کو ان کی حتمی تباہی کی طرف دھکیل دیا۔

انا اس چیز کو مار دیتی ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں۔ کبھی کبھی، یہ ہمیں بھی مارنے کے قریب

پہنچ جاتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ الیگزینڈر ہیملٹن، جو تمام بانیوں میں سے سب سے زیادہ المناک اور غیر ضروری انجام سے دوچار ہوئے، اس موضوع پر داشمندانہ الفاظ استعمال کریں گے۔ لیکن یقیناً وہ ایسا کرتا ہے (کاش وہ اپنے مہلک مقابلے سے لڑنے سے پہلے اپنے مشورے کو یاد رکھ سکتا تھا)۔ اس نے اپنے ہی بنائے ہوئے سنگین مالی اور قانونی مسائل میں مبتلا ایک پریشان دوست کو لکھا کہ "ہمت اور عزت کے ساتھ کام کرو۔" "اگر آپ مناسب طور پر ایک سازگار اخراج کی امید نہیں کر سکتے ہیں، تو گھر اُمیں نہ جائیں۔ مکمل طور پر رکنے کی ہمت رکھو۔"

ایک مکمل اسٹاپ۔ ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں کو سب کچھ چھوڑ دینا چاہئے تھا۔ یہ ہے کہ ایک لڑاکا جو ٹیپ نہیں کر سکتا یا ایک باکسر جو یہ نہیں پہچان سکتا کہ ریٹائرمنٹ کا وقت کب ہے اسے چوٹ لگ جاتی ہے۔ سنجیدگی سے ایسا ہے۔ آپ کو بڑی تصویر دیکھنے کے قابل ہونا چاہئے۔

لیکن جب انماقابو میں ہو تو کون کر سکتا ہے؟

فرض کریں کہ آپ ناکام ہو گئے ہیں اور یہاں تک کہہ دیں کہ یہ آپ کی غلطی تھی۔ گندگی ہوتی ہے اور، جیسا کہ وہ کہتے ہیں، کبھی کبھی عوامی سطح پر گندگی ہوتی ہے۔ یہ مزہ نہیں ہے۔ سوال یہ ہے: کیا آپ اسے بدتر بنانے جا رہے ہیں؟ یا کیا آپ اپنے وقار اور کردار کو برقرار رکھتے ہوئے اس سے ابھرنے جا رہے ہیں؟ کیا آپ ایک اور دن لڑنے کے لئے زندہ رہیں گے؟

جب کوئی ٹیم ایسا لگتا ہے کہ وہ کوئی میچ ہارنے جا رہی ہے، تو کوچ انہیں فون نہیں کرتا اور ان سے جھوٹ نہیں بولتا۔ اس کے بجائے، وہ انہیں یاد دلاتا ہے کہ وہ کون ہیں اور وہ کیا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور ان پر زور دیتا ہے کہ وہ وہاں واپس جائیں اور اسے شامل کریں۔ جتنے یا معمزوں کے ساتھ، ایک اچھی ٹیم کھیل کو اعلیٰ ترین معیار پر مکمل کرنے کی پوری کوشش کرتی ہے (اور دوسرے کھلاڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا وقت بانٹتی ہے جو باقاعدگی سے نہیں کھیلتے ہیں)۔ اور کبھی کبھی، وہ واپس آتے ہیں اور جیت جاتے ہیں۔

زیادہ تر پریشانی عارضی ہوتی ہے... جب تک کہ آپ ایسا نہ کریں۔ بازیابی عظیم نہیں ہے، یہ دوسرے کے سامنے ایک قدم ہے۔ جب تک کہ آپ کا علاج بیماری سے زیادہ نہ ہو۔
صرف انسوچتی ہے کہ شرمندگی یا ناکامی ان سے کہیں زیادہ ہے۔

تاریخ ان لوگوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے انتہائی ذلت کا سامنا کیا لیکن طویل اور متاثر کن کیریئر حاصل کرنے کے لئے صحت یا بھروسے۔ ایسے سیاست دان جو ناسمجھی کی وجہ سے انتخابات ہار گئے یا اپنے عہدوں سے محروم ہو گئے، لیکن وقت گزرنے کے بعد قیادت کرنے کے لیے واپس آئے۔ وہ اداکار جن کی فلموں نے بمب اری کی، مصنفین، غلطیاں کرنے والی مشہور شخصیات، غلطیاں کرنے والے والدین، اڑکھڑاتی ہوئی کمپنیوں کے ساتھ کاروباری افراد، بر طرف کیے جانے والے ایگزیکیووں، کٹے ہوئے پیٹھلیٹس، مارکیٹ میں سب سے اوپر رہنے والے لوگ۔ ان سبھی لوگوں نے ناکامی کے سخت کنارے کو محسوس کیا، بالکل اسی طرح جیسے ہم نے کیا ہے۔ جب ہم ہارتے ہیں، تو ہمارے پاس ایک انتخاب ہوتا ہے: کیا ہم اسے اپنے اور اس میں شامل ہر شخص کے لئے ہارنے والی صورتحال بنانے جا رہے ہیں؟ یا پھر یہ ہار جائے گا... اور پھر جیت گئے؟

کیونکہ آپ زندگی میں ہار جائیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ ایک ڈاکٹر کو کسی وقت موت کا وقت بتانا

پڑتا ہے۔ وہ بس کرتے ہیں۔

اناکہتی ہے کہ ہم غیر منقولہ شے ہیں، ناقابل تسلیخ قوت ہیں۔ یہ وہم مسائل کا سبب بنتا ہے۔ یہ قانون توڑنے کے ساتھ ناکامی اور مشکلات کا سامنا کرتا ہے۔ ہر چیز کو کسی پاگل منصوبے پر داؤ لگاتا ہے۔ پر دے کے پچھے کی سازشوں کو دو گناہ کر دینا یا غیر متوقع طور پر ہیل میریز۔ حالانکہ یہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس درد کے مقام تک پہنچایا۔

زندگی کے دائرے میں کسی بھی وقت، ہم خواہش مند، کامیاب یا ناکام ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ ابھی ہم ناکام ہو رہے ہیں۔ حکمت کے ساتھ، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پوزیشنیں عارضی ہیں، نہ کہ ایک انسان کے طور پر آپ کی قدر کے بارے میں بیانات۔ جب کامیاب کسی بھی وجہ سے آپ کی انگلیوں سے پھسلنے لگتی ہے تو اس کا جواب اتنا ذور سے پکڑنا اور پنجہ لگانا نہیں ہوتا کہ آپ اسے ٹکڑے کر دیں۔ یہ سمجھنے کے لئے ہے کہ آپ کو اپنے آپ کو خواہش مند مرحلے میں واپس کام کرنا ہو گا۔ آپ کو پہلے اصولوں اور بہترین طریقوں پر واپس جانا ہو گا۔

سینیکا نے ایک بار کہا تھا کہ "جو موت سے ڈرتا ہے وہ کبھی بھی زندہ انسان کے قابل کچھ نہیں کرے گا۔ اس کو تبدیل کریں: جو شخص ناکامی سے بچنے کے لئے کچھ بھی کرے گا وہ یقینی طور پر ناکامی کے لائے کچھ کرے گا۔

اصل ناکامی صرف اپنے اصولوں کو ترک کرنا ہے۔ جس چیز سے آپ محبت کرتے ہیں اسے قتل کرنا کیونکہ آپ اس سے الگ ہونے کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں، خود غرضی اور احمقانہ ہے۔ اگر آپ کی ساکھ چند جھٹکوں کو برداشت نہیں کر سکتی ہے تو، یہ پہلی جگہ پر کسی بھی چیز کے قابل نہیں تھا۔

اپنا اسکور کارڈ برقرار رکھیں

میں کبھی بیچھے مڑ کر نہیں دیکھتا، سوائے غلطیوں کے بارے میں جاننے کے... مجھے
صرف ان چیزوں کے بارے میں سوچنے میں خطرہ نظر آتا ہے جن پر آپ فخر کرتے
ہیں۔

- ایلز بیچھے نوئیل - نیو مین

O 16 اپریل، 2000 کو، نیو انگلینڈ بیٹریاٹس نے مشی گن یونیورسٹی سے ایک اضافی چوتھائی مسودہ تیار کیا۔ انہوں نے اسے اچھی طرح سے تلاش کیا تھا اور کیا تھا
کچھ دیر کے لیے ان کی نظریں اس پر پڑی رہیں۔ یہ دیکھ کر کہ وہ اب بھی دستیاب ہے، وہ اسے لے

گئے۔ یہ مسودے کا چھٹار اونڈا اور 1991 وال انتخاب تھا۔

نوجوان کو ارٹر بیک کا نام ٹام بریڈی تھا۔

وہ اپنے نئے سیز ان کے آغاز میں چوتھے درجے کے تھے۔ اپنے دوسرے سیز ان تک، وہ ایک اسٹار ٹر تھا۔ نیو انگلینڈ نے اس سال سپر باول جیتا تھا۔ بریڈی کو ایم وی پی نامزد کیا گیا تھا۔

سرما یہ کاری پر منافع کے لحاظ سے، یہ شاید فٹ بال کی تاریخ کا واحد سب سے بڑا ڈرافٹ انتخاب ہے: چار سپر باول رنگ (6 میچوں میں سے)، 14 ابتدائی سیز ان، 172 جیت، 428 ٹھیک ڈاؤن، 3 سپر باول ایم وی پیز، 58،000 گز، 10 پرو باولز، اور تاریخ میں کسی بھی کو ارٹر بیک سے زیادہ ڈویژن ٹائل۔ یہاں تک کہ منافع کی ادائیگی بھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ بریڈی کے پاس اب بھی کئی اور سیز ان باقی ہیں۔

لہذا آپ سوچیں گے کہ پیٹریاٹس کا فرنٹ آفس اس بات سے خوش ہو گا کہ یہ کس طرح ہوا، اور واقعی، وہ تھے۔ وہ اپنے آپ میں بھی بہت مایوس تھے۔ بریڈی کی حیرت انگریز صلاحیتوں کا مطلب یہ تھا کہ پیٹریاٹس کی اسکاؤٹنگ رپورٹس بہت دور تھیں۔ کھلاڑیوں کے بارے میں ان کے تمام جائزوں کے باوجود وہ کسی طرح ان کی تمام غیر معمولی خصوصیات کو بھول گئے تھے یا غلط اندازہ لگا رہے تھے۔ وہ اس جواہرات کو چھٹے راؤنڈ تک انتظار کرنے دیں گے۔ کوئی اور اسے ڈرافٹ کر سکتا تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر، وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ بریڈی کے بارے میں صحیح ہیں جب تک کہ چوڑوں نے ان کے قیمتی اسٹار ٹر ڈریبلڈ سو کو آؤٹ نہیں کیا، اور انہیں اس کی صلاحیت کا احساس کرنے پر مجبور کیا۔

لہذا، اگرچہ ان کی شرط کا فائدہ ہوا، لیکن پیٹریاٹس نے اٹیلی جنس کی اس مخصوص ناکامی کا اعتراف کیا جو پہلے مرحلے میں انتخاب کو روکنے کی کوشش کر سکتی تھی۔

جگہ۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ ناتیٹ چن رہے تھے۔ یا کامیت میں مشغول ہونا۔ ان کے پاس کارکردگی کے اعلیٰ معیارات پر عمل کرنے کے لئے تھا۔

پیٹریاٹس کے ڈائریکٹر آف پر سنل اسکاٹ پیوی نے کئی سالوں تک اپنی میز پر ڈیو اسٹیچلسکی کی ایک تصویر رکھی، ایک ایسے کھلاڑی جسے ٹیم نے پانچویں راؤنڈ میں ڈرافٹ کیا تھا، لیکن وہ کبھی ٹریننگ کیمپ کے ذریعے اس مقام تک نہیں پہنچ سکے۔ یہ ایک یادداہی تھی: آپ اتنے اچھے نہیں ہیں جتنا آپ سوچتے ہیں۔ آپ کو یہ سب معلوم نہیں ہے۔ توجہ مرکوز رکھیں۔ بہتر کریں۔ کوچ جان ووڈن بھی اس بارے میں بہت واضح تھے۔ اسکور بورڈ اس بات کا فیصلہ نہیں کرتا تھا کہ آیا اس نے یا اس کی ٹیم نے کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ وہ چیز نہیں تھی جو "جیت" تھی۔ بو جیکسن اس وقت منتاثر نہیں ہوتے تھے جب وہ ہوم رن مارتے تھے یا ٹیچ ڈاؤن کے لئے دوڑتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ "انہوں نے یہ بہترین نہیں کیا تھا۔" (در حقیقت، انہوں نے میجر لیگ میں بال میں اپنی پہلی چوٹ کے بعد گیند نہیں مانگی تھی۔ اس وجہ سے۔ ان کے لئے یہ "در میان میں صرف ایک گراونڈ گیند تھی۔

یہ اس بات کی خصوصیت ہے کہ عظیم لوگ کس طرح سوچتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ ہر کامیابی میں ناکامی تلاش کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو صرف ایک ایسے معیار پر قائم رکھتے ہیں جو معاشرے کی معروضی کامیابی سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کی وجہ سے، وہ اس بات کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے کہ دوسرے لوگ کیا سوچتے ہیں۔ وہ پرواہ کرتے ہیں کہ آیا وہ اپنے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ اور یہ معیار سبھی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں۔

پیٹریاٹس نے بریڈی کے انتخاب کو اسماڑ سے زیادہ خوش قسمت کے طور پر دیکھا۔ اور اگرچہ کچھ لوگ خود کو قسمت کا کریڈٹ دیتے ہوئے ٹھیک ہیں، لیکن وہ نہیں تھے۔ کوئی بھی یہ نہیں کہے گا

کہ پیٹریاٹس یا این ایف ایل کی کوئی بھی ٹیم انا سے عاری ہے۔ لیکن اس معاملے میں، جشن منانے یا خود کو مبارکباد دینے کے بجائے، انہوں نے اپنا سر پچھے جھکالیا اور اس بات پر توجہ مرکوز کی کہ کس طرح بہتر ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو عاجزی کو تنظیمی، ذاتی اور پیشہ و رانہ طور پر اتنی طاقتور قوت بناتی ہے۔

یہ ضروری طور پر مزہ نہیں ہے، ویسے۔ یہ کبھی کبھی خود ساختہ اذیت کی طرح محسوس ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ آپ کو ہمیشہ آگے بڑھنے اور ہمیشہ بہتری لانے پر مجبور کرتا ہے۔ انا مسئلے کے دونوں پہلوؤں کو نہیں دیکھ سکتی۔ یہ بہتر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صرف توثیق کو دیکھتا ہے۔ یاد رکھو، "فضل لوگ تعریف کے سوا کچھ نہیں سنتے۔ یہ صرف یہ دیکھ سکتا ہے کہ کیا اچھا چل رہا ہے، نہ کہ کیا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عارضی لیڈر کے ساتھ انا مینیاکس دیکھ سکتے ہیں، لیکن شاذ و نادر ہی اس کی دیر پادوڑ۔

ہمارے لئے، اسکور بورڈ واحد اسکور بورڈ نہیں ہو سکتا ہے۔ وارن بفیٹ نے بھی یہی بات کہی ہے، جس میں اندر ورنی اسکور کارڈ اور بیرونی اسکور کارڈ کے درمیان فرق کیا گیا ہے۔ آپ کی صلاحیت، آپ جتنی بہترین صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو پیمائش کرنے کا میٹر ک ہے۔ آپ کے معیار ہیں۔ جیتنا کافی نہیں ہے۔ لوگ خوش قسمت ہو سکتے ہیں اور جیت سکتے ہیں۔ لوگ گدھے بن سکتے ہیں اور جیت سکتے ہیں۔ کوئی بھی جیت سکتا ہے۔ لیکن ہر کوئی اپنے آپ کا بہترین ممکنہ ورزش نہیں ہے۔ ہرش، جی ہاں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھار شکست کے دوران بھی ایمانداری سے فخر اور مضبوط ہونے کے قابل ہونا۔ جب آپ انا کو باہر نکالتے ہیں

مساوات، دوسرے لوگوں کی رائے اور بیرونی نشانات زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ یہ زیادہ مشکل ہے، لیکن آخر کار لچک کا ایک فارمولہ۔

ماہر معاشیات (اور فلسفی) ایڈم سمیتھ کے پاس ایک نظریہ تھا کہ کس طرح عقلمند اور اچھے لوگ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں:

دو مختلف موقع ہیں جن پر ہم اپنے طرز عمل کا جائزہ لیتے ہیں، اور اسے اس روشنی میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس میں غیر جانبدار تماشائی اسے دیکھتا ہے: پہلا، جب ہم عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم نے کام کیا ہے۔ ہمارے خیالات دونوں صورتوں میں بہت جزوی ہیں۔ لیکن وہ سب سے زیادہ جزوی ہونے کے لئے موزوں ہیں جب یہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ انہیں اس کے بر عکس ہونا چاہئے۔ جب ہم عمل کرنے والے ہوتے ہیں، توجہ بے کی خواہش ہمیں شاذ و نادر ہی اس بات پر غور کرنے کی اجازت دیتی ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ایک بے حس شخص کی مہربانی سے۔ کب عمل ختم ہو گیا ہے، اور جذبات جو

اگر یہ کم ہو گیا ہے، تو ہم بے حس تماشائی کے جذبات میں زیادہ ٹھنڈے انداز میں داخل ہو سکتے ہیں۔

یہ "لا تعلق تماشائی" ایک طرح کارہنماء ہے جس کی مدد سے ہم اپنے طرز عمل کا اندازہ لگا سکتے ہیں، اس کے بر عکس کہ معاشرہ اکثر بے بنیاد تالیاں بجاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ صرف توثیق کے بارے میں ہے۔

ان تمام لوگوں کے بارے میں سوچیں جو اپنے طرز عمل کو معاف کرتے ہیں۔ سیاست دان، طاقتوری ای او، اور اسی طرح کے۔ "مکنیکی طور پر غیر قانونی نہیں" ہیں۔ ان اوقات کے بارے میں سوچیں جب آپ نے "کسی کو معلوم نہیں ہو گا" کے ساتھ اپنے آپ کو معاف کر دیا ہے۔ یہ وہ اخلاقی بھورا علاقہ ہے جس سے ہماری انا فائدہ اٹھانا پسند کرتی ہے۔ اپنی انکو کسی معیار (اندرونی یا لا تعلق یا جو کچھ بھی آپ اسے کہنا چاہتے ہیں) کے خلاف رکھنا اس بات کا امکان کم اور کم کر دیتا ہے کہ آپ کی طرف سے زیادتی یا غلط کام کو برداشت کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ اس بارے میں نہیں ہے کہ آپ کس چیز سے نجسکتے ہیں، یہ اس بارے میں ہے کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے یا نہیں کرنا چاہئے۔

یہ شروع میں ایک مشکل راستہ ہے، لیکن ایک ایسا راستہ جو بالآخر ہمیں کم خود غرض اور خود ساختہ بنادیتا ہے۔ ایک شخص جو اپنے معیار کی بیشاد پر اپنے آپ کا فیصلہ کرتا ہے وہ اس طرح توجہ حاصل کرنے کا خواہش مند نہیں ہوتا جس طرح تالیاں بجانے والے کو کامیابی کا حکم دیتا ہے۔ ایک شخص جو طویل مدتی سوچ سکتا ہے وہ قلیل مدتی ناکامیوں کے دوران خود پر رحم نہیں کرتا ہے۔ ایک شخص جو ٹیم کی قدر کرتا ہے وہ کریڈٹ بانٹ سکتا ہے اور اپنے مفادات کو اس طرح شامل کر سکتا ہے جو زیادہ تر دوسرا نہیں کر سکتے ہیں۔

جو کچھ اچھا ہوا یا ہم کتنے حیرت انگیز ہیں اس پر غور کرنا ہمیں کہیں بھی نہیں لے جاتا ہے، سوائے اس کے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں۔ لیکن ہم مزید آگے بڑھنا چاہتے ہیں، ہم مزید چاہتے ہیں، ہم بہتری جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

انا اس کو روکتی ہے، لہذا ہم اسے ضم کرتے ہیں اور اسے مسلسل اعلیٰ معیار کے ساتھ توڑ دیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ہم لا محدود طور پر مزید تلاش کر رہے ہیں، جیسے ہم اس کے ساتھ پھنسے ہوئے ہیں

لاچ، لیکن اس کے بجائے، ہم حقیقی بہتری کی طرف بڑھ رہے ہیں، مزاج کے بجائے نظم و ضبط کے ساتھ۔

ہمیشہ محبت

اور ہمیں دنیا پر غصہ کیوں محسوس کرنا
چاہئے؟ گویا دنیا اس پر غور کرے گی!

- یورمنیڈز

I 1939 میں، اور سن ولیز نامی ایک نوجوان کو ہالی ووڈ کی تاریخ میں سب سے زیادہ سنا جانے والا سودا دیا گیا تھا۔ وہ دو حصوں میں لکھ سکتا تھا، اداکاری کر سکتا تھا اور ہدایت کاری کر سکتا تھا۔ ایک بڑے فلم اسٹوڈیو آر کے اوکے لئے ان کی پسند کی فلمیں۔ اپنی پہلی تصویر کے لئے، اس نے ایک

پر اسرار اخبار کے بیرن کی کہانی سنانے کا فیصلہ کیا جو اس کی بہت بڑی سلطنت اور طرز زندگی کا قیدی بن گیا۔

بدنام زمانہ میڈیا میں ولیم رینڈولف ہرست نے فیصلہ کیا کہ یہ فلم ان کی زندگی پر مبنی ہے اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس نے ایسا جارحانہ انداز میں کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اب تک کی سب سے بڑی فلموں میں سے ایک کو تباہ کرنے کی مہم شروع کی اور ابتدائی طور پر کامیاب ہو گئے۔

یہاں اس کے بارے میں بہت دلچسپ بات ہے۔ سب سے پہلے، ہرست نے شاید کبھی فلم بھی نہیں دیکھی تھی لہذا اسے اندازہ نہیں تھا کہ اصل میں اس میں کیا ہے۔ دوسرا، اس کا مقصد اس کے بارے میں نہیں تھا۔ یا کم از کم صرف اس کے بارے میں۔ (جہاں تک ہم جانتے ہیں، کردار چارلس فوستر کین سیموئل انسول اور رابرٹ میک کو رمک سمیت متعدد تاریخی شخصیات کا مجموعہ تھا۔ یہ فلم چارلی چیلپن اور الدوس مکسلے کی طاقت کی دو ایسی ہی تصویروں سے متاثر تھی۔ تیسرا، ہرست اس وقت دنیا کے امیر ترین افراد میں سے ایک تھا، اور اپنی زندگی کے اختتام کے قریب 78 سال کی عمر میں۔ وہ پہلی بار ہدایت کار بننے والے کسی افسانوی فلم کی طرح کسی غیر اہم چیز پر اتنا وقت کیوں صرف کریں گے؟ چوتھا، اسے روکنے کی ان کی مہم ہی تھی جس نے مقبولیت میں فلم کی جگہ حاصل کی اور یہ واضح کیا کہ ان کی کنٹرول اور ہیرا پھیری کی مہم کس حد تک جائے گی۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی وراثت کو ایک قابل مذمت امریکی شخصیت کے طور پر کسی بھی نقاد سے کہیں زیادہ مضبوط کیا۔ اس طرح، نفرت اور تلخی کا تضاد۔ یہ اس کے بالکل بر عکس کام کرتا ہے جس کی ہم امید کرتے ہیں۔ انظر نیٹ کے دور میں، ہم اسے اسٹریسینڈ کہتے ہیں۔

اثر (گلوکارہ اور اداکارہ بار برا اسٹریسینڈ کی اسی طرح کی کوشش کے نام پر رکھا گیا ہے، جنہوں نے قانونی طور پر ویب سے اپنے گھر کی ایک تصویر ہٹانے کی کوشش کی۔ اس کے اقدامات کا الٹا اثر ہوا اور اس سے کہیں زیادہ لوگوں نے اسے دیکھا اگر اس نے اس مسئلے کو اکیلا چھوڑ دیا ہوتا۔ نفرت یا انکی وجہ سے کسی چیز کو تباہ کرنے کی کوشش اکثر اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ اور پھیلایا جائے گا۔

ہر سٹ جس لمبائی تک گیا وہ مضائقہ خیز تھا۔ انہوں نے اپنی سب سے با اثر اور طاقتور گپ شپ کالم نگار لویلہ پار سنز کو اسکریننگ کا مطالبہ کرنے کے لئے اسٹوڈیو بھیجا۔ ان کے تاثرات کی بنیاد پر انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اسے منظر عام پر لانے سے روکنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ انہوں نے ہدایت جاری کی کہ ان کے کسی بھی اخبار میں سٹیزن کین پر وڈیوس کرنے والی کمپنی آر کے او فلم کا کوئی ذکر نہیں کیا جائے گا۔ (ایک دہائی سے زیادہ عرصے کے بعد، یہ پابندی اب بھی تمام ہر سٹ پیپرز کے لئے ویلز پر لا گو ہوتی ہے۔ ہر سٹ کے مقالوں نے ویلز اور ان کینجی زندگی کے بارے میں منفی کہانیوں کی تلاش شروع کی۔ ان کے گپ شپ کالم نگار نے آر کے او بورڈ کے ہر رکن کے ساتھ ایسا ہی کرنے کی دھمکی دی۔ ہر سٹ نے دیگر اسٹوڈیو کے سربراہوں کو تصویر کے خلاف موڑنے کے ایک طریقے کے طور پر مجموعی طور پر فلمی صنعت کو دھمکیاں بھی دیں۔ فلم کے حقوق کے لئے 800،000 ڈالر کی پیش کش کی گئی تھی تاکہ اسے جلا یا یاتباہ کیا جاسکے۔ زیادہ تر تھیڑز نجیروں پر اسے دکھانے سے انکار کرنے کے لئے دباؤ ڈالا گیا تھا، اور ہر سٹ کی ملکیت والی کسی بھی جائیداد میں اس کے لئے کسی اشتہار کی اجازت نہیں تھی۔ ہر سٹ ہمدردوں نے ویلز کے بارے میں افواہوں کو مختلف حکام کو رپورٹ کرنا شروع کیا، اور 1941 میں، جب ایڈگر ہور کی ایف بی آئی نے اس پر ایک فائل کھوی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فلم تجارتی طور پر ناکام رہی۔ اسے ثقافت میں اپنی جگہ بنانے میں کئی سال لگے۔ صرف بڑے خرچ پر اور بڑی محنت کے ساتھ، ہر سٹ اسے روکنے کے قابل تھا۔

ہم سب کے پاس ایسی چیزیں ہیں جو ہمیں پریشان کرتی ہیں۔ ہم جتنے زیادہ کامیاب یا طاقتور ہوں گے، اتنا ہی زیادہ ہم سوچیں گے کہ ہمیں اپنی وراثت، امتحان اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے تحفظ کی ضرورت ہے۔ تاہم، اگر ہم محتاط نہیں ہیں، تو ہم دنیا کو ناراض کرنے یا ہماری بے عزتی کرنے سے روکنے کی کوشش میں ناقابل یقین حد تک وقت صاف کر سکتے ہیں۔

ایک لمحے کے لیے ان تمام غیر ضروری موتوں اور غیر ضروری فضلے پر غور کرنا ایک لمحے کے لیے قابل غور ہے جو ناراض مردوں یا ممتازہ عورتوں کی طرف سے دوسرے لوگوں، معاشرے اور خود پر ڈھائے جاتے ہیں۔ کس چیز پر؟ وجوہات جو شاید ہی یاد رکھی جا سکیں۔

آپ جانتے ہیں کہ کسی حملے یا معمولی یا کسی ایسی چیز کا بہتر جواب کیا ہے جو آپ کو پسند نہیں ہے؟ محبت۔ یہ ٹھیک ہے، محبت۔ پڑوسی کے لئے جو موسيقی کو مسترد نہیں کرے گا۔ والدین کے لئے جو آپ کو مایوس کرتے ہیں۔ اس بیورو کریٹ کے لئے جس نے آپ کی کاغذی کارروائی کھو دی۔ اس گروہ کے لئے جو آپ کو مسترد کرتا ہے۔ اس نقاد کے لئے جو آپ پر حملہ کرتا ہے۔ دی

سابق پارٹر جس نے آپ کے کاروباری خیال کو چوری کیا۔ وہ کتیا یا بد معاش جس نے آپ کو دھوکہ دیا۔ محبت.

کیونکہ، جیسا کہ گانے کے بول کہتے ہیں، "نفرت آپ کو ہر بار ملے گی۔"

ٹھیک ہے، شاید محبت بہت زیادہ ہے جو کچھ بھی آپ نے آپ کے ساتھ کیا ہے اس کے لئے پوچھنا ہے۔ آپ کم از کم اسے چھوڑنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ آپ اپنا سر ہلانے اور اس کے بارے میں ہنسنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

بصورت دیگر دنیا ایک لازوال اور افسوسناک نمونے کی ایک اور مثال دیکھے گی: امیر، طاقتور شخص اتنا الگ تھا اور گراہ ہو جاتا ہے کہ جب اس کی خواہشات کے بر عکس کچھ ہوتا ہے تو وہ اس کی زد میں آ جاتا ہے۔ وہی ڈرائیو جس نے اسے عظیم بنایا وہ اچانک ایک بڑی کمزوری ہے۔ وہ ایک چھوٹی سی تکلیف کو ایک بڑے زخم میں بدل دیتا ہے۔ زخم پھٹتا ہے، انفیشن کا شکار ہو جاتا ہے، اور اسے مار بھی سکتا ہے۔

یہی وہ چیز ہے جس نے نکسن کو آگے بڑھایا اور پھر افسوس ناک طور پر نیچے کی طرف دھکیل دیا۔ اپنی جلا و طنی پر غور کرتے ہوئے، انہوں نے بعد میں اعتراف کیا کہ ایک دشمن دنیا سے لڑتے ہوئے اپنے آپ کو ایک تباہ کن جنگجو کے طور پر ان کی زندگی بھر کی شبیہہ ان کی ناکامی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو اس طرح کے دوسرے "سخت لوگوں" سے گھیر لیا تھا۔ لوگ بھول جاتے ہیں کہ واٹر گیٹ ٹوٹنے کے بعد نکسن کو بھاری اکثریت سے دوبارہ منتخب کیا گیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو روک نہیں سکتا تھا۔ وہ لڑتارہ، وہ صحافیوں پر ظلم کرتارہ، اور وہ ہر اس شخص پر برستارہ جس کے بارے میں اسے لگتا تھا کہ اس نے اس پر شک کیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس نے کہانی کو کھلانا جاری رکھا اور آخر کار اسے غرق کر دیا۔ ایسے بہت سے لوگوں کی طرح، وہ بھی اپنے آپ کو کسی اور سے زیادہ نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اس کی

جزان کی نفرت اور غصہ تھا اور آزاد دنیا کا سب سے طاقتور رہنا ہونے کے ناطے بھی اسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا تھا۔

یہ اس طرح ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بوکریٰ واشنگٹن نے فریڈرک ڈگلس کی طرف سے انہیں ایک واقعہ سنایا، اس وقت کے بارے میں جب وہ سفر کر رہے تھے اور ان کی ریس کی وجہ سے سامان والی گاڑی میں چلنے اور سوار ہونے کے لئے کہا گیا تھا۔ ایک سفید فام حامی اس ہولناک جرم کے لیے معافی مانگنے کے لیے آگے آیا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے افسوس ہے مسٹر ڈگلس کہ آپ کو اس طرح نیچا دکھایا گیا ہے۔

ڈگلس کے پاس اس میں سے کچھ بھی نہیں ہو گا۔ وہ غصے میں نہیں تھا۔ اسے کوئی چوت نہیں آئی۔ اس نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ جواب دیا: "وہ فریڈرک ڈگلس کو نیچا نہیں دکھاسکتے۔ وہ روح جو میرے اندر ہے کوئی انسان نیچا نہیں کر سکتا۔ میں وہ نہیں ہوں جو اس سلوک کی وجہ سے ذلت کا شکار ہو رہا ہوں، بلکہ وہ لوگ ہیں جو مجھ پر یہ ظلم کر رہے ہیں۔"

یقینی طور پر، یہ برقرار رکھنے کے لئے ایک ناقابل یقین حد تک مشکل رویہ ہے۔ نفرت کرنا کہیں زیادہ آسان ہے۔ چیخنا فطری بات ہے۔

اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ ڈگلس جیسے عظیم رہنماؤں کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے نفرت کرنے کے بجائے ان کے لئے ایک طرح کار حم اور ہمدردی محسوس کرتے ہیں۔ 1992 کے ڈیمو کریٹک نیشنل کنوشن میں بار برا جارڈن کے بارے میں سوچیں جس میں انہوں نے ایک ایجنڈا پیش کیا تھا۔ محبت۔ محبت۔ محبت۔ "مارٹن لو تھر کنگ جونیئر کے بارے میں سوچیں

اور ایک بار پھر یہ تبلیغ کرنا کہ نفرت ایک بوجھ ہے اور محبت آزادی ہے۔ محبت تبدیلی لانے والی تھی، نفرت کمزور تھی۔ اپنے ایک مشہور خطبے میں انہوں نے اسے مزید آگے بڑھایا: "ہم اپنے دشمنوں سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہم سے نفرت کرتے ہیں چاہے وہ اجتماعی زندگی میں ہوں یا انفرادی زندگی میں۔ ہمیں اپنے آپ کو اس انسے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے جو ہماری حفاظت کرتی ہے اور ہمارا دم گھٹاتی ہے، کیونکہ، جیسا کہ انہوں نے کہا، "نفرت کسی بھی موقع پر ایک کینسر ہے جو آپ کی زندگی اور آپ کے وجود کے انتہائی اہم مرکز کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ یہ تیزاب کو ختم کرنے کی طرح ہے جو آپ کی زندگی کے بہترین اور معروضی مرکز کو کھا جاتا ہے۔

ایک سینڈ کے لئے انوینٹری لیں۔ آپ کو کیا ناپسند ہے؟ کس کا نام تمہیں غصہ اور غصے سے بھردیتا ہے؟ اب پوچھیں: کیا ان مضبوط احساسات نے واقعی آپ کو کچھ حاصل کرنے میں مدد کی ہے؟ اس سے بھی زیادہ وسیع انوینٹری لیں۔ نفرت اور غصہ کہاں سے آیا ہے کوئی؟

خاص طور پر اس لیے کہ دنیا بھر میں وہ خصوصیات یارویے جو ہمیں دوسرے لوگوں میں ناراض کرتے ہیں، ان کی بے ایمانی، ان کی خود غرضی، ان کی کاملی، آخر میں شاید ہی ان کے لیے اچھا کام کرنے والی ہوں۔ ان کی انا اور دوراندیشی کی اپنی سزا ہوتی ہے۔

ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال پوچھنا چاہیے کہ کیا ہم صرف اس وجہ سے بدحال ہو جائیں گے کہ دوسرے لوگ ہیں؟

غور کریں کہ آرسن ولیز نے ہر سٹ کی ملٹی ڈیکیڈ مہم کا جواب کیسے دیا۔ ان کے اپنے بیان کے مطابق، وہ فلم کے پریمیر کی رات ایک لفٹ میں ہر سٹ سے مکرا گئے۔ وہی جس کو روکنے اور تباہ

کرنے کے لئے ہر سٹ نے بڑے پیمانے پر وسائل استعمال کیے تھے۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس نے کیا کیا؟ اس نے ہر سٹ کو آنے کی دعوت دی۔ جب ہر سٹ نے انکار کیا تو ویلز نے مذاق کیا کہ چارلس فوستر کین نے یقین طور پر قبول کیا ہو گا۔

اس فلم میں ویلز کی ذہانت کو آخر کار باقی دنیا کی طرف سے تسلیم کرنے میں بہت لمبا وقت لگا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، ویلز نے دوسری فلم میں بنانے اور دیگر شاندار آرٹ تیار کرنے کے لئے سپاہی کا کردار ادا کیا۔ ہر لحاظ سے، وہ ایک مطمئن اور خوش حال زندگی گزار رہے تھے۔ آخر کار، سٹیزن کین نے سینما کی تاریخ میں سب سے آگے اپنا مقام حاصل کیا۔ فلم کے آغاز کے 70 سال بعد، آخر کار اسے سان سیمون کے ہر سٹ کیسل میں چلا یا گیا، جواب ایک ریاستی پارک ہے۔

انہوں نے جو واقعات برداشت کیے وہ بالکل منصفانہ نہیں تھے، لیکن کم از کم انہوں نے اسے اپنی زندگی کو بر باد نہیں ہونے دیا۔ جیسا کہ ویلز کی بیس سال سے زائد عمر کی گرل فرینڈ نے اپنی تعریف میں نہ صرف ہر سٹ کا حوالہ دیا، بلکہ ایک بدنام زمانہ بے رحم انڈسٹری میں اپنے طویل کیریئر میں ملنے والی ہر چیز کا حوالہ دیتے ہوئے کہا، "میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ اس نے اسے تلخ نہیں بنایا۔ دوسرے لفظوں میں، وہ کبھی بھی ہر سٹ کی طرح نہیں بنا۔

ہر کوئی اس طرح جواب دینے کے قابل نہیں ہے۔ ہماری زندگی کے مختلف مراحل میں، ہم معانی اور تفہیم کے لئے مختلف صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ اور یہاں تک کہ جب کچھ لوگ آگے بڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں، تو وہ اپنے ساتھ ناراضگی کا غیر ضروری بوجھ لے جاتے ہیں۔ کرک ہیمیٹ کو یاد ہے، جو اچانک میٹا لیکا میں گٹار سٹ بن گیا؟ جس شخص کو انہوں نے اس کے لئے جگہ بنانے کے لئے باہر نکالا، ڈیو مسٹرین، نے ایک اور بینڈ، میگاڈیتھ تشكیل دیا۔ یہاں تک کہ اپنی ناقابل یقین کامیابی کے باوجود وہ کئی سال پہلے ان کے ساتھ ہونے والے سلوک پر غصے اور نفرت سے بھرے ہوئے تھے۔ اس نے اسے نشے کی طرف دھکیل دیا اور اسے مار سکتا تھا۔ اٹھارہ سال گزر چکے تھے جب وہ اس پر عمل کرنا شروع کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے، اور کہا کہ اب بھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اسے چوٹ لگی ہے اور اسے مسترد کر دیا گیا ہے۔ جب آپ اسے یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں، جیسا کہ اس نے ایک بار اپنے سابق بینڈ ساتھیوں کو کیمرے پر کیا تھا، تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ کسی پل کے نیچے رہ رہا ہے۔ حقیقت میں، اس شخص نے لاکھوں روپا فروخت کیے، عظیم مو سیقی تیار کی، اور ایک راک اسٹار کی زندگی گزاری۔

ہم سب نے اس درد کو محسوس کیا ہے۔ اور ان کے گیتوں کا حوالہ دیتے ہوئے، "اس کی بلیک ٹو تھ مسکراہٹ پر مسکرائیں۔ ماضی کے بارے میں یہ جنون، کسی نے جو کچھ کیا ہے یا چیزوں کو کیسا ہونا چاہیے تھا، جتنا تکلیف دیتا ہے، ان کا جسم ہے۔ ہر کوئی آگے بڑھ گیا ہے، لیکن آپ نہیں کر سکتے ہیں، کیونکہ آپ اپنے طریقے کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ آپ یہ قبول کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی جان بوجھ کریا کسی اور طرح سے آپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ تو تم نفرت کرتے ہو۔ ناکامی یا مصیبت میں، نفرت کرنا بہت آسان ہے۔ نفرت الزام تراشی کو ظال دیتی ہے۔ یہ کسی اور کو ذمہ دار بنا تا ہے۔ یہ بھی ایک توجہ ہٹانے والا ہے۔ جب ہم بد لہ لینے یا ان غلطیوں کی تحقیقات

کرنے میں مصروف ہوتے ہیں جو مبینہ طور پر ہمارے ساتھ کی گئی ہیں تو ہم زیادہ کچھ نہیں کرتے ہیں۔

کیا یہ ہمیں اس مقام کے قریب لے جاتا ہے جہاں ہم رہنا چاہتے ہیں؟ نہیں۔ یہ ہمیں صرف وہیں رکھتا ہے جہاں ہم ہیں۔ یا اس سے بھی بدتر، ہماری ترقی کو مکمل طور پر روکتا ہے۔ اگر ہم پہلے ہی کامیاب ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ہر سٹ تھا، تو یہ ہماری وراثت کو داغدار کرتا ہے اور ہمارے سنہری سالوں کو خراب کر دیتا ہے۔

دریں اشنا، محبت وہاں موجود ہے۔ انسان سے عاری، کھلا، ثابت، کمزور، پر امن اور پیداواری۔

آگے آنے والی ہر چیز کے لئے، اناد شمن ہے ...

مجھے کام پسند نہیں ہے۔ کوئی مرد نہیں کرتا۔ لیکن مجھے وہ پسند ہے جو کام میں ہے۔ اپنے آپ کو
ملاش کرنے کا موقع۔

جوزف کونڑاڑ

I
ولیم نچستر کی ونسٹن چرچل کی زندگی پر بنی سوانح حیات، درمیانی جلد یعنی سیٹ کا ایک تہائی حصہ
اکیلا ہے۔ پورے آٹھ سال تک،
چرچل کم و بیش اپنے دوراندیش ساتھیوں کے خلاف، یہاں تک کہ مغرب میں بھی فسطائیت کے
برڑھتے ہوئے خطرے کے خلاف اکیلے کھڑے رہے۔

لیکن آخر کار، وہ دوبارہ جیت گیا۔ اور ایک بار پھر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اسے ایک بار پھر درست ثابت کر دیا گیا۔

کیتھرین گراہم اپنے خاندان کی اخباری سلطنت پر قبضہ کرتے ہوئے اکسلی کھڑی تھیں۔ ان کے بیٹے ڈونلڈ گراہم نے بھی اسی طرح کا دباؤ محسوس کیا ہو گا جب انہوں نے 2000 کی دہائی کے وسط میں صنعت کے ڈرامائی زوال کے دوران کمپنی کو بچانے کی کوشش کی تھی۔ دونوں نے اس میں کامیابی حاصل کی۔ تو آپ کر سکتے ہیں۔

اس کے آس پاس کوئی راستہ نہیں ہے: ہم مشکل کا سامنا کریں گے۔ ہم ناکامی کے لمس کو محسوس کریں گے۔ جیسا کہ بیجنٹن فرینکلن نے مشاہدہ کیا، جو لوگ "پیالے کے نچلے حصے تک پہنچتے ہیں، انہیں کچھ ڈریگز سے ملنے کی توقع کرنی چاہئے۔

لیکن کیا ہو گا اگر وہ ڈریگز اتنے برے نہیں تھے؟ جیسا کہ ہیراللہ جینین نے کہا، "لوگ اپنی ناکامیوں سے سیکھتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی وہ کامیابی سے کچھ سیکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرانی کیلٹک کہاوت ہمیں بتاتی ہے، "بہت کچھ دیکھو، بہت مطالعہ کرو، بہت تکلیف برداشت کرو، یہی حکمت کا راستہ ہے۔

اس وقت آپ جس چیز کا سامنا کر رہے ہیں وہ ایسا راستہ ہو سکتا ہے، ہونا بھی چاہیے اور ہو سکتا ہے۔ عقل مندی یا جہالت؟ انسوئنگ ووٹ ہے۔

امنگ کامیابی (اور مصائب) کی طرف لے جاتی ہے۔ کامیابی اپنی مشکلات پیدا کرتی ہے (اور، امید ہے، نئے عزم)۔ اور مشکلات امنگوں اور زیادہ کامیابی وال کا باعث بنتی ہیں۔ یہ ایک لامتناہی لوپ ہے۔ ہم سب اس تسلسل پر موجود ہیں۔ ہم اپنی زندگی کے مختلف مقامات پر اس پر مختلف جگہوں پر قبضہ کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم ناکام ہو جاتے ہیں، تو یہ گھٹ جاتا ہے۔ کوئی سوال نہیں۔

ہمارے لئے اگلا جو بھی ہے، ہم ایک چیز کے بارے میں یقین کر سکتے ہیں جس سے ہم بچنا چاہیں گے۔ انا۔ یہ تمام اقدامات کو مشکل بنادیتا ہے، لیکن ناکامی وہ ہے جسے وہ مستقل بنادے گا۔ جب تک ہم یہاں اور ابھی اپنی غلطیوں سے سبق نہیں سیکھتے۔ جب تک ہم اس لمحے کو اپنے آپ کو اور اپنے ذہن کو بہتر طور پر سمجھنے کے موقع کے طور پر استعمال نہیں کریں گے، انا حقیقی شمال کی طرح ناکامی کی تلاش کرے گی۔

تمام عظیم مردوخواتین کو جہاں وہ ہیں وہاں پہنچنے کے لئے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ان سب نے غلطیاں کیں۔ انہوں نے ان تجربات کے اندر کچھ فائدہ پایا۔ بھلے ہی یہ احساس ہو کہ وہ معصوم نہیں ہیں اور چیزیں ہمیشہ ان کے راستے پر نہیں جائیں گی۔ انہوں نے پایا کہ خود آگاہی ہی باہر نکلنے کا راستہ ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو وہ بہتر نہ ہوتے اور وہ دوبارہ اٹھنے کے قابل نہ ہوتے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاس ان کا منتر ہماری رہنمائی کرنا ہے، تاکہ ہم اپنے سفر کے ہر مرحلے میں زندہ رہ سکیں اور پھل پھول سکیں۔ یہ آسان ہے (اگرچہ، ہمیشہ کی طرح، کبھی آسان نہیں)۔

انا کی خواہش یا تلاش نہ کرنا۔ انا کے بغیر کامیابی حاصل کرنا۔

ناکامی کو طاقت کے ساتھ آگے بڑھانا، انا کے ساتھ نہیں۔

اپی لاگ

ہماری تمام زندگیوں کے اندر ایک خانہ جنگی چل رہی ہے۔ ہماری روح کا ایک بے حس جنوب ہے جو ہماری روح کے شمال کے خلاف بغاوت کر رہا ہے۔ اور یہ مسلسل جدوجہد ہر انفرادی زندگی کے ڈھانچے کے اندر موجود ہے۔

مارٹن لوٹھر کنگ جونیئر

I اگر آپ ابھی یہ پڑھ رہے ہیں، تو آپ نے اس کتاب کے ذریعے بنایا ہے۔ مجھے ڈر تھا کہ کچھ لوگ ایسا نہیں کریں گے۔ سچ کہوں تو، مجھے یقین نہیں تھا کہ میں کبھی ایسا کروں گا خود یہاں آؤ۔

آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟ ماندہ؟ پریشان؟ آزاد؟

اپنی اناکے ساتھ سرجوڑ کر چلنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ سب سے پہلے یہ تسلیم کرنا کہ انام موجود ہو سکتی ہے۔ پھر اسے جانچ پڑتاں اور تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔ ہم میں سے زیادہ تر لوگ تکلیف دہ خود امتحان کو سنبھال نہیں سکتے ہیں۔ کسی اور چیز کے بارے میں کرنا آسان ہے۔ درحقیقت، دنیا کی کچھ ناقابلِ یقین کا میا بیاں بلاشبہ اناکے اندھیرے کا سامنا کرنے سے بچنے کی خواہش کا نتیجہ ہیں۔

کسی بھی صورت میں، صرف اس مقام تک پہنچ کر آپ نے اس کے خلاف ایک سنگین دھچکا لگایا ہے۔ یہ سب آپ کو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن یہ ایک آغاز ہے۔

میرے دوست فلسفی اور مارشل آرٹسٹ ڈینیل بولیلی نے ایک بار مجھے ایک مفید استعارہ دیا تھا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ تربیت فرش پر جھاؤ لوگانے کی طرح ہے۔ صرف اس لئے کہ ہم نے یہ ایک بار کیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرش ہمیشہ کے لئے صاف ہے۔ ہر روز دھول واپس آتی ہے۔ ہر روز ہمیں جھاؤ لوگانا چاہیے۔

اناکا بھی یہی حال ہے۔ آپ حیران رہ جائیں گے کہ وقت کے ساتھ دھول اور گندگی کس طرح کا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اور یہ کتنی تیزی سے جمع ہوتا ہے اور مکمل طور پر ناقابلِ انتظام ہو جاتا ہے۔ امر لیکن اپریل بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے بر طرف کیے جانے کے چند دن بعد، ڈووچارنی نے مجھے صحیح 3 بجے فون کیا۔ وہ باری مایوس اور غصے میں تھا اور حقیقی معنوں میں اپنے آپ کو اپنی حالت کے لئے مکمل طور پر بے قصور سمجھتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا، "اوہ، تم کیا کرنے جا رہے ہو؟ کیا آپ اسٹیو جابز کو کھینچنے جا رہے ہیں اور ایک نئی کمپنی شروع کرنے جا رہے ہیں؟ کیا آپ واپسی کرنے جا رہے ہیں؟" وہ خاموش ہو گیا اور خلوص کے ساتھ مجھ سے کہا کہ میں فون کے ذریعے اور اپنی ہڈیوں میں محسوس کر سکتا تھا، "ریان،

اسٹیو جا بزرگ کیا۔ ان کے لیے، اس خراب حالت میں، اس ناکامی میں، یہ دھچکا کسی نہ کسی طرح موت جیسا ہی تھا۔ یہ آخری بار تھا جب ہم نے کبھی بات کی تھی۔ میں نے اس کے بعد کے مہینوں میں خوف کے ساتھ دیکھا جب اس نے اس کمپنی پر تباہی مجاہدی جس کی تعمیر میں اس نے سب کچھ لگادیا تھا۔

یہ ایک افسوسناک لمحہ تھا اور ایک ایسا لمحہ جو میرے ساتھ رہا۔

لیکن خدا کے فضل سے میں جاؤں۔ لیکن خدا کے فضل سے، یہ ہم میں سے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔

ہم سب اپنے اپنے طریقے سے کامیابی اور ناکامی کا تجربہ کرتے ہیں۔ اس کتاب کو لکھنے کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے میں نے چار سخت جدوجہد کی لیکن اس تجویز کے مسودے اور مخطوطے کے درجنوں مسودوں کو مسترد کر دیا۔ میرے پہلے منصوبوں کے بارے میں، مجھے یقین ہے کہ تناول نے مجھے توڑ دیا ہو گا۔ شاید میں نے کام چھوڑ دیا ہو تاکہ اسی اور کے ساتھ کام کرنے کی کوشش کی ہوتی۔ شاید میں نے اپنا راستہ حاصل کرنے کے لئے اپنی ایڑیوں میں کھدائی کی ہوتی اور کتاب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہوتا۔

اس عمل کے دوران کسی موقع پر، میں ایک علاج کا آله لے کر آیا۔ ہر مسودے کے بعد، میں صفحات کو پھاڑ دیتا تھا اور کاغذ کو اپنے گیراج میں رکھے کیڑے کی کھاد کو کھلاتا تھا۔ چند ماہ بعد، وہ دردناک صفحات گندگی تھے جس نے میرے ٹھنڈے کی پرورش کی، جسے میں ننگے پاؤں سے چل سکتا تھا۔ یہ اس بڑی معنویت کے ساتھ ایک حقیقی اور ٹھوس تعلق تھا۔ میں اپنے آپ کو یاد دلانا پسند کرتا تھا کہ جب میرا کام ختم ہو جائے گا، جب میں مر جاؤں گا اور فطرت مجھے روئی ہے تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی

ہونے والا ہے۔

سب سے زیادہ آزادانہ احساسات میں سے ایک مجھے اس وقت آیا جب میں ان صفحات میں خیالات کے بارے میں لکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا جو آپ نے ابھی پڑھا ہے۔ مجھے لگا کہ یہ تصور کتنا نقصان دہ ہے کہ ہماری زندگیاں "عظیم یاد گاریں" ہیں جو ہمیشہ کے لئے قائم رہیں گی۔ کوئی بھی پر عزم شخص اس احساس کو جانتا ہے کہ آپ کو عظیم کام کرنے ہوں گے، آپ کو اپنا راستہ تلاش کرنا ہو گا، اور اگر آپ یہ نہیں جانتے کہ آپ بیکارنا کام ہیں اور دنیا آپ کے خلاف سازش کر رہی ہے۔ اتنا دباؤ ہوتا ہے کہ آخر کار ہم سب اس کے نیچے ٹوٹ جاتے ہیں یا اس سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

یقیناً، یہ سچ نہیں ہے۔ جی ہاں، ہم سب کے اندر صلاحیت ہے۔ ہم سب کے اہداف اور کامیابیاں ہیں جو ہم جانتے ہیں کہ ہم حاصل کر سکتے ہیں۔ چاہے وہ ایک کمپنی شروع کرنا ہو، تخلیقی کام مکمل کرنا ہو، چیمپیئن شپ میں دوڑ بنانا ہو، یا اپنے متعلقہ شعبے میں سب سے اوپر پہنچنا ہو۔ یہ قابل قدر مقاصد ہیں۔ ایک ٹوٹا ہوا شخص وہاں نہیں پہنچے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب انا ان کاموں میں دخل اندازی کرتی ہے، انہیں بد عنوان کرتی ہے اور ہمیں کمزور کرتی ہے جیسا کہ ہم حاصل کرنے اور حاصل کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ جب ہم اس سفر کا آغاز کرتے ہیں تو جھوٹ کی سرگوشی کرتے ہیں اور اس میں کامیاب ہوتے ہی جھوٹ بولتے ہیں، اور اس سے بھی بدتر،

جب ہم راستے میں ٹھوکر کھاتے ہیں تو دردناک جھوٹ بولتے ہیں۔ کسی بھی منشیات کی طرح انا کو بھی سب سے پہلے برتری حاصل کرنے یا اسے ہٹانے کی گراہ کن کوشش میں ملوث کیا جاسکتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ کتنی جلدی اپنے آپ کو ختم کر دیتا ہے۔ اس طرح انسان اپنے آپ کو حقیقی لمحات میں پاتا ہے جیسا کہ میں نے ڈوو کے ساتھ فون پر تجربہ کیا تھا، یا اس کتاب کی کسی بھی محتاط کہانی میں۔

اپنے کام اور اپنی زندگی کے دوران، میں نے پایا ہے کہ انا کے زیادہ تر نتائج اتنے پریشان کن نہیں ہیں۔ آپ کی زندگی میں بہت سے لوگ

اور ہماری دنیا میں جن لوگوں نے اپنی انا کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے، وہ کرمی انصاف کے معنی میں "وہ حاصل نہیں کریں گے جس کے وہ مستحق ہیں" جس پر ہمیں بچپن میں یقین کرنا سکھایا گیا تھا۔ کاش یہ اتنا آسان ہوتا۔

اس کے بجائے، نتائج میری پسندیدہ کتابوں میں سے ایک کے اختتام کے قریب ہیں، سیکی کو کیا بنتا ہے؟ بد شولبرگ کا ایک ناول جس کا مشہور کردار سیموئل گولڈوین اور ڈیوڈ او سیلز نک جیسے تفریحی کاروباری افراد کی حقیقی زندگی پر مبنی ہے۔ اس کتاب میں راوی کو ایک حساب کتاب کرنے والے، بے رحم، مغروہ ہالی و وڈ موجل کی محل نما حوالی میں بلا یا گیا ہے، جس کے عروج کے بعد اس نے تعریف، الجھن اور آخر کار نفرت کا امتزاج کیا ہے۔

کمزوری کے اس لمحے میں، راوی اس شخص کی زندگی کی ایک حقیقی جھلک دیکھتا ہے۔ اس کی تہائی، خالی شادی، اس کا خوف، اس کا عدم تحفظ، ایک سینئنڈ کے لئے بھی خاموش رہنے کی اس کی نااہلی۔ اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ انتقام یعنی برے اعمال جس کی وہ امید کر رہا تھا، ان تمام قوانین کی وجہ سے جو اس آدمی نے توڑے تھے، دھوکہ دھوکہ دھوکہ دھوکہ کے وہ تمام راستے جو اس نے آگے بڑھائے تھے، نہیں آرہے تھے۔ کیونکہ یہ پہلے سے ہی وہاں تھا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں،

میں نے کسی حتمی اور مہلک چیز کی توقع کی تھی اور اب مجھے احساس ہوا کہ جو کچھ اس کے پاس آ رہا ہے وہ اچانک ادا نیگی نہیں بلکہ ایک عمل ہے، ایک بیماری جو اس وبا میں مبتلا ہو گئی تھی جس نے اس کی جائے پیدائش کو طاعون کی طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا؛ ایک کینسر جو آہستہ آہستہ اسے کھارہاتھا، علامات بڑھ رہی تھیں اور شدت اختیار کر رہی تھیں: کامیابی، تنہائی، ڈر۔ تمام ذہین نوجوانوں سے ڈرتے ہیں، نئے، تازہ دم سبی گلیکس جو اسے ہر اساف کرنے، دھمکانے اور آخر کار اس پر سبقت حاصل کرنے کے لئے سامنے آئیں گے۔

اس طرح انہوں کو ظاہر کرتی ہے۔ اور کیا یہ وہ چیز نہیں ہے جس سے ہمیں ڈر لگتا ہے؟ میں ایک آخری بات کا انکشاف کروں گا جس سے مجھے امید ہے کہ یہ مکمل دائرہ بن جائے گا۔ میں نے یہ اقتباس پہلی بار اس وقت پڑھا جب میں انیس سال کا تھا۔ یہ ایک تجربہ کار سرپرست کی طرف سے تفویض کردہ مطالعہ تھا جس نے، جیسا کہ میں چاہتا تھا، تفریحی کار و بار میں ابتدائی کامیابی حاصل کی تھی۔

یہ کتاب میرے لئے متأثر کن اور معلوماتی تھی، بالکل اسی طرح جیسے وہ جانتے تھے کہ یہ ہو گی۔

پھر بھی اگلے چند سالوں میں، میں نے خود کو کتاب کے کرداروں کی طرح تقریباً ایک جیسی صورت حال میں کام کیا۔ نہ صرف محل نما گھر میں بلا یا گیا تاکہ ایک ایسے شخص کی متوقع اور ناگزیر تحلیل کو دیکھ سکوں جس کی میں تعریف کرتا تھا۔ لیکن اس کے فوراً بعد خود کو خطرناک حد تک اپنے قریب پایا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اقتباس مجھے متاثر کرتا ہے کیونکہ جب میں اسے اس مضمون کے لیے ٹائپ کرنے گیا تو میں نے اپنے اصل کا پی صفحات میں پایا جو میری اپنی ہینڈ رائٹنگ میں ڈھکے ہوئے تھے، جو برسوں پہلے لکھے گئے تھے، جس میں میرے رد عمل کی تفصیل تھی، اس سے پہلے کہ میں دنیا میں داخل ہوا تھا۔ واضح طور پر میں شلبرگ کے الفاظ کو فکری طور پر، یہاں تک کہ جذباتی طور پر بھی سمجھ چکا تھا۔ لیکن میں نے ویسے بھی غلط انتخاب کیا تھا۔ میں نے ایک بار پانی بہایا تھا اور سوچا تھا کہ یہ کافی ہے۔ پہلی بار اسے پڑھنے اور اپنے خیالات لکھنے کے دس سال بعد، میں ایک بار پھر تیار تھا۔ وہ سبق میرے گھر بالکل اسی طرح آئے جس طرح مجھے ان کی ضرورت تھی۔

بسما رک کا ایک اقتباس ہے جس میں کہا گیا ہے کہ، حقیقت میں، کوئی بھی احمد تجربے سے سیکھ سکتا ہے۔ چال یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے تجربے سے سیکھیں۔ یہ کتاب موخر الذکر خیال کے ارد گرد شروع ہوئی اور مجھے حیرت ہوئی کہ اس کا اختتام پہلے کی تکلیف دہ مقدار کے ساتھ ہوا۔ میں نے انہا کا مطالعہ کرنے کا ارادہ کیا اور اپنے آپ کو اور ان لوگوں کے پاس آگیا جن کی میں نے طویل عرصے سے دیکھ بھال کی تھی۔

یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو خود بھی اس میں سے کچھ تجربہ کرنے کی ضرورت ہوگی۔ شاید یہ پلوٹارک کی عکاسی کی طرح ہے کہ ہم "الفاظ" کے ذریعہ چیزوں کا اتنا علم حاصل نہیں کرتے ہیں جتنا کہ چیزوں کے تجربے سے الفاظ حاصل کرتے ہیں۔

کسی بھی صورت میں، میں اس کتاب کو اس خیال کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں جس نے آپ نے

اکھی جو کچھ پڑھا ہے اس کی بندیدر کھی ہے۔ یہ قابل ستائش ہے کہ بہتر تاجر یا کار و باری خواتین، بہتر آپ تھلیں، بہتر فاتح بننا چاہتے ہیں۔ ہمیں بہتر طور پر باخبر ہونا چاہئے، مالی طور پر بہتر ہونا چاہئے... جیسا کہ میں نے اس کتاب میں کئی بار کہا ہے، ہمیں عظیم کام کرنے کی ضرورت ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں کرتا ہوں۔

لیکن کم متاثر کن کامیابی نہیں: بہتر لوگ ہونا، خوش حال لوگ ہونا، متوازن لوگ بننا، مطمئن لوگ ہونا، عاجز اور بے لوث لوگ بننا۔ یا اس سے بھی بہتر، یہ تمام خصوصیات ایک ساتھ۔ اور جو چیز سب سے زیادہ واضح ہے لیکن سب سے زیادہ نظر انداز کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ذاتی کام کو باقاعدگی سے کامل کرنے سے ایک پیشہ ور کے طور پر کامیابی حاصل ہوتی ہے، لیکن شاذ و نادر ہی اس کے بر عکس ہوتا ہے۔ اپنے عادی خیالات کو نکھارنے کے لیے کام کرنا، تخریبی محركات پر قابو پانے کے لیے کام کرنا، یہ کسی بھی مہذب انسان کے اخلاقی تقاضے نہیں ہیں۔ وہ ہمیں زیادہ کامیاب بنانیں گے۔ وہ ہمیں خطرناک پانیوں کو چلانے میں مدد کریں گے جس کے عزم کے لئے ہمیں سفر کرنے کی ضرورت ہو گی۔ اور وہ ان کا اپنا انعام بھی ہیں۔

تو یہاں آپ ان کے بارے میں اس کتاب کے آخر میں ہیں، آپ نے دوسرے لوگوں کے تجربات سے ان کے مسائل کے بارے میں زیادہ سے زیادہ دیکھا ہے۔

اور میرا اپنا۔

باقی کیا رہ گیا ہے؟

آپ کے انتخاب۔ آپ اس معلومات کے ساتھ کیا کریں گے؟ نہ صرف ابھی، بلکہ آگے جارہے ہیں؟

ہر روز اپنی باقی زندگی کے لئے آپ اپنے آپ کو تین مراحل میں سے ایک میں پائیں گے: خواہش، کامیابی، ناکامی۔ آپ ان میں سے ہر ایک میں انسے لڑیں گے۔ آپ ان میں سے ہر ایک میں غلطیاں کریں گے۔

آپ کو ہر دن کے ہر منٹ فرش کو صاف کرنا ہو گا۔ اور پھر دوبارہ جھاڑوں کا نیں۔

آپ کو آگے کیا پڑھنا چاہئے؟

زیادہ تر لوگوں کے لئے، ببلوگرافی بورنگ ہے۔ ہم میں سے جو لوگ پڑھنا پسند کرتے ہیں، ان کے لئے وہ پوری کتاب کا بہترین حصہ ہو سکتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے ایک کی حیثیت سے، میں نے آپ کے لیے یعنی اپنے کتاب سے محبت کرنے والے قارئین کے لیے ایک مکمل گائیڈ تیار کی ہے جو میں نے انا کے مطالعے میں استعمال کی تھی۔ میں آپ کونہ صرف یہ دکھانا چاہتا تھا کہ کون سی کتابیں حوالہ کے مستحق ہیں بلکہ میں نے ان میں سے کیا حاصل کیا ہے، اور کون سی کتابیں جو میں آپ کو آگے پڑھنے کی سفارش کرتا ہوں۔ ایسا کرتے ہوئے، میں اس قدر متاثر ہوا کہ میرے پبلشر نے مجھے بتایا کہ میں نے جو کچھ تیار کیا تھا وہ کتاب میں فٹ ہونے کے لئے بہت بڑا تھا۔ لہذا میں اسے براہ راست آپ کو بھیجننا چاہتا ہوں۔ مکمل طور پر قابل ملک اور تلاش کے قابل شکل میں۔

اگر آپ ان سفارشات کو پسند کرتے ہیں تو، آپ کو صرف

ای میل کرنا ہے یا EgoIsTheEnemy@gmail.com

ان پر جانا ہے۔ میں آپ کو ان کے بارے میں اپنے www.EgoIsTheEnemy.com/books

پسندیدہ اقتباسات اور مشاہدات کا ایک مجموعہ بھی بھیجوں گا۔ جن میں سے بہت سے میں اس کتاب میں فٹ نہیں ہو سکا۔

کیا میں مزید کتابوں کی سفارشات حاصل کر سکتا ہوں؟

آپ میری ماہانہ کتاب کی سفارش ای میل کے لئے بھی سائنس اپ کر سکتے ہیں۔ وصول کنندگان کی فہرست آپ جیسے پچاس ہزار سے زیادہ متجسس قارئین تک پہنچ چکی ہے۔ آپ کو ہر ماہ ایک ای میل ملے گا، جس میں میری ذاتی پڑھائی کی بنیاد پر میری سفارشات شامل ہوں گی۔ اس کا آغاز میری اب تک کی دس پسندیدہ کتابوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ موضوع لائن میں صرف "ریڈنگ لسٹ ای میل" کے ساتھ ryanholiday@gmail.com ای میل کریں یا ryanholiday.net/reading-newsletter پر سائنس اپ کریں۔

منتخب کردہ بلوگرانی

ارسطو، ٹرانس ٹیرنس اردون۔ نکیو ما شمین اخلاقیات۔ انڈیانا پولس، آئی این: ہیکٹ پبلشنگ، 1999۔
بارلیٹ، ڈونلڈ ایل، اور جیمزی سٹیل۔ ہاورڈ ہیوز: اس کی زندگی اور پاگل پن۔

لندن: آندرے ڈونچ، 2003۔

بلی، رابرت۔ آئرلن جان: مددوں کے بارے میں ایک کتاب۔ کیمبرج، ایم اے: داکاپو، 2004۔ بویلی،
ڈینیل۔ جنگجو کے راستے پر: لٹرائی، فلسفہ، اور مارشل آرٹس
اساطیر برکے، سی اے: مینڈک، 2003۔

بریڈی، فرینک۔ سٹیزن ولیز: اور سن ولیز کی سوانح حیات۔ نیویارک: اسکربرز، 1988۔

براون، پیٹر اتچ، اور پیٹ اتچ برو سکے۔ ہاورڈ ہیوز: دی ان ٹولڈ اسٹوری۔ ڈاکیپو، 2004۔

سی، چک۔ عینک کا ایک نیا جوڑا۔ اردوں، سی اے: نیولک پبلشنگ، 1984۔ چرنو، رون۔ ٹائمز: جان ڈیک
راک فلیر کی زندگی، سینسٹر نیویارک: و نیچ،

.2004

کک، بلینچ و آئیسن. الیمنور روزویلٹ: فحیله کن سال۔ نیویارک: پینگوئن، 2000.

کورم، رابرٹ. بوئنڈ: لڑاکا پائلٹ جس نے جنگ کے فن کو تبدیل کر دیا۔ بوئنڈ: لٹل، براؤن، 2002.

کری، ایڈ. آرمی کے جنرل: جارج سی مارشل، سوچر اور اسٹیئیں میں۔

نیویارک: کوپر اسکواہر، 2000.

تخلیقی صلاحیت: بہاؤ اور دریافت اور ایجاد کی نفسیات. Csikszentmihalyi, Mihaly نیویارک: ہارپر کولنز، 1996.

ایمرسن، رالف والد و نمائندہ مرد: سات یکھر. کیمبرج، ایم اے: ہارورڈ یونیورسٹی پریس کے سیلنپ پریس، 1987.

جنین، ہیرالد. انتظام. گارڈن سٹی، نیویارک: ڈبلڈے، 1984. گراہم،
کیتھرین. ذائقی تاریخ. نیویارک: نوف، 1997.

گرانٹ، الیسیس ایس۔ امریکی گرانٹ کی ذائقی یادداشتیں، منتخب خطوط 1839-1865۔ نیویارک: لابریری آف امریکہ، 1990.

بلبر سٹم، ڈیوڈ۔ ایک کوچ کی تعلیم۔ نیویارک: ہیچیٹ، 2006.

ہنری، فلپ، اور جے سی کو لسٹن۔ بیلیسارمیس کی زندگی: روم کا آخری عظیم جزء۔ یارڈلی، پین:

ولیٹ ہوم، 2006.

ہیر و ڈولس، ٹرانس اور بی ڈی سیلین کورٹ، روئرنڈ جان مارینکولا: تاریخ۔

لندن: پینگوئن، 2003.

ہیسیوڈ، تھیو گونی اینڈور کس اینڈرڈے ز اور تھیو گنس، الیگیز۔ ٹرانس، ڈور و تھیا وینڈر۔ ہارمنڈ زور تھے،

برطانیہ: پینگوئن، 1973.

آئز کسن، والٹر بیچ بن فرینکلن: ایک امر کی زندگی۔ نیویارک: سائمن اینڈ شوستر، 2003.

لاموت، این۔ پرندہ بذریعہ پرندہ: تحریر اور زندگی کے بارے میں کچھ ہدایات۔ نیویارک: اینکر،

1995.

لیون، ہلیل۔ گرینڈ وہم: جان ڈیلویورین کا کائناتی کیریئر۔ نیویارک: وائلنگ، 1983.

لڈ میل ہارت، بی ایچ۔ شرمیں: سپاہی، حقیقت پسند، امر کی۔ نیویارک: داکاپ، 1993.

میکلم ایکس، اور الیکس ہیلی۔ میکلم ایکس کی سوانح حیات۔ نیویارک: سلینشین، 1992.

مارکس اور بیلیس، ٹرانس گریگوری ہیز۔ مراقبہ۔ نیویارک: جدید لاہریری، 2002.

مارشل، ٹرانس کریگ اے ولیز۔ اپی گرامز۔ آکسفورڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 2004.

مسکفی، جان۔ آپ کہاں ہیں اس کا احساس: پرنسپن میں بل بریڈ لے کا ایک پروفائل۔

نیویارک: فارار، اسٹر اس اور جیروکس، 1999.

میک ولیز، کیری میک ولیز کی تعلیم۔ نیویارک: سائمن اینڈ شوستر، 1979.

موسلے، لیونارڈ۔ مارشل: ہمارے وقت کے لئے ہیر و۔ نیویارک: ہرسٹ، 1982۔ میور، جان۔

صحراًی مضمائیں۔ سالٹ لیک سٹی: پیر گرین اسمیٹھ، 1980.

نکسن کی طرف سے نکسن: ان کے اپنے الفاظ میں۔ اس کی ہدایتکاری پیٹر ڈبلیو کنہارت نے کی ہے۔ اچبی او دستاویزی فلم، 2014.

اور تھ، مورین۔ "انجیلا کے اثاثے" وینیڈی میلہ، جنوری 2015۔

پیکر، جارج۔ "خاموش جرمن۔" نیو یارک، 1 دسمبر 2014۔ پلائیوک، چک۔ فاٹ کلب۔ نیو یارک: ڈبلیو ڈبلیو نورٹن، 1996۔

پلوٹارک، ٹرانس ایان اسکٹ۔ کلورٹ۔ ایتھنز کا عروج اور زوال: نویونانی زندگیاں۔

ہارمنڈر تھ، برطانیہ: پینگوئن، 1960۔

پرلیس فیلڈ، سٹیون۔ جنگ کی اہریں: اسسیبیاڈس اور پلیو پونیشیائی جنگ کا ایک ناول۔ نیو یارک: بٹھام،

2001

رامپر سٹ، آرنلڈ۔ جیکی رانسون: ایک سوانح حیات۔ نیو یارک: نوف، 1997۔

ریلی، پیٹ. اندر فاتح: ٹیم کے کھلاڑیوں کے لئے ایک زندگی کا منصوبہ. نیویارک: پنجم، 1993.
رابرٹس، روس. ایڈم سمتھ آپ کی زندگی کو کیسے تبدیل کر سکتا ہے۔ نیویارک: پورٹ فولیو / پینگوئن،

.2015

شوبلرگ، بڈ. سیمی کو کیا چیز بھاگتی ہے؟ نیویارک: ونچ، 1993. سینز، اسٹیفن ڈبلیو۔ جارج بی
میک کلیپن: نوجوان نپولین. نیویارک:
ٹکنرائیڈ فیلڈز، 1988.

سینیکا، لو سینس اینیس، ٹرانس سی ڈی این کوستا۔ زندگی کی ٹنگی کے بارے میں. نیویارک: پینگوئن،
.2005

شرود، فرینک. انکیجڈ: ایک چیمیسٹ ان ایم ایم اے فائز کے طور پر میری زندگی۔ شکا گو: شکا گوریو یو
پر میں، 2012.

شیریڈن، سیم بڑا کا دماغ: دماغی کھیل کے اندر. نیویارک: اٹلانٹک ماہنامہ، 2010.
شر میں، ولیم ٹی. جز ڈبلیو ٹی شر میں کی یادداشتیں۔ نیویارک: ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ادبی کلاسک،
.1990

اسمتھ، ایڈم۔ اخلاقی جذبات کا نظریہ۔ نیویارک: پینگوئن، 2009. اسمتھ، جین ایڈورڈ۔ آئزن ہاؤر: جنگ
اور امن میں۔ نیویارک: رینڈم
ہاؤس، 2012.

اسٹیونسن، رابرٹ لوئس۔ آسٹریلر ز کے لئے ایک معافی۔ لندن: پینگوئن، 2009. والش، بل۔ اسکور
اپنے آپ کا خیال رکھتا ہے: قیادت کا میر افسوس۔ نیا
یارک: پورٹ فولیو / پینگوئن، 2009.

واشنگٹن، بکری غلامی سے اٹھیں۔ نیویارک: ڈوور، 1995۔

ویدر فورڈ، جے۔ چنگیز خان اور جدید دنیا کی تشكیل۔ نیویارک: تحری ریورز، 2005۔

لکڑی، جان۔ کامیابی کے لئے کوچ و ووڈن کالریور شپ گیمز پلان: غیر معمولی کار کردار گی اور ذاتی کار کردار گی
کے لئے 12 اسپا۔ نیویارک: میک گر اہل ایجو کیشن، 2009۔

اعترافات

میں نے اپنی پچھلی کتابوں میں نہ صرف ان لوگوں اور سرپرستوں کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی ہے جنہوں نے اس کتاب میں مدد کی ہے بلکہ یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ میں ان بہت سے مصنفوں اور مفکرین کا کتنا مقتوض ہوں جن پر میں نے برسوں سے بھروسہ کیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف ان کے بغیر ممکن نہیں ہو گی، بلکہ میں ناقابل یقین حد تک مجرم بھی محسوس کرتا ہوں کہ قارئین مجھے بصیرت کا سہرا دے سکتے ہیں جو دوسرے، ذہین مصنفوں کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔ اس کتاب میں جو کچھ بھی قابل قدر ہے وہ ان کی طرف سے آیا ہے نہ کہ میری طرف سے۔

یہ کتاب میرے ایڈیٹرز نیلس پارکر اور نگی پاپاؤپولس کی تدوین اور قیمتی مشورے کے بغیر نہیں ہو گی۔ اسٹیون پریسفیلڈ، ٹام بیلیو اور جوئی رو تھے نے ابتدائی طور پر تنقیدی نوٹ فراہم کیے جس کے لئے میں بہت شکر گزار ہوں۔

میں اپنی الہیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے نہ صرف اس کتاب کی تحریر کے دوران ذاتی طور پر میری مدد کی، بلکہ میری سب سے زیادہ وقف قارئین بھی تھیں۔ میں اپنے ایجنت، اسٹیو

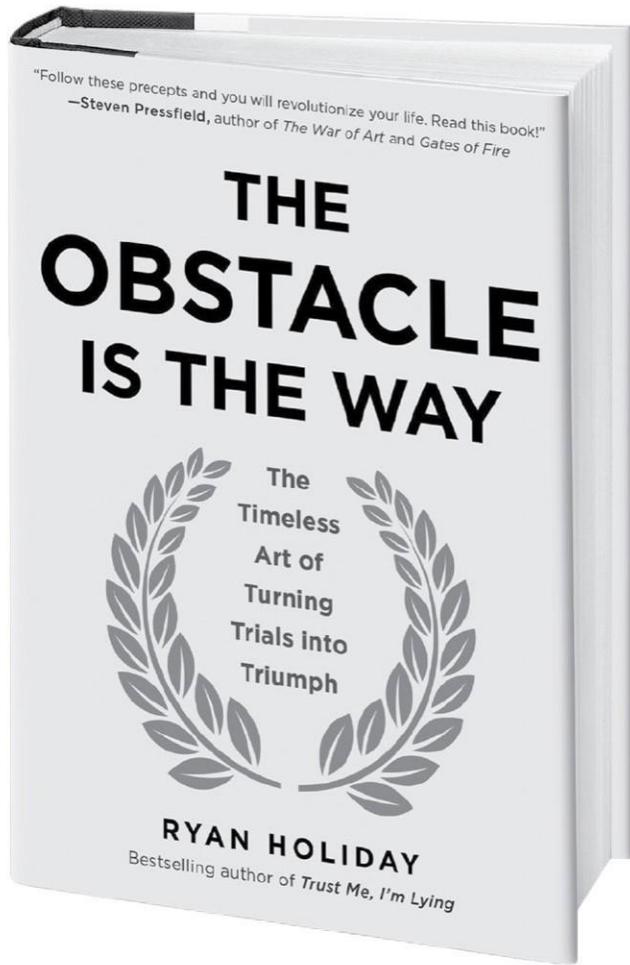
ہیں سیل مین کا شکر یہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جنہوں نے پہلے دن سے میری نمائندگی کی ہے۔ اس تجویز میں مدد کے لئے مائل ٹونی، ان کی مدد کے لئے کیون کری، اور اپنے بہترین تحقیقی کام اور مدد کے لئے ہر سٹو اسیلیو کا شکر یہ۔ پیٹریاٹس میں مائیک لو مبارڈی کی حمایت اور بصیرت کے لئے شکر یہ۔ اس کے علاوہ میں ٹم فیریس کا بھی شکر گزار ہوں، جن کی حمایت نے میری آخری کتاب کو ممکن بنایا، اور یہی بات رابرت گرین کا بھی ہے، جنہوں نے مجھے مصنف بنانے میں مدد کی، اور ڈاکٹر۔

ڈریو، جس نے مجھے فلسفے سے متعارف کرایا۔ میں جان لو ٹریل اور ٹوبیاس کیلر کا شکر یہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے امریکن اپریل میں افراتفری کے دوران میرے ساتھ رہنمائی اور بات چیت کی۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ اگر لاس اینجلس میں ان کی ملاقات اور ہفتہ وار کالز دونوں میں ورکھو لکس اننا موس نہ ہوتا تو کیا میں یہ کام کرتا۔

جگہوں کے لحاظ سے آسٹن لاہریری میں یونیورسٹی آف ٹیکساس، یونیورسٹی آف کیلیفورنیا ریور سائیڈ لاہریری، مختلف رنگ ٹریلز (اور میرے جو تے) اور گھر سے دور میرے گھر لاس اینجلس ایتھلیٹک کلب نے اس کتاب میں اصل تحریر کی سہولت فراہم کی۔

آخر میں، کیا اپنے پالتو بکریوں کا بھی شکر یہ ادا کرنا غلط ہو گا؟ اگر نہیں، تو بسکٹ، بکٹ اور تربوز کا شکر یہ کہ انہوں نے چیزوں کو تفریجی رکھا۔

**Don't miss this modern classic from
bestselling author Ryan Holiday**



"First came Marcus Aurelius, then Frederick the Great . . . and now there's you. This surprising book shows you how to craft a life of wonder by embracing obstacles and challenges."

—Chris Guillebeau, author of *The \$100 Startup*

"A book for the bedside of every future—and current—leader in the world."

—Robert Greene, author of *The 48 Laws of Power* and *Mastery*



* میں وہاں تھا اور سب کچھ دیکھا۔ اس نے میرا دل توڑ دیا۔

Looking for more?

Visit Penguin.com for more about this author and a complete list of their books.

Discover your next great read!

